DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222352
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—880 -5-8-74- -10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

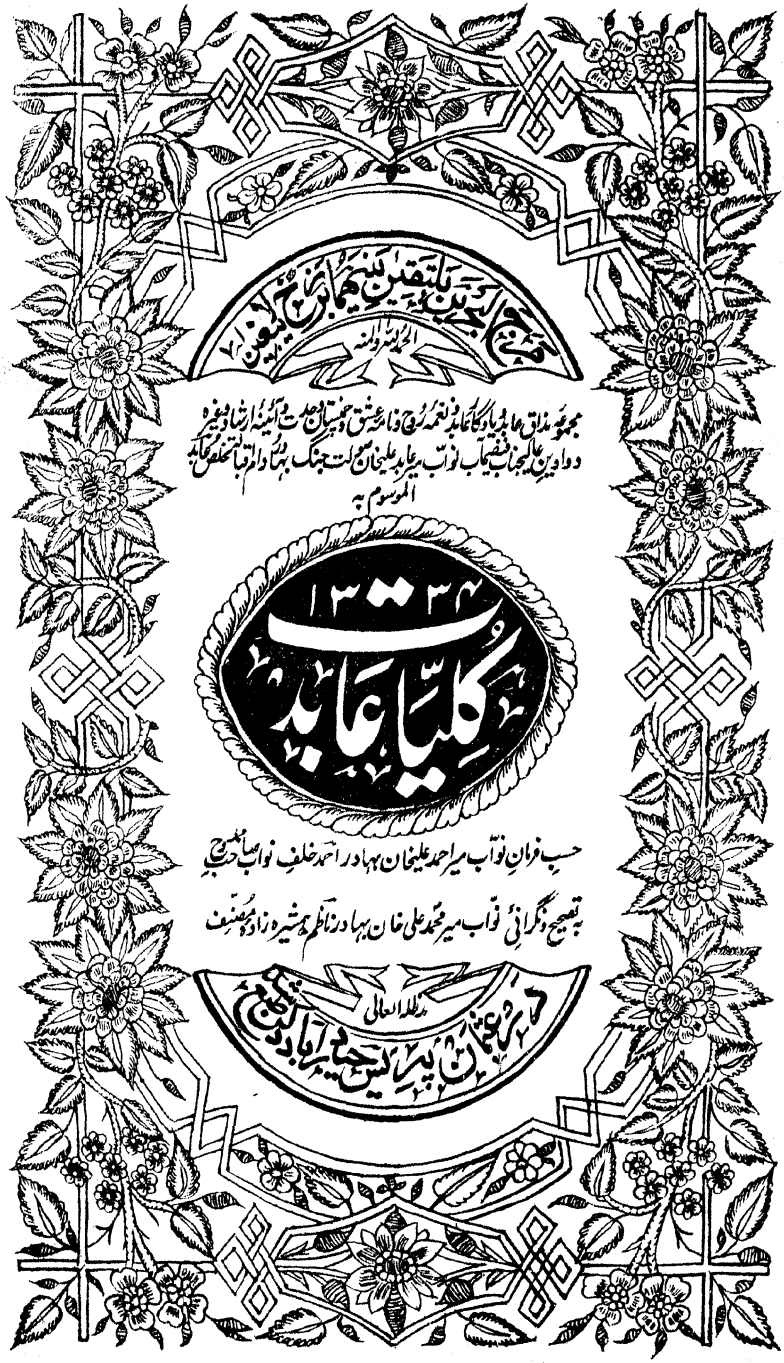
Call No. Accession No.

Author

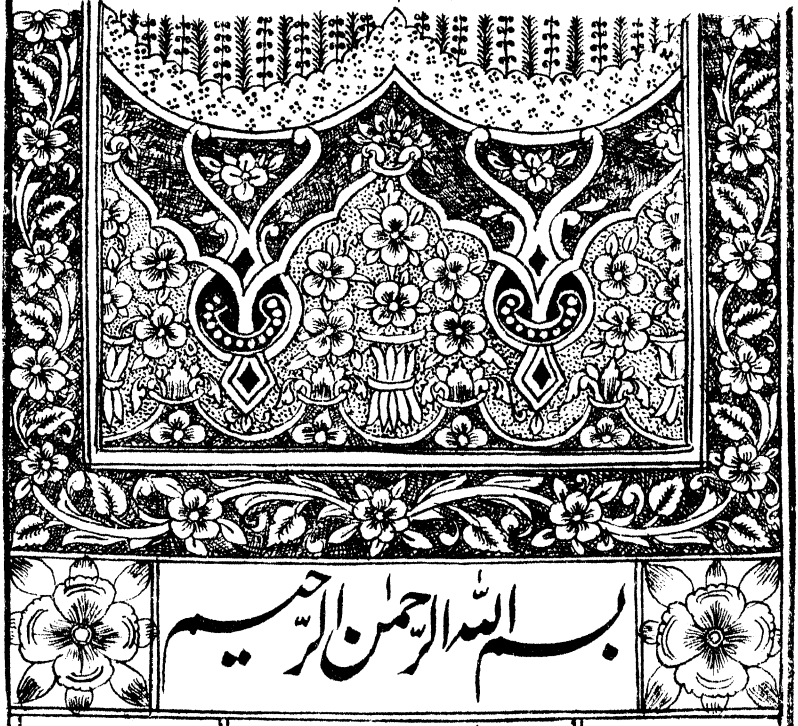
Title

This book should be returned on or before the date last marked below.




الحمد للہ والمنہ
مجموعۂ مذاق عابد یا گلدستۂ نغمۂ روح فزا عشق و جستجوئے صدق و آئینۂ ارشاد و پند
دواوین عالیجناب فیضمآب نواب میر عابد علیخان صاحب دام ظلہ تخلص عابد
المرسوم بہ
۱۳۳۴
کلیات عابد
حسب فرمان نواب میر احمد علیخان بہادر احمد خلف نواب صاحب ممدوح
بہ تصحیح و نگرانی نواب میر محمد علی خان بہادر ناظم ہمشیرہ زادۂ مصنف
مدظلہ العالی
دارالطبع عثمان پریس حیدرآباد دکن

1668



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیفِ الف

مَطلعِ حمدِ خدا کیون نہ ہو نادر اپنا
مُنھ چھپاتا ہے جسے دیکھ کے نیّر اپنا

رہنما فنِّ سخن مین ہے جو شاعر اپنا
ہے سخن اس لئے مقبولِ اکابر اپنا

نور تن بندشِ الفاظ سے ہے جسکی خجل
مطلعِ نعت ہے وہ سلکِ جواہر اپنا

ہو ثنا صاحبِ لولاک کی کسطرح ادا
کہ وہان ذہنِ رسا ہوتا ہے قاصر اپنا

ہم گنہگار رکھین کس لئے خوفِ عصیان
جب کہ رحمان ہے ہر حال مین غافر اپنا

کیون نہ حاصل ہو ہمین نصرتِ دین و دنیا
جب مددگار رہے ہر وقت مین ناصر اپنا

سینہ بے کینہ بفیضِ نبوی ہے عابد
بخدا ایک ہی ہے باطن و ظاہر اپنا

قلم جاری ہے وصفِ احمدی کا
ہے عرصہ تنگ لوحِ ایزدی کا

کرے کیا مبتدی نعتِ پیمبر
نہین ہے حوصلہ یہ منتہی کا

گئے نعلین سے عرشِ برین پر
کہون کیا رتبہ شاہِ ہاشمی کا

رہے سدرہ پہ جبریلِ امین بھی
نہ پایا جب کہ یارا ہمسری کا

عرب بے عین ہے وہ درحقیقت
یہ ہے سرِ خفی ذاتِ نبی کا

حبیبِ خاص ہو تم کبریا کے
کہ تم پر ختم ہے عاشقی کا

پیمبر سب ہین مانندِ مریدان
محمد کو ہے رتبہ مرشدی کا

طفیلی جس کی ہو خلقت خدا کی
ہو دعوی کس کو اوس کی ہمسری کا

نمازِ عاشقی ہے شیوۂ خاص
امامون کو ہے رتبہ مقتدی کا

اجالا حشر تک ہو یا الٰہی
چراغ خاندانِ آصفی کا

یہی ہے التجا محشر مین عابد
اشارہ ہو مجھے یا امتی کا

مین تو بندہ ہون ترا اور تو صاحب میرا
حق عطا کردے مجھے جو کہ ہے واجب میرا

HYDERABAD-1

نہین کونین مین جز تیرے کسی سے مطلب
تو جو مطلوب ہوا حق رہا طالب میرا

ہے کہان ظاہر و باطن مین کوئی تیرے سوا
وہیان رہتا ہے اسی بات پہ غالب میرا

دیکھون جب اپنے کو مین تو نظر آتا ہے مجھے
روح تو تو ہی ہے کہنے کو ہے قالب میرا

تجھکو گر دیکھ لیا دیکھا خدا کو بیشک
قول اُس کا ہے کہ آدمؑ ہوا نائب میرا

دل مین اللہ کہون مُنہ سے نکالون پیر
طائرِ جان ہوا اسی صوت سے غائب میرا

احمد و عابد و ہم حافظ و ناصر تو ہے
ثم باللہ تو ہر دم ہے مخاطب میرا

جب تک متوجہ وہ مسیحا نہین ہوتا
اپنا دلِ مُردہ کبھی زندہ نہین ہوتا

کیا وصل مین فُرقت کا الم ہو سکے ظاہر
وہ سامنے آئے تو مین گویا نہین ہوتا

تیری جو نسیمِ کرم و فضل نہ گزرے
سرسبز مرا نخلِ تمنّا نہین ہوتا

کیون جاے ترے در کا گدا چھوڑ کے تجھکو
حاصل کبھی شاہون کو یہ رتبہ نہین ہوتا

کیا حالِ دلِ زار بیان کیجیے تجھ سے
یہ قصہ تو برسون مین بھی پورا نہین ہوتا

ہمدم ہے بشر ذاتِ خدا سے سُن اے ناصح
تو دیکھتا گر آنکھ پہ پردہ نہین ہوتا

مین تجھسے جو موجود ہون ہوتا نہین معدوم
قدمونسے جدا جیسے کہ سایہ نہین ہوتا

مین اوسکی گلی چھوڑ کے کعبے کو جو جاؤن
اے واعظو کیا حج وہان اپنا نہین ہوتا

عابد نے یہ جانا کہ تو معبود ہے برحق
ہے حق تو یہی دوسرا تجھسا نہین ہوتا

واعظ بخدا قائلِ گفتار ہون تیرا
اے شیخ بحق واقفِ اسرار ہون تیرا

اے کافرِ پُرحسن پرستار ہون تیرا
مین برہمنِ بستۂ زنار ہون تیرا

محشر کا نہ کر وعدہ طلبگار ہون تیرا
اے شاہدِ ہُو طالبِ دیدار ہون تیرا

مین نقدِ دل وجان لئے اے یوسفِ ثانی
مانند زلیخا کے خریدار ہون تیرا

رحمان تو مین اُمتی شافعِ محشر
بیخوف ہون ہرچند گنہگار ہون تیرا

دامن سے لگا رہتا ہون کر دور نہ ہرگز
اے نوگلِ خندانِ چمن خار ہون تیرا

محبوبِ آلہی سے ہے معروضۂ عابد
آزاد ہون پر بندۂ سرکار ہون تیرا

تو یار ہے اغیار کا مین یار ہون تیرا
قربان دل وجان سے مین ہر بار ہون تیرا

چشمِ بُتِ سفاک سے کہتا ہے دلِ زار
اے نرگسِ بیمار مین بیمار ہون تیرا

بس ہے ترا جامِ مئے الطاف و توجہ
اِس بادۂ پُرکیف سے سرشار ہون تیرا

وارم دلِ عالم ہین ترے گیسوئے پُرپیچ
مین ایک نہ اے شوخ گرفتار ہون تیرا

عابد کیطرف دیکھو تو چلاتا ہے کب سے
رُخ اپنا دکھا طالبِ دیدار ہون تیرا

اک پل نہ دیدہ بند ہوا انتظار کا
تارون کو علم ہے مری شبہائے تار کا

یارب ہو جلد وصل مجھے اپنے یار کا
کیا اعتبار زندگیٔ مستعار کا

مین سوختہ ہون آتشِ رخسارِ یار کا
واعظ مجھے دکھاتا ہے کیا خوف نار کا

مین دیکھتا جدھر ہون نظر آتا ہے وہی
جب سے سمایا آنکھون مین ہے حسن یار کا

بندہ خدا کا اُمتی خیر الورا کا ہون
فدوی بصدقِ دل ہون سدا چار یار کا

شاہِ دکن کی عمر الٰہی دراز ہو
حاصل ہو مقصد اوس شہِ دولتمدار کا

عابد ہے تجھسے ملتجی اے ناصرِ کریم
بالخیر خاتمہ بھی ہو مشتِ غبار کا

جب تک کہ اُسکو شغلِ شراب و کباب تھا
آنکھون مین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا

چہرہ کسی کا کہنے کو زیرِ نقاب تھا
آنکھون مین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا

ہم روزِ حشر بادۂ وحدت جو پی گئے
باقی دوئی تھی اور نہ سوال و جواب تھا

مین فیضِ اہلِ چشت سے ہون ساکنِ بہشت
ورنہ گنہ سے اپنے سزائے عذاب تھا

خواہش دکھائی دی بُتِ مینوش کی تو پھر
جل بھن کے یہ مرا جگر و دل کباب تھا

مانگا تھا ہمنے بوسہ جو سرکارِ حسن سے
دیتے اگر زکوٰۃ تو کارِ ثواب تھا

اشکون کی رات دن تھی جھڑی ہجر مین
اور اپنا دودِ آہ بشکلِ سحاب تھا

ہوجاتی دُور میری غشی گر چہر کتا وہ
اوس گلعذار کا تو پسینہ گلاب تھا

بلوا کے مجھکو بزم مین خاطر یہ اُسنے کی
غیر و نپہ التفات تھا مجھپر عتاب تھا

تہی خوئے بدبہری ہوئی اوسکی سرشت مین
اور شکوہ دور دون سے بحالِ خراب تھا

احوال کیا کہون شبِ ہجران کا اپنی مین
مانندِ برق دل کو بہت اضطراب تھا

مینوش دیکھا شیخ نے اوس شوخ کو تو پھر
شیشہ بغل مین ہاتھ مین جامِ شراب تھا

افسوس ہم نے ایک نہ پائی شبِ وصال
جب تک کہ اوسکا جوش پہ عہدِ شباب تھا

عابد مین وصفِ عارضِ دلدار کیا کرون
شرمندہ جسکے رُخ سے مُدام آفتاب تھا

دل موجِ زُلف پر جو نگہ کر کے رہگیا
مثلِ حباب عشق کے دریا مین بہ گیا

اُستاد ہے وہی جو محبّت کی رہ دکھائے
ہے مرد وہ جو عشق کے صدمون کو سہ گیا

بلبُل ترانہ ریز تہی اور گُل تہے خندہ زن
سیرِ چمن کو صبح جو وہ گُلعذار گیا

ہے واسطے اوسی کے شفاعت بروزِ حشر
جو اُمّتی رسولؐ کا کر کے گنہ گیا۔

یہ آستانِ فیض ہے اُمید گاہِ خلق
آیا تھا جو فقیر یہان ہو کے شہ گیا

محشر مین کیا وہ دولتِ دیدار پائیگا
دنیا مین جو وصال سے محروم رہگیا

صاحب کی ہونگاہِ کرم اوسکے حال پر
جسنے کہ بندگی نہ کی اور رو سیہ گیا

عابد نہ کر تو فکرِ گنہ کیا سُنا نہین
لَا تَقنَطُوا خدا ہے جو قرآن مین کہہ گیا

اختیار اِس سے کیا رو کے ہنسانا تیرا
مُجھکو منظور نہ تھا روٹھکے جانا تیرا

بہا گیا دل کو کچھ اِس طرح ستانا تیرا
یاد آتا ہے وہ ہنس ہنس کے رولانا تیرا

حالِ دل اپنا سُناتا ہون تو وہ کہتے ہین
بس کر اب رام کہانی ہے فسانہ تیرا

وہ کمان ابرو ہے یون تیرِ مژہ سے کہتا
جگر و سینۂ عاشق ہے نشانہ تیرا

ہائے وہ میرا بناؤ سے بگڑنا شبِ وصل
اور در اصل سمجھ کر وہ منانا تیرا

شرم سے ابرِ گہربار ہے پانی پانی
دیکھکر ابرِ مژہ اشک بہانا تیرا

شعلہ زن آتشِ ہجران ہے مرے سینے مین
کام ہے رہ کے جُدا دل کا جلانا تیرا

مثلِ عنقا مجھے معدوم نظر آتا ہے
ہے کہان اے کمرِ یار ٹھکانا تیرا

دل مین میرے ہے جو تو موجزن اے عشق قلم
ہے عجب ایک ہی قطرہ مین سمانا تیرا

داغ دل کا مرے خورشیدِ قیامت ہو گا
کام آئیگا سرِ حشر جلانا تیرا

رونمائی کی طلب طالبِ دیدار سے ہے
جان کا مانگنا ہے مُنہ کا دکھانا تیرا

مین نہ آؤن تری محفل مین یہ ہے بات نئی
مین نیا تو نہین شیدا ہون پُرانا تیرا

یاد آتی ہے شبِ وصل کی وہ کیفیت
مِنّتین کرنا میرا مُنہ کو چھپانا تیرا

زاہدون مین ہے کئی دن سے تو عابد کا شمار
ہے غضب اوس کو یہ مینوش بتانا تیرا

حمدِ خدا وظیفہ ہے برنا و پیر کا
نعتِ رسول ورد صغیر و کبیر کا

دیکھا ہے حق کو حق ہے یہ حق رتبہ پیر کا
گر عقل ہو تو مان سخن اس حقیر کا

ہون خاکسار مین نہین خواہان سیر کا
کافی ہے گر ملے مجھے بستر حصیر کا

الفقر فخری احمدؐ مرسل نے جب کہا
سلطان سے بڑھ کے جانئے رتبہ فقیر کا

ہے آسرا جو صاحبِ لولاک کا مجھے
مطلق نہین ہے خوف گناہِ کثیر کا

چھوٹا کمان سے جا کے لگا وہ نشانے پر
اپنا سخن مقابلہ کرتا ہے تیر کا

دنیا کی مشکلات سے عابد نہین ہے ڈر
مشکلکشا ہے نام مرے دستگیر کا

مظہر ہے خاص بندہ خدا کے ظہور کا
پھر دیکھئے تو جلوہ محمدؐ کے نور کا

نزدیک آیئے تو کہون راز دور کا
قادر ہو قلب پر تو تماشا ہے طور کا

زاہد کو صرف شوق ہے جنت کی حور کا
رندون کو اعتراف ہے اپنے قصور کا

کیون عاشقون کو کرتے ہین ناصح نصیحتین
کیا کام اہلِ عشق مین عقل و شعور کا

کیا ہے عجب جو بخشدے مجھ تیرہ روز کو
وہ ہے کریم بندہ ہون ربِّ غفور کا

شیطان کی کیا مجال کرے آدمی سے بحث
اوستاد ہے یہہ اوس سے بھی بڑھ کر فتور کا

خط اون کا مجھکو آیا ہے مضمون ہے یہی
اک کام تم سے آج ہے مجھکو ضرور کا

عابد کو کیون نہ فخر ہو اس اختصاص پر
فدوی بھی ہے تو خاص ہے اپنے حضور کا

ہیہات ہیگا نہ آشنا سب کا
دل بھی معشوق ہے نئے ڈھب کا

ہو وفا وعدہ ہم سے ہے کب کا
بوسہ رخسار کا دے یا لب کا

میری تیری ہے دوستی کب کی
کچھہ تعلق نہین ہے یہہ اب کا

مے پندار پی ہے زاہد نے
پاک ہے نفس رند مشرب کا

کافر عشق بھی مسلمان بھی
ہے جدا ڈھنگ میرے مذہب کا

تو نے کیون دی ذرا سی مے ساقی
تشنہ ہون ساغر لبالب کا

عید کا دن ہے آیئے ملئے ۔
ہم سے ہوتا ہے وعدہ کیون شب کا

کون مجھسا ہے دوسرا عاشق
تجھکو اک بین ملا ہون مطلب کا

عبد مجھکو کیا جواے عابد
مجھہ پہ احسان ہے مرے رب کا

رات دن محو تصور ہے مری جان کس کا
عشق کہتا ہے تو پنہان دل نادان کس کا

کس کے سایہ مین خطّ و زلف کو ہاتھ آئے نجات
آسرا ڈھونڈتے ہین سنبل و ریحان کس کا

جستجو رہتی ہے کس کی یہ شب و روز تجھے
عشق ہے دل کو ترے نیّر رخشان کس کا

کیا کہون پوچھ رہے ہین وہ کہا کر لیٹین
دلِ بیتاب ہے اس طرح پریشان کس کا

تم جو دل مین ہو تو کیا کچھہ نہین دل مین میرے
کس کی حسرت مین کہون عشق مین ارمان کس کا

حال عابد کے کہون مذہب و ملّت کا مین کیا
دین ہی دل سے بھلا بیٹھا ہے ایمان کس کا

غیرون کو بھی معلوم ہے مین یار ہون اوسکا
اے عشق بہر حال خریدار ہون اوسکا

اے مالکِ کونین بنایا مجھے جس نے
شرمندہ تمہارا تو گنہگار ہون اوسکا

کرتا ہون جو مین حق سے طلب حق کی محبّت
صد شکر کہ اوس سے ہی طلبگار ہون اوسکا

مجھ خاک کے پتلے کو حقارت سے نہ دیکھو
ذرّہ ہون مگر محرمِ اسرار ہون اوسکا

دیوانہ مجھے کہتے ہین کیون اہلِ خرد سب
وہ میرا ہے مین دل سے طلبگار ہون اوسکا

ہونیکی فدا جسپہ سلیمان کو ہے حسرت
مین مورِ ضعیف ایک گرفتار ہون اوسکا

کرتے ہین عبث فکر مری حضرت عیسیٰ
صحت سے غرض کیا مجھے بیمار ہون اوسکا

مسجد مین جو عابد ہون تو بتخانہ مین راہب
میخانۂ عالم مین مین سرشار ہون اوسکا

جس جگہہ آنکھ پڑی یار کا جلوہ دیکھا
اسی جلوہ کا زمانہ مین تماشا دیکھا

اپنے زیور کی وہ تعریف بہی لون کرتے ہین
چاند تو چاند ہے ماتہے کا بہی تارا دیکھا

ساری محفل مین مرے حال پہ پہلے اُسکی نظر
آنکھ سے اوسنے کیا مجھکو اشارا دیکھا

دین و دنیا کا کیا عشق نے تیرے نقصان
نفع کے بدلے ہوا میرا خسارا دیکھا

دل کو آئینہ کیا مین نے کہ صورت دیکھون
دیکھنے والے نے افسوس نہ دیکھا دیکھا

کنگہی کرتے ہوئے مجہہ سے وہ یہ فرماتے ہین
تیرے دل کے لئے رکہتا ہے یہ آرا دیکھا

سخت مایوس ہوا ہون جو گنہ کے باعث
یا نبیؐ آپ کا ہی مین نے سہارا دیکھا

نامہ پڑہتے ہی مرا ساتھ وہ صید افگن کے ہوا
آکے کہتا ہے کہ کیون شوق ہمارا دیکھا

قدمِ شاہِ دکن ہمنے تو دیکھے عابد
نہ سمرقند ہی دیکھا نہ بخارا دیکھا

آنکھ اب تم سے لڑی دیر و حرم چہوڑ دیا
اک تمہارے لئے کس کس کو صنم چہوڑ دیا

خط تمہین لکہنے کو بیٹہا تہا کہ تم آہی گئے
اسلئے ہاتہہ سے اب مین نے قلم چہوڑ دیا

میرے مشرب سے جو ناصح کو ہوئی آگاہی
پند گوئی کو وہین کہا کے قسم چہوڑ دیا

تو نے جسروز کیا وصل کا وعدہ مجہسے
دلِ مضطر نے خیالِ شبِ غم چہوڑ دیا

ہاتہہ کو مین نے بڑہایا تہا کہ چہولون رخسار
ہاتہہ ظالم نے مرا کر کے قلم چہوڑ دیا

دی مجھے عشق کی سرکار نے روشن چوکی
مین نے وہ ماہی مراتب وہ علم چھوڑ دیا

آگیا رحم تمھین یا مری قسمت جاگی
شکر اللہ کا یک لخت ستم چھوڑ دیا

کیا ہوئے پہلے کے الطاف وہ نہر لطف
واہ جی تم نے تو سب لطف و کرم چھوڑ دیا

ہاتھ اُٹھا تو مرے ارمان سے مسکین عابد
خط مین اوس شوخ نے یہہ کہکے رقم چھوڑ دیا

بت کو لاکر کس نے میرے دل کے اندر کہدیا
خانۂ اللہ مین کیسا یہ تھیٹر رکھدیا

کر دیا مُنہہ بند میرا بات ہی کہنے نہ دی
اک کڑی ایسی سُنائی دلمین نشتر رکھدیا

شیخ صاحب عزم کعبہ ہو مُبارک آپکو
ہمنے اپنا کوچۂ جانان مین بستر رکھدیا

جو بڑھانا ہو بڑھائے جو گھٹانا ہو گھٹائے
کاتب تقدیر کے آگے مُقدر رکھدیا

ہو گیا حیران عابد دیکھ کر یہہ صورتین
جب قدم اس آئینہ خانہ کے اندر رکھدیا

جس نے ایسا تجھے شباب دیا
اوس نے ہی ہم کو اضطراب دیا

شب کا وعدہ کیا نہین آیا
رات بھر مجھکو یون عذاب دیا

کیون نہ جل جاؤن غیر کو تو نے
بھر کے ساغر دیا کباب دیا

کتنے بوسے دیئے لئے کتنے
اس کا تو نے نہین حساب دیا

خلق سے کیا تو مانگ خالق سے
اوسنے ہی سب کو بیحساب دیا

شیخ نے کرکے غیبتِ رندان
زہد و تقوے کا سب ثواب دیا

ہمنے کیا پوچھا آپ کیا سمجھے
بات کیا تھی یہہ کیا جواب دیا

عابدِ حق پرست کو ہے ہے
تم نے کیون ساغرِ شراب دیا

کھوج اوس نام کا نہین ملتا
کچھہ پتا کام کا نہین ملتا

کوئی کیا پہنچے آپ تک صاحب
رستہ اس بام کا نہین ملتا

یون تو برسون ہی پی ہے اے ساقی
لطف اِس جام کا نہین ملتا

کون وحشی گیا کہ کعبہ مین
جامہ احرام کا نہین ملتا

غیر کا خط دکھاتے ہین وہ مجھے
پر چہ پیغام کا نہین ملتا

یون ہین کہنے کو سیکڑون احباب
دوست اِک کام کا نہین ملتا

سود و سرکارِ عشق سے ہم کو
درہم و دام کا نہین ملتا

دل جو اوس زلف مین پھنسا وہ گیا
صید اس دام کا نہین ملتا

تیری طاعت سے ایک پل ہم کو
وقت آرام کا نہین ملتا

اوسنے گہایل کیا ہے در پردہ
زخم مصمام کا نہین ملتا

غیر کی وجہ سے نہ دو گالی
لطف دشنام کا نہیں ملتا

کہا عابد سے دے کے درہم داغ
عوض اس دام کا نہیں ملتا

اپنے ہی دل میں ہے خدا ملتا
کعبے جاتے تو ہم کو کیا ملتا

اپنا زاہد کو گر پتا ملتا
کیا کہوں میں کہ کیا مزا ملتا

دولتِ عشق تھی ترا ملنا
مل گیا تو تو اور کیا ملتا

تو نے گھر کر لیا ہے دل میں مرے
اب کہاں دوسرا نیا ملتا

تیرے ملنے سے ملگئے دارین
تو نہ ملتا تو مجھ کو کیا ملتا

دل میں جو ہے میں صاف کہدیتا
گر وفادار آشنا ملتا

کشتیِ عمر کے لئے عابد
ناخدا کے عوض خدا ملتا

کیا خدا کا پتا ہمیں ملتا
تو نہ گر مصطفےٰ ہمیں ملتا

منزلِ عشق ہاتھ آتی جب
خضر سا رہنما ہمیں ملتا

دل ہی کرتا نہ رہنمائی تو
رستہ کب عشق کا ہمیں ملتا

خانۂ دل میں ہم جو کرتے تلاش
جانِ جاں کا پتا ہمیں ملتا

تیغِ قاتل گلے سے ملتی تو
قتل کا جب مزا ہمین ملتا
تیرا جلوہ ہے دونو عالم مین
کیا کوئی دوسرا ہمین ملتا

جستجو مین ہے جس کی تو عابد
وہ تو ہے جا بجا ہمین ملتا

جب سے کہ آشنا مرا نا آشنا ہوا
مین کیا کہون کہ حال مرا کیا سے کیا ہوا
نیّت تری ہے بدلی ہوئی دل پھرا ہوا
ظاہر یہہ بہید آج مجھے دلربا ہوا
پہلے تو آسمان تہا اب تم ہی ہو گئے
قاتل جہان کا ایک تہا اب دوسرا ہوا
آئے نہین جو ہر نصیحت وہ میرے پاس
کیا جانے آج حضرتِ ناصح کو کیا ہوا
مین نے کہا کہ مرتا ہون بولا بگڑ کے وہ
قدرت خدا کی آپ کو یہ حوصلہ ہوا
اونسے حجاب کیجیے آنکہین ہون جن کی بند
پردہ یہان ہے دیدۂ دل سے اٹھا ہوا

عابد بقا اوسی کے لئے ہے جہان مین
زندہ رہا جو ذاتِ خدا مین فنا ہوا

رونق فزا چمن مین جو وہ گلبدن ہوا
شرمندہ شرمسارِ گلِ نسترن ہوا
معبود تہا مین ہستی مین آکر ہوا ہون عبد
کوئی یہان فریب نہ کچھہ مکر و فن ہوا
نام اور نشان سے بہی تو واقف نہ تہا کوئی
چرچا مجھی سے تیرا سرِ انجمن ہوا

کیا کیجے ذات آکے یہین بنتی ہے مفلسات
کچھہ ایسا اِس زمانہ کا اولٹا چلن ہوا

دریا سے چھوٹ کر مرا قطرہ ہوا ہے نام
مین کیون وطن سے اپنے غریب الوطن ہوا

عابد یہی کلام ہے تیرا تو جان لے
مشہور عشق دانون مین تیرا سخن ہوا

یہہ خوشی کے بدلے اے دل مُفت کا غم ہوگیا
بات اچھی بھی نہ سمجھا وہ تو برہم ہوگیا

جو تصور عشق مین تہا وصل مین اب وہ کہان
بڑھ گیا تہا پیار اوسکا گھٹ گیا کم ہوگیا

پان کا بیڑا اپنا کر تم نے جو مجھکو دیا
وہ سر محفل عدو کے واسطے سم ہوگیا

خلوت وحدت مین ظاہر اسقدر کثرت ہوئی
ایک جلوہ سے ترے معمور عالم ہوگیا

جلوہ محبوب کا جلوہ ہے عثمان علی ملکہ
جان لو اِسواسطے وہ فخر عالم ہوگیا

ہوتے ہین رندون سے عابد عابدون سے رند وست
حضرت ناصح کو کیون بیفائدہ غم ہوگیا

زاہد مرا بخیر یہہ انجام ہوگیا
تہا بُت پرست کفر ہی اسلام ہوگیا

صیاد تو نے کس لیے چھوڑی ہین کلین
تیرا بناؤ میرے لیے دام ہوگیا

مین اور رقیب شیفتہ لیلے و شیخ ہین
دونون کا ایک عشق مین انجام ہوگیا

مانگا جو بوسہ مین نے تو گالی ملی مجھے
لو یہ سوال قابل دشنام ہوگیا

شہرہ تمہارا میری محبت نے کردیا
جاکر دکن سے روم کو تا شام ہوگیا

ابرو دہان ہلا تو یہان کٹ گیا گلا
اوس کا اشارہ موت کا پیغام ہوگیا

بیمار ہجر کی ہے دوا شربت وصال
تسکین دل کو ہوگئی آرام ہوگیا

کس لطف سے وہ کہتے ہین مجکو پکار کر
اب عاشقون مین میرے ترا نام ہوگیا

تسبیح پڑھ کے ہاتھ اوٹھانا سوئے فلک
عابد کے واسطے یہہ بڑا کام ہوگیا

داغ سے نالان ہین مردم مین تو شادان ہوگیا
حال میرا دیکھ کر حاسد پریشان ہوگیا

یہہ قصور اوسکا ہی خود ہے اسمین میرا کچھہ نہین
ولولہ دل کو ہوا نخچیر مرگان ہوگیا

کانٹے بوئے تم نے میرے رکنے کو واجی
دھجیان ہین جیب کی اور پرزے دامان ہوگیا

یہہ نئی مین نے نکالی دوستی مین اسکی چال
جب ظہور اوسکا ہوا مین آپ پنہان ہوگیا

عشق کے دربار مین خلعت ہے یہہ میرے لئے
ہوگیا دیوانہ مین پرزے گریبان ہوگیا

ہوگیا ہے کیا کہین اوس مست کو شوق کباب
دل مرا چہا تہا کل کو آج بریان ہوگیا

یار کا تمغہ ہے یہہ صولت حفاظت کیجئے
داغ کی الفت ہے دلمین دل نگہبان ہوگیا

ہوگئے ہین داغ کے شاگرد عابد دہوم سے
دوست سنکے خوش ہین دشمن تو گریان ہوگیا

سامنا ہوتے ہی تجھسے اک زمانہ ہوگیا
سم ترے عاشق کے حق مین آب و دانہ ہوگیا

کیون نہ مین عاشق بنون کیونکر نہ دون ایذا اسے
خود مجھے منظور جب دل کا جلانا ہوگیا

قیس اور فرہاد کا قصہ نہین سنتا کوئی
مشتہر مخلوق مین اپنا فسانہ ہوگیا

آپکو ہمنے مٹایا تو ہوا تجھسے وصال
اک یہی تو کام ہم سے عاقلانہ ہوگیا

بھیس مین آکر مرے ظاہر کیا ہے آپکو
کنت کنزاً مخفیاً کا کیا بہانہ ہوگیا

یہہ تو عابد ہے سراسر حضرتِ ناصر کا فیض
عاشقانہ تہا مذاق اب عارفانہ ہوگیا

کثرت کو دیکھکر دلِ نادان مچلگیا
وحدت کے جب مقام مین آیا سنبھل گیا

مانند سیم و زر کی تپِ عشق سے یہان
دل ہی پگل گیا ہے جگر ہی پگل گیا

شیشہ مین دل کے بادۂ توحید کو ہے جوش
ساقی غضب ہوا خُمِ وحدت اُبل گیا

الفقر کی حدیث کا جب سے کہ ہے خیال
دل سے مرے تصورِ اہل و دول گیا

مین ذات سے صفات مین نے ہوگیا شمار
ہستی مین آکے بہیس جو میرا بدل گیا

سرِ انا کی رمز مین جب سے ہوا ہون گم
اللہ رے بیخودی مین خودی سے نکل گیا

جب سے پڑا ہے یار تجلی کا تیرے عکس
سینہ ہمارا طور کے مانند جل گیا

کیا پوچھتے ہو عابد مضطر کا حال زار
جاتا تہا کل وہ کہتا ہوا ہائے جل گیا

کہان ہے وہ تمہارا یاد کرنا
وہ سر بازو فا ارشاد کرنا

یہی ہے عاشقون کو شاد کرنا
کہ تم بیداد پر بیداد کرنا

تسلّی جہوٹے وعدے سے یہی ہوگی
دلِ ناشاد کو یون شاد کرنا

بنا کر اپنا بندہ پہر یہہ کیا بات
غلامی سے مجھے آزاد کرنا

مرا دل ہو گیا خود مثلِ نخچیر
نہ کچہہ تکلیف اے صیّاد کرنا

رکہا ہے نام شیطان فعلِ بد کا
انہین آتا ہے یون برباد کرنا

اُدہری سے ہے جو کچہہ خیر و شر ہے
نہین آتا ہمین ایجاد کرنا

یہہ عابد کی دعا ہے میرے مولا
دمِ آخر مری امداد کرنا

یہی الطاف خدا کے لئے جاری رکہنا
بہولنا اس کو نہ تم یاد ہماری رکہنا

کہین برباد نہو خاک ہماری در در
اوسکے کوچہ ہی مین اے باد بہای رکہنا

وہ گنہگار ہین دنیا مین نہین ہے ہمسا
یا نبیؐ روزِ جزا لاج ہماری رکہنا

سب سواری ہین مرے پاس بدولت شہ کی
اونکے افضال سے آسان ہے عماری رکہنا

یار کے مست ہو عابد ہمین معلوم ہوا
آپ کا رنگ ہے آنکہون کو خماری رکہنا

آج کل اوج پہ چمکا ہے مقدر اپنا
اپنے آغوش مین رہتا ہے وہ دلبر اپنا

جا کے کس کوچے سے آتی ہے نسیم سحری
ہو رہا ہے جو دماغ آج معطر اپنا

وعدۂ حشر کا اورون کو رہے نیا مین
ہجر دلدار مین ہر روز ہے محشر اپنا

ہم تو کشتہ ہین تری تیغ ادا کے ظالم
کیا ڈراتا ہے ہمین کھینچ کے خنجر اپنا

فکر فردائے قیامت کی نہ کر اے عابد
شافع روز قیامت ہے پیمبر اپنا

اِس سے بہتر نہین دنیا مین ٹھکانا اچھا
یار کے کوچے مین بستر ہے لگانا اچھا

اپنے عاشق سے نہین منہہ کو چھپانا اچھا
ایسے مشتاق کے ہے سامنے آنا اچھا

ہوسِ خلد نہین تیری گلی ہے مرغوب
نہین کونین مین اب اس سے ٹھکانا اچھا

وصل ہو یا نہ ہوا اپنا تو یہی ہے مذہب
عشق مین یار کے اپنے کو مٹانا اچھا

عشقِ صادق ہو جنہین کچھ نہین اونکو پروا
گر کہے بد او نہین یا سارا زمانا اچھا

انتہا بھی ہے نصیحت کی جناب ناصح
چپ رہین آپ نہین دل کا جلانا اچھا

دیر و ویران ہوا بت ہے خدا اپنا بنا
کعبۂ دل کو خدائی سے بسانا اچھا

مردے زندہ ہوئے ہے تیرے شمہ کا یہہ فیض
تو مسیحا اپنا ہے ہم کو بھی جلانا اچھا

بادۂ عشق کی عابد ہے یہی کیفیت
اِسکا پینا بھی ہے خوب اور پلانا اچھا

تہا حقیقت مین جو معبود ہوا عبد نما
بندہ مین کیون نہ ہو پیدا صفتِ ذاتِ خدا

واعظا مجہکو نہ کر منع گنہ سے اصلا
صفتِ عفوِ خدا ہو گی گنہہ سے پیدا

جسنے دیکھا نہین دنیا مین خدا کا جلوہ
یان بہی اندہا ہے وہ ناکام وہان بہی اندہا

ہے بلا عین عرب اور بلا میم احمدؐ
شکلِ انسان مین ہوا آکے یہان جلوہ نما

میرے آقا جو ہوا تیرے غلامون مین شریک
اوسکو رضوان نے کہا میوۂ جنت لے کہا

کبہی معبود کبہی عبد کبہی ہے عابد
رنگ اپنے وہ دکہاتا ہے جہان مین کیا کیا

جسے دیکہا تجہے دیکہا جو کچہہ پایا تجہے پایا
بجز تیرے نظر مجکو نہ کوئی دوسرا آیا

کوئی حد بہی ہے اس وحشت کی یارب ہجرِ جانان مین
کہ کوسون بہاگتا ہے آجکل مجہسے مرا سایا

بنا ہے شمعِ محفل وہ ہین گرداگرد عاشق کے
وہی پروانہ سان ہوگا کہ جسنے داغ ہے کہایا

مجہے اس بیقراری نے بنایا اور بہی مضطر
الٰہی کیا ہوا نامہ نہ اب تک نامہ بر لایا

عبادت گاہ مین رہ کر ہوا ہے راتدن مغرور
نہ کر نخوت کبہی عابد تکبر کا ہے یہہ مایا

اوس کا آنا نظر نہین آتا
نہین آتا نظر نہین آتا

آنکہہ ملتی ہے یار سے لیکن
اوسکا ملنا نظر نہین آتا

وہ جوانی کدھر گئی افسوس
عیش ڈھونڈھا نظر نہین آتا

جان لینی تو ہے اُنہین منظور
آزما نظر نہین آتا

سب ہین دیوانے عشق مین تیرے
اک سیانا نظر نہین آتا

کعبہ و دیر مین ہی ٹھیک ترا
کچھ ٹھکانا نظر نہین آتا

اِن دنون ڈھنگ آپ کا عابد
ہم کو اچھا نظر نہین آتا

غیرتِ ماہ درخشان کو نہین جانتے کیا
اوسکو ہم جانتے ہین دوسے پہچانتے کیا

جب یہہ ٹھیری ہے کہ عالم عشق صادق ہین تیرے
مال کیا جان ہم اپنی نہین گذرانتے کیا

صاف ہو چیز تو پھر کیا ہے تامل ساقی
مے بے دُرد ہے شفاف اُسے چھانتے کیا

اوُنکو محفل مین نہ دیکھا تو مری جان بچی
دیکھکر دل مین خلل جانے وہ پھر ٹھہرانتے کیا

سُن لو عابد کا بھی کہنا یہہ جناب ناصح
دوست کی دوست کوئی بات نہین مانتے کیا

شوق ہے ہر دم نئی بیداد کا
حوصلہ دیکھو ستم ایجاد کا

شوخ کی تصویر وہ کھینچین اگر
ہاتھ کانپے مانی و بہزاد کا

مین جنون مین رہنمائے قیس ہون
عشق مین اوستاد ہون فرہاد کا

کیسے غافل کیسے بے پرواہو تم
منتظر مدّت سے ہون مین یاد کا

دل مرا نچیر اوس کا ہو چکا
ہے نصیبا اوج پر صیّاد کا

المدد اے سخت جانی المدد
تیز ہے خنجر بہت جلّاد کا

ہے خلش دل مین مرے آٹھون پہر
وہ مژہ ہے نیشتر فصّاد کا

دو جواب صاف عابد کو کوئی
منتظر ہے آپ کے ارشاد کا

کیا بتاؤن مری ان آنکھون نے کیا کیا دیکھا
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوہ دیکھا

کثرتِ جلوہ نمائی نے کیا پوشیدہ
خود ترے حسن کو ہم نے ترا پردا دیکھا

حکم سے تیرے ہوا ہے دمِ عیسےٰ کا ظہور
یہ بھی اک بات تھی قدرت کا تماشا دیکھا

کشتیِ نوحؑ کو طوفان سے بچایا تو نے
حکم سے تیرے ہی بڑھتا ہوا دریا دیکھا

ایسے اجمال کی تفصیل کہے کیا عابد
مختصر یہ ہے کہ ہر جا ترا جلوا دیکھا

جسکو دردِ عشق تیرا اے شہِ والا ہوا
کس نے کی اوسکی دوا عیسیٰؑ سے کب اچھا ہوا

جسطرف نکلا ترا عاشق یہی چرچا ہوا
دیکھنا آتا ہے عابد جان پر کھیلا ہوا

خضرؑ کی منّت اوٹھانی پڑتی راہِ عشق مین
رہنمائی کی ہمارے دل نے خود اچھا ہوا

تیری خاطر اِس قدر منظور ہے اللہ کو
تجھ سے اُلفت جسنے کی وہ طالب والا ہوا

سر مین سودا ہی ہوا تھی دل مین اُلفت آپکی
اِک مرض پہلے سے تھا یہ دوسرا پیدا ہوا

ہے مدینہ عاشقون کے واسطے دار الشفا
جو مریض اُس شہر مین جاکر رہا اچھا ہوا

بدر نے جبتجھ کو دیکھا ہوگیا گھٹکر ہلال
روبرو جب آفتاب آیا تو وہ تارا ہوا

ہمنے دی پہلو مین اپنے اِسلئے دل کو جگہ
آپ کی تعریف سُنکر آپ پر شیدا ہوا

حشر مین جب مین چلونگا تیرا دامن اوڑھکر
ہوگا خورشید قیامت مجھسے گھبرایا ہوا

فخر ہے آبا کو تجھسے ہے شرف اولاد کو
اِس صفت سے متّصف کون اسنے والا ہوا

چہرۂ حضرت کو عابد کس سے مین تشبیہ دون
مہر بھی دیکھا ہوا ہے ماہ بھی دیکھا ہوا

عرضی بہ بارگاہِ خواجۂ خواجگانِ چشت غریب نواز حضرت خواجہ معین الدّین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ میرے اے خواجہ
معین الدّین سرتاجا

ہند کے والی عطائے رسولؐ
کہتے ہین ہندو بھی مہراجا

تیرے کرم سے پائے فیض
شہ ہو گدا ہو یا راجا

میرا وسیلہ کوئی نہین
میری طرف کو تو آجا

فیض تو تیرا ہے جاری
میری مُرادین دیتا جا

خواب مین اپنے خادم کو
صُورت اپنی دکھاتا جا

عرضیٔ سابق ہو مقبُول
دونون مین کردے اسا جا

تیرے کرم کی نوبت ہے
روز ہو در پر یہ باجا

عابد حاضر ہے در پر
دل کا مقصد دلوا جا

اُس جانِ جان نے تجھکو مری جان بنا دیا
قدرت خدا کی مجھکو پریشان بنا دیا

اے برہمن نہ پُوچھ تو مذہب کا میرے حال
کعبہ مین رکھ کے بُت کو مسلمان بنا دیا

نقشہ جما جما کے رُخِ گُلعذار کا
آنکھون کو اپنی ہم نے گلستان بنا دیا

حیوان کی خاصیت تھی سراسر شرارت مین
احمد حسین نے مجھے انسان بنا دیا

عابد یہ فیض بخشیٔ ناصر ہے دیکھنا
مورِ ضعیف کو جو سُلیمان بنا دیا

شیفتہ ہون مین جو اپنے پیر کا
بس نشانہ ہوگیا ہون تیر کا

اک الف ہی پر کیا ہے ختم سب
کون جانے رمز اِس تحریر کا

میری صورت دیکھکر میرا ہی دل
رنگ بہرتا ہے تری تصویر کا

ساری پریان مجھ پہ عاشق ہوگئین
فیض ہے یہہ میرے ناصر پیر کا

کیون تردّد کیون تجسس کیون ہے فکر
رِل ہی جاتا ہے لکھا تقدیر کا

رازِ احمدؐ سے ہوا عابد ایمن
شاد ہے دل اِس لئے دلگیر کا

زُلف سے ہے سلسلہ تقریر کا
خوف اب مُطلق نہین زنجیر کا

کیون ہوا عادی وہ کافر بیر کا
بیر مین بہی کیا مزا ہے شیر کا

لینے کے دینے پڑے صیّاد کو
گہٹ گیا دم آج کیون نخچیر کا

ناصحا بہرِ خدا اب کچھہ نہ کہہ
حوصلہ مجھ مین نہین تدبیر کا

نعمتین دونون جہان مین جتنی ہین
سب ہے صدقہ شبّر و شبّیر کا

میر عُثمانِ علیخان شاہ کے
ہر عدو پر دانت ہے شمشیر کا

عشق کا ہے اوسکے عابد یہہ اثر
رنگ ہے ہر جا تری تصویر کا

پڑھ کے والنّجم نکلتا ہے مرے گھر تارا
بخت خُفتہ کو جگاتا ہے چمک کر تارا

قید قبلہ کی نہین کعبے مین سجدہ کے لئے
قطب سے آتا ہے جو وقت کہ سر پر تارا

یہہ وراثت ہے یقین ناصر و احمدؐ کی ہین
مثلِ خورشید چمکتا ہے ترے سر تارا

اک جگہ یہہ نظر آتا نہین ساکن اکثر
کانپتا برق کے مانند ہے تھرتھراتا

نکتۂ علمِ معلّم ہے یہہ عابد تحقیق
دوڑتا ہے جو تری آنکھ مین اکثر تارا

شرابِ عشق دونون خم کی پینا
اِسی اِک کیف سے ہے اپنا جینا

بدی ہے شرط اُسنے مجھ سے ایسی
ہو جُز ما سوا سے رکھیے کینا

بنی چوراہے پر ہے اپنی منزل
سمجھ لینا ہے رستے کا قرینا

یہہ گویائی نہین ہے رازِ حق ہے
کہ مخزن بہید کا ہے میرا سینا

وَلَا یُشرِکْ ہوا کندہ جو اُس پر
ہوا عابد گران دل کا نگینا

از نگاہِ قہر او فریاد چون آریم ما
راہِ عشقش را خداوندا طلبگاریم ما

حاجیے بطحا و دیر شب چو زوّاریم ما
برہمن آسا بہ بتخانہ پرستاریم ما

حق شناسیئے دلِ ما نیست از منصور کم
حاکمِ شرعی کجا گو قابلِ داریم ما

ہر دو مذہب راز ما بہتر نمیداند کسے
تار و پودِ سبحہ و زنّار میداریم ما

مست کے گر دود دلِ ما از شرابِ ہر دو کون
تا زشربِ ساغرِ دیدار سرشاریم ما

تابِ ہجرِ او نمی داریم اے ناصح بہ بین
تا بزنگِ ابر در ہر روز و شب زاریم ما

کارِ ما عصیان مُدام و کارِ والا بخشش ست
مغز ناحق ناصحان خوردند بیزاریم ما

مقصدِ ما جز تو دیگر نیست ہر جا اے صنم
مثلِ شیخ و برہمن کارے نمیدایم ما

سایۂ بالِ ہُما را دل نمی خواہد کسے
تا کوئے یار زیرِ ظلِّ دیواریم ما

ہست در بحرِ فنا عکسِ جہان معدوم وار
بر زمین پہلو چو نقشِ بوریا داریم ما

مدرجِ حضرت آصف جاہ رحمۃ اللہ علیہ آں

نقشِ چشمِ مست تا در چشمِ ما کردہ وطن
عابدا چون نرگسِ بیمار بیماریم ما

بہرِ قتلم تیز کن صمصام را
شہرۂ آفاق کن گمنام را

ساقیا جامے بدہ این خام را
تا شناسد مستیٔ انجام را

آرزوئے صید میدارد دلم
صید کن صیّاد برچین دام را

سجدہ گاہِ من خمِ ابروئے تست
زان دوگانہ میگذارم شام را

بعد عمرے یافتم وصلِ نگار
صرف کردم در طلب ایّام را

نامہ بر شد دشمنم سالے دنیسب
کیست آرد نامہ و پیغام را

مے خوری زان شیوۂ خود کردہ ام
می پسندند اہلِ دل بدنام را

عابدا ہست این معمّا یا غزل
تا نہ شد مفہوم شعرت عام را

رباعی

ہر رنگ مین شکل آب ہو جا تو فنا
غیرون سے رکھہ اتحاد کر وصف و ثنا
ہر دم ہو ہو اللہ بہ فیضِ ناصر
منصور ساز نہار نہ کہہ لفظِ اَنَا

رباعی

ہر چند طلب مین اک زمانہ ہو گا
معلوم کسی کو نہ ٹھکانہ ہو گا
اپنے دل مین ذرا تو ڈھونڈ ہو عابد
گھر ہی مین چھپا صاحبِ خانہ ہو گا

قطعہ

دل پہ جو بیٹھا ہے اے غافل اوٹھا
اِک طرف ہو ہر طرف سے دل اوٹھا
صحبتِ فقرا مین عابد راتدن
بیٹھتا گر ہے تو کچھہ حاصل اوٹھا

قطعہ

دکھلائی دے جو غیر تو پہچان آشنا
مانندِ آب صاف بہ ہر رنگ ہو فنا
ظاہر پرست ہوتے ہین ہر گز نہ کہہ دلا
منصور و بایزید سا سبحانی و اَنَا

قطعہ

ہم سے جو دم بہم رہیگا
نے فتی و نے عدم رہیگا
مشتاق رہین گے اُسکے عابد
جب تک کہ یہ ہم مین دم رہیگا

قطعہ

بند ہو مُنہ شگوفہ کے مانند
گُل کی صورت نہ تم ہنسا کرنا

اپنا کہنا کسی سے حال نہ کچھہ
غیر کے سیکڑون سُنا کرنا

مستزاد

دل ہی خود عرشِ مُعلّی ہے صنم رہنے سے
واہ کیا خوب کہا

جائین کیون دیر و حرم دل ہے حرم رہنے سے
ہے وہ مرغوب سدا

گفتگو مین نہ کبھی فاش ہو رازِ باطن
یون گزر جائین جو دن

ہے مزا دل کو فقط جان کے تھم رہنے سے
خوب محبوب ملا

دمبدم ہمدم و اب غور کرو کیا ہے دم
تم کو ہے حق کی قسم

کہتے آدم ہین اُسے جسم مین دم رہنے سے
خاص اربابِ صفا

بلبل و گل پہ چمن سرو پہ نازان قمری
تھے سبھی کرتے خوشی

عیش ہے عاشق و معشوق بہم رہنے سے
کہتی ہے بادِ صبا

سیرِ گلشن مین خرامان جو ہوا غنچہ دہن
گلبدن رشکِ چمن

زینتِ راہ ترا نقشِ قدم رہنے سے
دل ہوا میرا فدا

غیر مجھکو نظرِ قہر سے ہے دیکھہ رہا
کہو حاصل تجھے کیا

پائیگا مرتبہ اک عشق کا غم رہنے سے
دل کے اندر بخدا

زیر ابرو وہ سیہ خال تو مانند سپر
صاف آتا ہے نظر

تیغ برّان ہے ترے ابرو مین خم رہنے سے
جس نے دیکھا یہ کہا

ہے رقیبون کو حسد حد سے زیادہ دل دیکھ
ہوتے ہین خجل

عاشق زار تری بزم مین جم رہنے سے
جو ہے یہ رتبہ ملا

عابد اُس ناصرِ برحق کا ہوا اللہ شاد
ہم کو واللہ ہے یاد

ورد منصور کو ہر بار منم رہنے سے
دار کا پایا مزا

رمزِ حسن کی کشتی سے باقلزم عجز پار ہوا
فیضِ ناصر نصرت پاکر غفلت سے شیار ہوا

عبد سے عابد بنکر خود معبود شہِ اسرار ہوا
یار کو خلوت خانہ مین جب جلوہ اک رکا ہوا

جامہ پہنا امکان کا اور آپ ہی خود ظہور ہوا

پانچ عناصر پہلے خلا اور اُس سے نکیان باد ہم
آتش و آب و خاک سے ہستی ہو گئے سارے جہور عدم

پانچون سے مخلوق بنی ہے پایا سب نے اُنسے دم
آپ ہی عقلِ کامل عرش اور آپ ہی کرسی لوح و قلم

آپ فلک اور آپ ملک خود ثابت اور سیار ہوا

جسدم سب مخلوق بنائی آپ ہین خلاق ہوا
رزق لگا پہنچانے اُنکو اُن کا خود رزاق ہوا

شوخ ہوا طنّاز ہوا اور ناز و ادا مین طاق ہوا
عاشق اپنا آپ ہوا اپنے حسن پہ خود مشتاق ہوا

آرسی وعکس آپ ہوا خود دید ہوا دیدار ہوا

ہر خلقت مین نوع دگر سے آکے دکھایا اپنے کو
آپ ہی عاشق اپنا ہوا معشوق بھی بنایا اپنے کو

آپ سماعت آپ صدا خود ہو کے سنایا اپنے کو
آپ شمع اور پروانہ ہو آپ جلایا اپنے کو

آپ ہی شوق اور آپ ہی شایق نور ہوا خود نار ہوا

آپ ہی ساقی آپ ہی مغان اور آپ ہی خم اور خمخانہ
آپ ہی نشہ آپ ہی خمار اور آپ ہی مست و مستانہ

آپ ہی مے اور آپ ہی شیشہ آپ ہی جام و پیمانہ
آپ ہی بنا یا دو منزل اک کعبہ دیگر بتخانہ

کفر کہون اسلام کہون خود سبحہ اور زنار ہوا

اپنا سخن اے عابد قلال مشرب سے کچھ دور نہین
غور سے گر فرماؤ نظر تو قال سے ہو گا حال قریں

بندہ معین الدینی ہون اور صابر یہ گھر اپنا یقین
نور محمد فخر مجھے ہے مین ہون صادق خیر الدین

خمسہ بر غزل مولانا رومی

لیکے بغل مین شیشہ باہم ساقی کے میخوار ہوا

جب دل با عشق صفا ہو گیا
سینہ پر از نور ضیا ہو گیا

ساما جب میرا ترا ہو گیا
کفر جو تھا دین مرا ہو گیا

بت بھی نصیبون سے خدا ہو گیا

کیا ہی حرارت ہے تپ عشق کی
قیس سے افزون ہوئی دیوانگی

رات جو ہجران کی تھی ٹل گئی
کیسی دوا مجھکو میسا نے دی

درد محبّت کا سوا ہو گیا

طاقِ حرم تیرے کمان ابرو ہین
کعبۂ عشق مین ہو کیون شور و شین

تیر ترا اپنے تئین جو ہدف بنایا
تیر ترا سینہ مین لگتے ہی مین

آدمی تھا قبلہ نما ہو گیا

آگیا جو عشق کے میخانے مین
ہو گیا سرشار وہ پیمانے مین

کیون نہ خوشی دشت کے ہو جانے مین
ہے وہ سعادت مرے ویرانے مین

چند ہی آیا تو ہُما ہو گیا

پی گیا جو بادۂ عرفانی ہے
اُس کو چڑھا نشۂ حقّانی ہے

باقی ہے عابد نہ سمجھ فانی ہے
موت کدھر آتی ہے دیوانی ہے

خمسہ بر غزل فیض فیض تو پہلے ہی فنا ہو گیا

مین ہون اک فردِ حساب اور تو محاسب میرا
تختۂ عفو ترا کاغذِ جاذب میرا

مین ہون مہبُوب ترا اور تو واہب میرا
مین تو بندہ ہون ترا اور تو صاحب میرا

حق عطا کر دے مجھے جو کہ ہے واجب میرا

خضر و الیاس سے بھی کام نہین رکھتے ہم کب
اور نہین ہم کو ہے کچھ موسیٰ و عیسیٰ سے طلب

ورد ہے روز یہی اور تصوّر ہر شب
نہین کونین مین خیر تیرے کسی سے مطلب

تو جو مطلوب ہوا حق رہا طالب میرا

نظر آتا نہین تجھسا کوئی باتاج و لوا
بیٹھا اسطرح سے دلمین ہے مرے یار تو آ

غیر کی جا جو نہین شکر خدا خوب ہوا
ہے کہان ظاہر و باطن مین کوئی تیرے سوا

وہیان رہتا ہے اسی بات پہ غالب میرا

تجھہ مین مجھہ مین نہین کچھہ فرق کہاتا ہے مجھے
آئنہ مین ہون تو تو عکس بتاتا ہے مجھے

مین نہین مین نہین واللہ تو پاتا ہے مجھے
دیکھون جب اپنے کو مین تو نظر آتا ہے مجھے

روح تو تو ہی ہے کہنے کو ہے قالب میرا

طور پر جب سے نظر آگئی موسیٰؑ کو جھلک
دہر پر نور ہے ہر سمت ہے تیری چمک

لیکے انسان سے تا جن و پری حور و ملک
تجھکو گر دیکھہ لیا دیکھا خدا کو بے شک

قول اُس کا ہے کہ آدمؑ ہوا نائب میرا

مین جو ہون بیٹھہ گیا دہر مین ہو کر دلگیر
نہین معلوم خدایا ہوئی کس کی تاثیر

نظر تیر کا تیرے ہے مرا دل نخچیر
دل مین اللہ کہون منہ سے نکالون یا پیر

طائر جان ہوا اسی صوت سے غائب میرا

مئی وحدت کی مرے مغز مین اب تو بو ہے
عابد اب ہر شکن چہرہ ترا ہر اک سو ہے

تو جدہر دیکھہ ادہر جلوۂ اللہ ہو ہے
احمد و عابد و ہم حافظ و ناصر تو ہے

نمبر ۱ ثم باللہ تو مردم ہے مخاطب میرا

دل مرا قبلہ نما تھا مجھے معلوم نہ تھا
حق کا گھر ڈھونڈ رہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

آئینہ دیکھا پہ کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکلِ انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

حق سے ناحق مین جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

گرچہ تیرا ہی تصور تھا مجھے روز و شب
دل تھا آئینہ نمط ششدر و حیران بالطلب

محو از خود رہا غفلتا سا مجھے ہوش نہ تھا کب
باوجودیکہ ترا مژدہ نحن اقرب

گرچہ قرآن مین لکھا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا کہون کیسے خیال آتے تھے اپنے دل مین
معرفت کی رہا پیوستہ رہ مشکل مین

اتحاد ان سے تھے ہر چند ہما کے ظل مین
ہو کے سلطانِ حقیقت اسی آب و گل مین

دربدر مثلِ گدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بیخودی سے نہ ہوا واقفِ اسرارِ خودی
باسرِ ہوش لیا بسکہ اٹھا بارِ خودی

پائے وحشت مین تھی بیحد خلشِ خارِ خودی
مطلع دل پہ مرے چھایا تھا زنگارِ خودی

چاند بدلی مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جستجو شہر مین بھی کی خیر مین ڈھونڈا ناحق
بن کے سیارِ سدا سیر مین ڈھونڈا ناحق

وہ تو مجھ ہی مین تھا پر غیر مین ڈھونڈا ناحق
ایک مدت حرم و دیر مین ڈھونڈا ناحق

سیمبر بزمین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

مین نے کثرت مین بھی وحدت ہی کا جلوا دیکھا
نورِ حق خلق مین بے پردہ ہویدا دیکھا
عابد اک قطرے مین دریا کو سماتا دیکھا
ہو کے خاموش عجب سیر و تماشا دیکھا

رنگ بیرنگ ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا

حاجیون کے لئے ہے جامۂ احرام بھلا
اور کلیسا کے تو رہبان کو ہے بام بھلا
باندھے رہنا تو سپاہی کو ہے صمصام بھلا
کفر کافر کو بھلا شیخ کو اسلام بھلا

عاشقان آپ سے پہلے اپنا دلارام بھلا

ہے سدا نزدِ مغان رند مے آشام بھلا
اور کا رکشِ بادہ گلفام بھلا
چاہئے مجھکو شبِ وصل کا ارقام بھلا
ساقیا ایسا پلا دے مجھے اک جام بھلا

جس کے پیتے ہی رہون بیخود و گمنام بھلا

گاہ گاہے مجھے وہ یاد تو کر لیتا ہے
کہہ دو حاضر ہے اگر تو مرا سر لیتا ہے
زر مقصود سے دامن بھی تو بھر لیتا ہے
باخبر ہو کے نہین میری خبر لیتا ہے

قاصدا یار کو اب کیا لکھون پیغام بھلا

دیکھئے غور سے کس طرح زمانے کی ہے چال
کوئی طالب کوئی مطلوب کوئی ہے بیحال
پوچھتے کیا ہین یہ زاہد مرے دل کا احوال
وصل کی فکر مین ہون رہتا ہے بس تیر خیال

شام سے صبح تلک صبح سے تا شام بھلا

کشورِ عشق مین آیا ہون مرا حال سنو
قیس کی طرح ہون دیوانہ عزیزو دیکھو

چاند سورج سے ہین رخسارِ مجلّا دونو
مرغِ دل کیون نہ پھنسے دیکھکے خال و خطکو

کیسا صیّاد ہے وہ کیسا ہے وہ دام بھلا

کیا دکھائی دے مجھے روئے حسین پردہ سے
دل ہے سینہ مین نظر آتا نہین پردہ سے

کیون نظر آئے بھلا گوشہ نشین پردہ سے
وہ تو باہر نہین نکلے ہے کہین پردہ سے

مجھکو بن دیکھے تو اکدم نہین آرام بھلا

سامنے تیرے ہون اسطرح سے بیٹھا خاموش
شکلِ پروانہ ہون جی شمع پہ دیتا خاموش

غیر عابد نہ کسی سے ہوا اصلا خاموش
کارِ دنیا کے تئین چھوڑ کے رہنا خاموش

خمسہ برغزل — اور کامون سے یہ بیکاری کا ہے کام بھلا

سپہرِ کنتُ کنزاً اسے ستارہ جو کہ چمکا تہا
وہی نورِ دلِ عاشق وہی نورِ صنم کا تہا

نہ فرق اسلام مین اور کفر مین کچھ کیف و کم کا تہا
چراغِ دیر مین جو نور قندیلِ حرم کا تہا

اُسی آتشکے پرکالہ کا ہیکجاے جہمکا تہا

دکہا جلوہ دیوانہ بنایا بے گنہ اُسکو
صریحاً دام کا کل مین پھنسایا بے گنہ اُسکو

یہ صدمہ ہجر کا کیسا دکہایا بے گنہ اُسکو
تُبون نے قتل کر ڈالا خدایا بے گنہ اُسکو

مسافر پانچ دن سے یان جو نو وارد عدم کا تہا

فراموشی رہی جو اُسکو اپنے نام سے اب تک
رکہا تہا ربط اُسنے کس بُتِ ظلّام سے اب تک

نہ سُنتا بولتا تہا کچہہ بہی خاص و عام سے اب تک
کسی کی لو مین یہ دل سوخت تہا یان شام سے اب تک

چراغِ صبح کے مانند مہمان کوئی دم کا تہا

بہت آراستہ اپنے کو جو اُسنے کیا شب کو
نظارہ اپنا پہر عالم کو تہا دکہلا رہا شب کو

سُنا عشّاق سے اور آپ بہی کچہہ کچہہ کہا شب کو
برآمدہ مہ بے مہر کوٹہی پر ہوا شب کو

ستارہ کیا کسی کمبخت کی قسمت کا چمکا تہا

نہ موندہی آہ ہم نے چشم گریان اپنی دہوکے سے
نہ روکی آہ ہم نے آہِ سوزان اپنی دہوکے سے

نہ کی آگ عشق کی عابدؔ نے پنہان اپنی دہوکے سے
دیا عشق مین دی فیضؔ نے جان اپنی دہوکے سے

ہوا معلوم مرتے دم اثر شربت مین سم کا تہا

سورۂ اخلاص ہے ارشاد اپنے شاہ کا
پایا یا فیض احد رُتبہ فنا فی اللہ کا

خاک پر نقشِ قدم روکش نہ کیون ہو ماہ کا
نورِ وحدت سے یہ عالم ہے دلِ آگاہ کا

مہر ہے ایک ایک ذرّہ میری گردِ راہ کا

بحرِ ہستی مین عجب لہرا رہا ہے لا الٰہ
تا بساحل موجزن سیلاب سا ہے لا الٰہ

خود نمو نہ ظاہر اگر داب کا ہے لا الٰہ
فی الحقیقت غوطۂ بحرِ فنا ہے لا الٰہ

ہے ابہر نا اِس ہونر سے ذکر لا الٰہ الا اللہ کا

بیوفا ہے قحبۂ دنیا کی اُلفت سے گذر
اِس جہان مین سیر سے اور عیش و عشرت سے گذر
بندۂ ہُو ہو کے تو ہر ایک علّت سے گذر
حق رسی چاہے تو ہفتاد و دو ملّت سے گذر

منزلین طے ہون تو حج حاصل ہو بیت اللہ کا

ہو صداقت سے بھری وہ خوبی گفتار ہو
وعدہ ہو یا قول ہو پیمان ہو یا اقرار ہو
بات مین اک بات ہو اُس بات مین سر دار ہو
صحبتِ احباب یا دربار یا سرکار ہو

بات وہ کہیے بھلا ہو جس مین خلق اللہ کا

راست دل پر فیض تھا خوش قامتی عشق کا
اک الف احمد احد کا صاف جلوہ کر گیا
گلشنِ وحدت کے غم مین مثلِ شبنم رو دیا
آنسوؤن کا جوش یہ ذکرِ الٰہی مین ہوا

بنگیا سر و کنارِ حرفِ الف اللہ کا

اے دل اب عشقِ حقیقی کو بجان مرغوب کر
مصطفٰے محبوبِ حق ہین اُن کو تو محبوب کر
آگیا ساحل پہ بارے غوطہ خواری خوب کر
گوہرِ مقصد ملا بحرِ سخن مین ڈوب کر

تہ کو جب پہنچا تو مضمون ہاتھ آیا چاہ کا

ہو گیا مُلکِ دکن مین گو کہ عابد ہے اسیر
پر مدینہ کی سکونت چاہتا ہے یہ حقیر
صولت و رفعت زیارت سے اُسے بخشینگے پیر
نور ایسا دیدۂ دل کو خدا بخشے امیر

ترانۂ اوّل	سامنے روضہ نظر آئے رسول اللہ کا	بحر مضارع

روئے احمد مین چہپا تہا مجہے معلوم نہ تہا
صورتِ پیر بنا تہا مجہے معلوم نہ تہا

جلوہ آدم مین کیا تہا مجہے معلوم نہ تہا
شکلِ انسان مین خدا تہا مجہے معلوم نہ تہا

حق سے ناحق مین جدا تہا مجہے معلوم نہ تہا

تہا جو مکتب کا پڑہا ہو گیا بیفائدہ سب
من عرف سیکہنے سے ذہن مین آیا مطلب

مصحفی چہرے سے بندے کے خدا دو تہا کب
باوجودیکہ ترا مژدہ سخن اقرب

گرچہ قرآن مین لکہا تہا مجہے معلوم نہ تہا

ملگئی جبکہ صفت ذات کی آب و گل مین
باد و آتش کی تجلی ہوئی آب و گل مین

ہے تعرج کا تنزل سبھی آب و گل مین
ہو کے سلطانِ حقیقت اہی آب و گل مین

دربدر مثلِ گدا تہا مجہے معلوم نہ تہا

مہر جس شکل سے ہو جاتا ہے شب کو مخفی
اس طرح تخم مین پوشیدہ ہے نخل اور ڈالی

اگے تفصیل مین اجمال جو بہولا آپہی
مطلعِ دلپہ مرے چہایا تہا نگارِ خودی

چاند بدلی مین چہپا تہا مجہے معلوم نہ تہا

وصل مین ہجر کے صدمہ کو اٹہایا ناحق
ہو گیا اپنی دوئی کا مجہے دہوکا ناحق

شیخ و کافر سے پتا یار کا پوچہا ناحق
ایک مدت حرم و دیر مین ڈہونڈا ناحق

سیمبر پر مین چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بند جب آنکھ ہوئی یار کا چہرہ دیکھا
لب جو مسدود ہوے اُس کا ہی جلوہ دیکھا
عابد اب کیا مین کہون آپ سے کیا کیا دیکھا
ہو کے خاموش عجب سیر و تماشا دیکھا

خمسہ بر غزل — رنگ بے رنگ ہوا تھا مجھے معلوم نہ تھا — شیخ شیخ

دیکھئے یہ بہیدنیا ہو گیا
ہوش و خیال اپنا ہوا ہو گیا
اب مجھے کہنا یہ روا ہو گیا
مظہرِ بیچون جو خدا ہو گیا

آپ ہی رب عبد نما ہو گیا

اپنی یہ صورت ہے سو شکلِ صنم
آپ ہی خود اپنی ہو شکلِ صنم
مد نظر کیون نہ ہو شکلِ صنم
برزخِ کبرا ہے جو شکلِ صنم

سجدۂ بُت مجھ پہ روا ہو گیا

تم تو ہو واللہ عجب فن کے شخص
بیٹھے ہو آئینون مین بن بنکے شخص
راست الف سا دہین تن تن کے شخص
عکس خود آتا ہے نظر بنکے شخص

آئینہ سینہ کا صفا ہو گیا

آتشِ الف گئی دل مین سلگ
آپ سے مین ہو گیا بالکل الگ
دہیان جب اُسکے گئے مجھسے بلگ
دفعتًا اب خلوتِ جانان تلگ

ذہن مرا آپ رسا ہوگیا

عابد اب اک بندۂ رازق ہون مین
وصف سے عاشق کے ناطق ہون مین

دوستی مین یار کی صادق ہونمین
خواجۂ اجمیر کا عاشق ہونمین

ترک جہان کرکے گدا ہوگیا

ٹھمری

تہارے زلفون کا پہندا
جیسے کاری بد ریا چندا

نندن راکہو کرم و شفقت
دل سے پیا مین تیرا ہون بندا

ردیف ہاے موحدہ

پُر نور حق کے جلوہ سے ہر اک مکان ہے اب
پردہ ہے جنکی آنکہو نپہ اُنسے نہان ہے اب

موسم گیا بہار کا وقتِ خزان ہے اب
بلبل کا خار خس سے بنا آشیان ہے اب

سنگین دلی پہ یار کی ہوتا نہین اثر
اے دل یہ شور نالہ ترا رایگان ہے اب

دل تصفیہ سے آئینہ صاف بن گیا
ہر سو سے جلوہ گر وہی صورت عیان ہے اب

موجود سیر باغ مین ہے لطف مے کشی
ساغر بدست سنتے ہین پیر مغان ہے اب

موقوف راہ و رسم تو یک لخت ہوچکی
اول کی مہربانی تمہاری کہان ہے اب

اہل زبان جو دہلی سے آکر بسے یہان
عابد یہ شہر بنگیا ہندوستان ہے اب

فصلِ گل مین لطف کے ہین نغمہائے عندلیب
مطربِ کیا با ترنّم ہے صدائے عندلیب

سرو پر ہے آشیان اپنا بنائے عندلیب
اِس لئے قمری بدل ہے آشنائے عندلیب

ہو سراسر گوشِ گل محوِ نوائے عندلیب
گر سُنے وہ نغمۂ رنگین ادائے عندلیب

یاد آتے ہین مجھے ایّامِ فرقت کے الم
گر سنون فصلِ خزان مین ہائے وائے عندلیب

جز ترے دلبر ہے میرا کون اے رنگین مزاج
غیرِ گل ہرگز نہین ہے دلربائے عندلیب

پھر رہے ہین دشت مین آوارہ گم کردہ راہ
اے صبا سوئے چمن ہو رہنمائے عندلیب

کھلگئے غنچے گلون کے آئی گلشن مین بہار
شاخِ گل پر آشیانہ ہے جائے عندلیب

پہنچے عابد منزلِ مقصد کو تیرے لطف سے
ہے نسیمِ صبح بارے پیشوائے عندلیب

راہ بھولا پھر رہا ہے بحر و بر سے آفتاب
چاہتا ہے رہبری پائے خضر سے آفتاب

اک اشارہ سے ہوا شقّ القمر پھر کیا عجب
شق ہو گر سبابۂ خیر البشر سے آفتاب

چشمِ بد دور اپنے چہرہ پر ہمیشہ رکھ نقاب
دیکھتا ہے تجھکو ہر دم چرخ پر سے آفتاب

ملکِ ہستی مین پتہ اوس کا کہین ملتا نہین
شام تک ہے رہ نوردی مین سحر سے آفتاب

آسرا عابد کو بھی ہو یا شفیع المذنبین
جب سوا نیزے پہ آئے شور و شر سے آفتاب

ہے یون عزیز خاطرِ اغیار کیا سبب
ہین ہو گیا ہون دل پہ ترے بار کیا سبب

گستاخ تم نے کر دیا سر کا کیا سبب
ڈرتے نہین ہین غیر گنہگار کیا سبب

گر مشورہ نہین ہے مرے قتل کا تو پھر
کرتے ہین غیر سے مرے دعوے کا کیا سبب

ہر ایک شے مین شکل مین تو جلوہ گر ہی ہے
پوشیدگی کے ساتھہ پھر اظہار کیا سبب

اقرار ہم سے یون تو کیا تم نے لاکھہ بار
لیکن وفا کے کچھہ نہین آثار کیا سبب

یہ دامِ عشق گر نہین عاشق کے واسطے
پھر ہے گلے مین تیرے یہ زنار کیا سبب

آدم کا نورِ پاک سے سارا خمیر ہے
عابد علاقہ ہم سے رکھے نار کیا سبب

آدمی کو آدمی دیگا برابر کا جواب
تم تو بُت ہو دیوتے کیا کوئی پتھر کا جواب

کعبہ دلکو بنا کر بُتکدہ بُت نے کہا
کیا بنایا ہم نے ہے اللہ کے گھر کا جواب

گالیون سے تم نہ باز آئے دعائین ہین نہ دین
خیر ہو سکتی ہے کیونکر کس طرح شر کا جواب

سیکڑون اسمین بلائین ہین ہزارون آفتین
ہے شبِ فرقت ہماری روزِ محشر کا جواب

فرض کر لو ہم شہنشہ بھی ہوئے پھر ایکدن
کہو پری اپنی بھی ہے فغفور کے سر کا جواب

ابرو و مژگان ہین تیزی مین برابر کیا کہین
تیر بھی رکھا ہے تو نے یار خنجر کا جواب

عرصۂ محشر مین عابد جمع ہونگے سب نبی
پر نہ ہوگا کوئی بھی اپنے پیمبر کا جواب

ایسی باتون سے ہو گا نام خراب
تم کو زیبا نہین کلام خراب

کہو دیا تم نے دل مرا لے کر
اسکو کہتے ہین انتظام خراب

بندۂ باوفا نہین ملتا
بیوفا ہوتے ہین غلام خراب

چلتے ہین داغِ عشق کے سکے
حُسن کے شہر مین ہین دام خراب

اس کو کہتے ہین عالمِ ناسوت
بہرِ آدم ہے یہ مقام خراب

مشرک و بد کہین نہین پروا
ہوتا ہے عاشقون کا نام خراب

غیر کو ساغرِ لطیف ملین
ہم کو دیتے ہین ٹوٹے جام خراب

روٹی ملتی نہین ہے کھانے کو
پینے والے رہے مدام خراب

زہد و تقوے کہان گیا عابد
کام کرتے ہو تم تمام خراب

جا کے قاصد اُسے سنا مطلب
کہ سُنے مطلب آشنا مطلب

دیکھا خط سارا پڑھ لیا مطلب
کیا جواب آپ کا ہے کیا مطلب

دید مین دید ہے مجھے مطلوب
نہین کوئی ہے دوسرا مطلب

بندۂ بُت ہون شیخ سے کہدو
بُت پرستی سے میری کیا مطلب

خوب کی قدر ایک ہی سمجھا
میرا مطلب رقیب کا مطلب

ہجر مین کہوج تہا تجسس تھا — تیرے ملتے ہی ملگیا مطلب
ارے ظالم مین تجھپہ مرتا ہون — اب بہی سمجھا نہین مرا مطلب
اب چہپانے سے فائدہ کیا ہے — تیرے ہی خط سے کہلگیا مطلب
بات میری کہین نہ غیر سنے — اُسپہ افشا نہ ہو مرا مطلب
عشق مین داغ اپنے دیتے ہو — مل گیا خوب مدعا مطلب

عابدِ حق پرست ہون صاحب
کچہہ نہین ہے بجز خدا مطلب

آئیگا میرے گہر وہ بُتِ بدشعار کب — تسکین پائیگا یہہ دلِ بیقرار کب
وہ وہ ہے فراق کے صدمہ کہ مرگئے — گر اب نہین تو آئیگا مطلب شعار کب
جو مین طلب کرون وہ عنایت سے مجھکو دے — گر اب نہین تو پھر مرے پروردگار کب
تجکو تو وصل مین بہی وہی اضطراب ہے — تسکین اب نہین تو دلِ بیقرار کب
وعدہ خلافیون سے تری ناک مین ہے دم — نکلی نہ میری جان دمِ انتظار کب

عابد وہ یار دیکہئے ملتا ہے کب مجھے
ہوتا ہے سازگار مرا روزگار کب

دیکہی جو میری نبض تو گھبرا گیا طبیب — لاؤ طبیب کے لئے اک دوسرا طبیب

آیا خیالِ یار تو تسکین ہو گئی
صد شکر دردِ دل کے لئے مل گیا طبیب

اُٹھ جاؤن کوے یار سے یہ ایک ہی کہی
اِسکو تو جانتا ہون مین دار الشفا طبیب

میری سُنی نہ اپنی کہی - اُٹھ کے چل دیا
اے چارہ گر تبا - مین ہون دیوانہ یا طبیب

میری زبان سے سُن نہ سکا میری کیفیت
عابد مین کہہ رہا تہا کہ بس اُٹھ گیا طبیب

قطعۂ تہنیت جشنِ سالگرہ مبارک خداوند نعمت اعلیٰحضرت بندگانی متعالی مدظلہ العالی خلد اللہ ملکہ

فلک پر ہے یا خورشید تا خورشید مین ہو تاب
زمین پر ہے یہ تا دریا روان دریا مین تا ہو آب

الٰہی میر عثمان علیخان شاہِ آصف جاہ
رہے عالم مین شاہ دان اور اُس کی مملکت شاہ آب

قطعہ

جان ہی لیگی طمانچہ جسے ماریگی شراب
اِس پری کو اِسی شیشے مین اُتاریگی شراب

دین و دنیا سے یہ برباد کریگی عابد
اپنی جیتی ہوئی بازی تو نہ ہاریگی شراب

قطعہ

دامنِ عقل کو ذی ہوش کے پہاڑیگی شراب
خانۂ دل کو شرابی کے اجاڑیگی شراب

عقل رکہتے ہو جو تم اِس سے بچو اے عابد
کام بنتا ہی اگر ہو تو بگاڑیگی شراب

نے افسرِ ملوک نہ ظلِ ہما طلب
باشی چرا تو آئینہ آسا ضیا طلب

ایدل اگر شوی بجہان مدّعا طلب
بردار دل ز عالمِ خاکی صفا طلب
جز اُلفتِ رسولؐ مکن از خدا طلب

محفوظ دار گوہرِ ایمانِ خویشتن
باشی چو شمس شمعِ شبستانِ خویشتن
نعتش بکن ہمہ ز دل و جانِ خویشتن
در حشر بہرِ بخششِ عصیانِ خویشتن
ہر کس کند شفاعتِ خیر الوریٰؐ طلب

شوقِ زیارتِ نبویؐ بسکہ بیحد است
دارم ز نعت لعل و گہر دائما بدست
این عرضِ حالِ خویش ہمیشہ زبان زد است
در ہند خاطرم ز غمِ ہجر بیخود است
بارے بآستانِ خدوم احمدؐ طلب

ہر سنگ راہوائے مدینہ کند طلا
یابد دُرِ سخن ز ندیمش بسے جلا
داری اگر تو از وطنِ خود فزون ولا
تاریک شد جہان چو بچشمانِ تو دلا
خاکِ مدینہ کن ز پئے توتیا طلب

شق شد قمر چو کرد یک ایما بسوئے او
برگشت مہر نیز بحکمِ علوئے او
گردید سرنگون ز خجالت عدوئے او
ظاہر شد است قدرتِ قادر بروئے او
ہر کس کہ کرد معجزہ از مصطفیٰؐ طلب

شیرِ خدا و مئ نبیؐ ہست جانِ خلق
توصیفِ اوست صبح و مسا بر زبانِ خلق

مشکل کسے کجا بجہان مہربانِ خلق
چون حلِ مشکلت نشود درمیانِ خلق

اے دل کشودِ کار ز مشکلکشا طلب

آیند عاصیان ہمہ یک صف بروزِ حشر
باشد شفیع صاحبِ رُفرف بروزِ حشر

عابد ترا ست رتبۂ اشرف بروزِ حشر
زان شاہِ کائنات مُشرّف بروزِ حشر

عفو خطائے خویش کنند انبیا طلب

ردیفِ بائے فارسی

ہین اپنے آپ ساجد و مسجود اپنے آپ
شاہد بہی اپنے آپ ہین مشہود اپنے آپ

اپنے سوا یہان نظر آتا نہین کوئی
رہتے سدا ہین حامد و محمود اپنے آپ

ہین یان نہ واں پرے نہ ورے نے اِدہر اُدہر
دیکھو تو ہین وجود مین موجود اپنے آپ

عاشق ہین پر فراق کو کچھہ جانتے نہین
واصل سدا بساعتِ مسعود اپنے آپ

ہم کو نہ فائدہ نہ زیان ہے کسی سے کچھہ
اپنے ضرر ہین آپ ہی اور سود اپنے آپ

ہم کون کیا ہین نیستی ہستی ہے اپنی کیا
گر بود اپنے آپ ہین نابود اپنے آپ

عابد ہین فیضِ ناصرِ شاعر سے باشعور
پس عابد اپنے آپ ہین معبود اپنے آپ

روبرو اپنے بلا لیجئے آپ
ہم سے پردہ نہ کیا کیجئے آپ

جس جگہ آپ ہی ہون غیر نہ ہو
اُس جگہ ہم کو بلا لیجئے آپ

چاک دل چاک جگر ہے عاشق
ہاتھ سے اپنے ذرا سیجئے آپ

دل مرا لے کے مکرنا کیا
سر پہ قرآن اُٹھا لیجئے آپ

نشہ کی آئے گی پھر کیفیت
ہاتھ سے میرے کبھی پیجئے آپ

آپ معبود ہین عابد بندہ
جو وہ مانگے اُسے اب دیجئے آپ

اِتنی باتین نہ کیا کیجئے آپ
غنچہ سان چپ کے رہا کیجئے آپ

عاشقِ زار کو اپنے بدنام
ہائے ہرگز نہ کیا کیجئے آپ

دل مرا صاف ہے آئینہ مثال
دل کو اپنے بھی جلا کیجئے آپ

اِک نئی شان سے آکر ہر وقت
ہم کو دھوکا نہ دیا کیجئے آپ

نقدِ دل اے شہِ خوبانِ جہان
نذر عاشق سے لیا کیجئے آپ

عابدِ ساکنِ مسجد سے بھی
جا کے خلوت مین ملا کیجئے آپ

ردیفِ تائے قرشت

ہو حالِ دست صاف مطابق مقالِ دست
بہتر ہے قالِ دست سے گر ہو وے حالِ دست

اپنے کو دیکھتے تھے نہین تھا خیالِ دوست
اب آپ ہی نہین ہین جو کہین جمالِ دوست

عشاق پر روا ہے جو کرتے ہو ظلم و جور
خوشتر ہے دوستون کی نظر مین خصالِ دوست

ہم سے جو دوستی کا کوئی سیکھ لے طریق
بنجائے ٹھیک ٹھیک وہ خود ہی مثالِ دوست

جینا غم و الم مین نہین مرگ سے ہے کم
دکھلائے دوست کو نہ خدا انتقالِ دوست

رکھتا ہے گرچہ وعدۂ دیدار حشر پر
پر ہم کو راتدن ہے میسّر وصالِ دوست

دیکھو فلک پہ ماہِ شبِ چاردہ بھی ہے
کب کم ہے اُس سے حُسنِ رخِ بیزوالِ دوست

بنجائے نقطِ اوست وہی ہے بیک الف
دیکھو تو غور سے جو نکل جائے دالِ دوست

ہے بارگاہِ حق مین یہ عابد کی التجا
دیکھون سدا عروج پہ جاہ و جلالِ دوست

گذری ہے میری پوچھو نہ کیونکر تمام رات
وحشت سرا بنا تھا مرا گھر تمام رات

گھر مین مرے رہیگا وہ دلبر تمام رات
ساقی رُکے نہ اب مئ احمر تمام رات

وہ وعدہ کرکے شب کو جو آئے نہ میرے گھر
تڑپا کیا مرا دلِ مُضطر تمام رات

رو یا خیال کرکے جو دندانِ یار کا
گرتے تھے میری آنکھ سے گوہر تمام رات

ہاتون سے تنگ تھا مین دلِ بیقرار کے
بیچین ہی رہا ہے یہ کافر تمام رات

مانو بھی بات ضد نہین اچھی وصال مین
برپا کرو گے کیا یونہین محشر تمام رات

عابد بتاؤن کیا دلِ سوزانکا اپنے حال
اُڑتے تھے میری آہ سے اخگر تمام رات

بعد مدت کے یہ آئی ہے ملاقات کی رات
ہے مکان آپکا رہجائے اب راتکی رات

دلکی دل ہی مین رہی جاتی ہے حسرت ساری
بات کرنے مین گذرتی ہے ملاقات کی رات

شام سے حضرتِ زاہد ہین پہنے رندون مین
ہوگی آفت مین بسر قبلۂ حاجات کی رات

مست و مخمور ہین دنیا کی خبر کیجہہ بہی نہین
واہ کیا رات ہے یہ اہلِ خرابات کی رات

شبِ معراج ہے ملنے مین نہ تکرار کرو
کس فضیلت کی ہے یہ آج ملاقات کی رات

یار آغوش مین اور ہاتھ مین ہے ساغرِ مے
عابد اب لُطف بہت دیتی ہے برساتکی رات

سوزِ پنہان سے ہے یہ دیدۂ تر کی صورت
اشک آنکہون سے نکلتے ہین شرر کی صورت

وحشیون کی سی مگر طرز ہے تم مین ناصح
گو یہ ظاہر نظر آتی ہے بشر کی صورت

محفلِ غیر کا احوال نہ پوچہو ہم سے
رات بہر جلکے بجہے شمعِ سحر کی صورت

صرف بوسہ کی طلب پر یہ بگڑنا کیا خوب
کس سے پیدا ہوئی فرمائے شر کی صورت

کس جگہ آپکی شہرت نہین اے ماہِ جمال
کس نے دیکہی نہین دنیا مین قمر کی صورت

مجکو حاصل یہ ہوا عشق کمر مین صاحب
ہوا معدوم زمانہ سے کمر کی صورت

فتح کے بعد نہ دل چیر کے دیکھو میرا
دیکھتے کیا ہو تم اُجڑے ہوئے گھر کی صورت

اِک نظر دیکھ تو لے آنکھ اُٹھا کر ظالم
گھر کریں گے ابھی ہم دل مین نظر کی صورت

صورت اچھی نظر آئی تو ہوئی کچھ تسکین
آجکل ہے یہ مرے دردِ جگر کی صورت

سیرِ گلزار سے ہے سیر طبیعت اپنی
روشِ دلپہ کھڑے ہین وہ شجر کی صورت

عابد اب آپ مقرر ہین کسی کے عاشق
زرد صورت نظر آتی ہے جو زر کی صورت

یون نہ پردہ مین تو چھپا صورت
ارے ظالم مجھے دکھا صورت

محو اتنا ہون تیری اُلفت مین
مُطلقاً تیری بن گیا صورت

اور تسکین ہو مرے دل کو
اِک ذرا اور بھی دکھا صورت

آئینہ بن گیا ہے دل میرا
دیکھنا ہو تو دیکھ جا صورت

مختلف ہون اگرچہ پیرائے
نہین ہے ایک کے سوا صورت

سیکڑون صورتین ہین اے عابد
ایک ہوتی ہے دلربا صورت

اگر دیکھون کسی دن احمدِ مختار کی صورت
نظر آجائیگی مجکو مرے غفار کی صورت

ہمارے سینۂ پُر داغ پر اِک دن نظر ڈالو
اگر دیکھی نہین ہے آپنے گلزار کی صورت

جوانی مین مرے لوٹے ضعیفی مین ہو تائب
نکالی خوب اے زاہد یہ استغفار کی صورت

مری آنکھون سے اے ناصح ذرا تو دیکھ لے اسکو
بھلی معلوم ہوتی ہے مجھے دلدار کی صورت

نظر آتی ہے اے عابد ہمین دوزخ بھی جنت بھی
وہ ہجر یار کی صورت یہ وصل یار کی صورت

از نطق سخن ہر چہ در آید صفت تست
انچیکہ بقلبم گزرد معرفت تست

چندانکہ بجستیم از و محروم بماندیم
ہر چند کہ در خانۂ دل کیفیت تست

حق بود کہ منصور ہمی گفت انا الحق
شد کشتہ چو مظلوم ازان مصلحت تست

میگوید انا لیلے بمنصور بگوئید
دیوانۂ در بند کہ ہم خاصیت تست

گفتم چو ازان شوخ کہ باشی تو سلامت
فرمود کہ در خیر تیم عافیت تست

بر نوک مژہ سرکشی طفل سرشک است
اے دل چہ عجب تربیتے تربیت تست

عشاق چو حق اند مجازی چہ حقیقی
نقد دل و جانی بخدا منفعت تست

او داغ مرا دیدہ بفرمود چہ ماہ است
گفتہ دل زارم صنما رحمت تست

در حشر ملک دفتر اعمال نشستند
گفتند کہ این نامہ پر از معصیت تست

در ہند یکی گفت اسلام نمود آر
یا سید جیلان بجہان قطبیت تست

ارباب جہان بسر مذاہب بخلاف اند
عابد تو بشو فانی بحق مغفرت تست

حیدرآباد فیض آباد است — بلکه بیشک خجسته بنیاد است

قامتِ یار رشکِ شمشاد است — صفتش متن سروِ آزاد است

کارِ دنیا که سُست بنیاد است — زینکه بنیاد دهر برباد است

نرد و شکلِ خوبرو از دل — شیشه اش محبسِ پریزاد است

عشق عشّاق را دهد شاهی — تیشه افسر بفرقِ فرهاد است

ساقیا ساغرِ عطافرما — کشورِ دل زباده آباد است

در فراقش مدام عابد را
نالهٔ آه و شور و فریاد است

می خور که یار در بر تو هست این سزاست — هر بیخودی که مستِ خدا میکند رواست

بیهوده گفتگوی تو با عاشقان خطاست — کن گوش و اعظا سخنم عقلِ تو کجاست

بگذر ز رنج خار اگر خواهی وصلِ گُل — شو عندلیب قدسِ و نظر کن چه خوش فضاست

پیداز وصفِ لم یزل و لایزالِ تست — ذاتت ز ابتدا بری و پاک ز انتهاست

انصافِ تست در حق عشّاق یا که جور — شاهنشی ترا و مرا خدمتِ گداست

ناصح خموش عیبِ زمانه چه می کنی — بر عیبِ خود نگر که همین بهرِ تو سزاست

تا آنکه همنشینِ منی زنده وان مرا — واندم که دور باشی همانم مرا فناست

فاعل چو گشتۂ و مرا فعل ساختی | | در اختیارِ تست صوابست و یا خطاست

بشنو کلامِ عابد و این نکتہ یاد دار
تو بندہ را ببین و بدان صورتِ خداست

توبندہ را ببین و بدان صورتِ خداست

مثلِ نرگس دلے کہ بیمار است | | روز و شب وصل را طلبگار است
عاشقِ زار پس چرا زار است | | جلوہ گر حسنِ روئے دلدار است

عاشقان را بہارِ دیدار است

مثلِ مجنون کے ہون نحیف بنا | | اپنی لیلےٰ کی ہے زبان پہ ثنا
زندگی ہی مین ہوگیا ہون فنا | | دل بخود می کند خطابِ اَنَا

ہمچو منصور قابلِ دار است

دُور دل سے ہوئی ہے مفہومی | | کیا کہون اپنی آہ مغمومی
مثلِ عنقا حصول مخدومی | | از کہ گویم ثبوتِ معدومی

ہر یکے در ظہورِ اظہار است

سیرِ گلزار مین بصد شوقے | | بلبلِ زار سا ہون با ذوقے
قمریون سا لئے جوق تا جوقے | | چون نباشد بگردنم طوقے

سروِ من زیبِ بخشِ گلزار است

رات دن بسکہ ہجر کا ہے غم
کیا کہون اپنا صاف درد والم

دیکھا جس روز سے ہے روئے صنم
آنقدر محو صورتش گشتم

گوئی آئینہ پیشِ دلدار است

یوسفِ ثانی اب ہے یار مرا
ہو یہ عالم نہ کیون زلیخا سا

قدتون نجد کے ہے بن مین رہا
عشقِ مجنون عبث نشد رسوا

حُسنِ لیلےٰ عیان بہ بازار است

پاکے عابد جو نصرتِ ناصر
رازِ اللہ سے ہوا ماہر

روبرو اپنے دل کے ہے حاضر
مے وحدت چشیدہ ام شاعر

جامِ چشمِ مُدام سرشار است

بارِ مُوزِ عشق بارے سینہ ات معمور نیست
از شرابِ معرفت پیوستہ دل مخمور نیست

با وصالِ شاہدِ اصلی چرا مسرور نیست
با تو ہست آن یار دایم از تو یکدم دور نیست

گرچہ تو مہجوری از وے او ز تو مہجور نیست

باش چون نقشِ قدم چسپان بخاکِ کوئے او
صوتِ آہن بمقناطیس باشی سوئے او

خوش مشامِ خویش را ہر دم بکن از بوئے او
دیدہ بگشا تا بہ بینی آفتابِ روئے او

کآفتابِ روئے او از دیدہا مستور نیست

چون ہلالِ یکشبہ ابروے او دیدن توان
ہمچو قمری قامتِ دلجوے او دیدن توان

گرچہ چون خورشید رخشان سوے او دیدن توان
لیک رویش را بنورِ روے او دیدن توان

گرچہ مانع دیدہ را از دیدنش جز نور نیست

انچہ باشد در بیابانِ جنون منظورِ دل
ساقیا خواہد شرابِ معرفت مخمورِ دل

سرفراز آید بدارِ عشق تا منصورِ دل
گر ترا دیدارِ او باید برآ بر طورِ دل

حاجتِ رفتن چو موسیٰ سوے کوہِ طور نیست

عارف آن باشد کہ او شیدائے نفسِ خود نشد
عاشقی کو بانیٔ رسوائے نفسِ خود نشد

ہمچو مجنون واقفِ صحرائے نفسِ خود نشد
کور آن باشد کہ او بینائے نفسِ خود نشد

آنکہ او بینا بہ نفسِ خویشتن شد کور نیست

ہر کرا پیوستہ رازِ عشق باشد دلنشین
آنکہ نوشد از شرابِ معرفت جامِ یقین

ہست او خورسند دایم از وصالِ ممکنین
ناصر منصور مے گوید انا الحق المبین

بشنو از ناصر کہ آن گفتار از منصور نیست

عابد از شاعر کہ دایم یافتہ فیضِ کلام
از مے عشقِ حقیقی مست میباشد دوام

ہر زمان انوارِ شمسی دیدہ از ہر سقف و بام
مغربی را یار شمسِ مغربی خواند مدام

گرچہ شمسِ مغربی اندر جہان مستور نیست

نمبر ۱۰ از غزل عزت

با من این گفتگوے یار من است		داغ بر سینہ یادگار من است
عرضِ من این ز گلعذار من است		خاکساری اگر شعار من است
عاشقی در جہان دثار من است		
اُس کا دیدہ ارجس گھڑی چاہا		لن ترانی جواب سن پایا
آہِ گرم اپنی ہے مثالِ عصا		سوختم ہمچو طور سر تا پا
سرگین چشم انتظار من است		
کیا کہین دل کا ہے عجب عالم		محو ہے دم کی دید مین ہر دم
دیکھتے جز ترے ہین کس کو ہم		چشمِ حق بین بھر کجا بینم
روشن از سرمہ غبار من است		
کیون نہ ہون مشرکون کا مین دشمن		جان لو دینِ حق ہے کفر شکن
پُر ز توحیدِ حق ہے اپنا سخن		وحدہٗ لاشریک لہ گفتن
در دل و بر زبان قرار من است		
فیضِ ناصر سے ہے حصولِ نوی		پایا عابد نے حکمِ رازِ قوی
بخدا داخلِ ثواب شوی		شاعر از بہرِ فاتحہ چو روی
ختم ہوا غزل	بر سرِ کوے او مزار من است	

کُن گوش این سخن که گُفتار نازک است
ایمن مشو بعشق که رفتار نازک است

نازک خیال باش که این کار نازک است
کم گو سخن که خاطرِ دلدار نازک است

بارِ گهر نمی کشد این تار نازک است

خوشبوتر است از گلِ تر گلعذارِ من
قربان چو بُلبل است دلِ پُر بهارِ من

وقتِ طلوع گفت دلِ بیقرارِ من
اے آفتاب بر سرِ کوئے نگارِ من

آهسته رو که سایهٔ دیوار نازک است

شمشیرِ ناز بر سرِ دیوانگان مزن
تیرِ نگاه بر هدفِ دل نشان مزن

جامِ شرابِ عشق دلارایگان مزن
بیهوده سنگ بر سرِ آزادگان مزن

اوّل ببین که شیشه چه مقدار نازک است

در هجرِ تو مدام دلم را کجا قرار
چشمِ دلم همیشه بیادِ تو زار زار

هر چند بهرِ وصلِ تو ام محوِ انتظار
ما شیشه خاطریم تو سنگین دلی نگار

صحبت میانِ ما و تو بسیار نازک است

این باده غیرِ ساغرِ زرّین چه میدهی
از دستِ خود پیاله نگارین چه میدهی

گوید دلم ز شوقِ سحر این چه میدهی
ساقی تو مے بجامِ بلورین چه میدهی

گُل را پیاله کن که لبِ یار نازک است

آمد بہارِ تازہ بہ گلزارِ دوستی — از پائے گشت طرّہ بسر خارِ دوستی
عاشق اگرچہ ہست طلبگارِ دوستی — نے تارِ عمر محکم و نے تارِ دوستی
افسوس زین دو رشتہ کہ بسیار نازک ہست

از سنگِ آستانہ سرِ خود نمی کشم — زنہار آہ با اثرِ خود نمی کشم
بیرون ز خانہ پا ز درِ خود نمی کشم — تیرِ ترا من از جگرِ خود نمی کشم
ترسم کہ بشکند لبِ سوفار نازک است

بشنو بذوق و شوق زعاد بہ سخن رفیع — بنشین باشتیاق در این انجمن رفیع
از کعبہ سوئے دیر برو در شکن رفیع — اسلام چون تو ئیست در این چنگ زن رفیع
کافر مشو کہ رشتۂ زنار نازک است

کرسی و عرشِ برین کون و مکان چیزے نیست — ہمہ اوہست بدان سر و عیان چیزے نیست
بالیقین است درین وہم و گمان چیزے نیست — بخدا غیرِ خدا در دو جہان چیزے نیست
بے نشان ہست از و نام و نشان چیزے نیست

جستجو سب تری بیکار تھی اے ذہنِ رسا — بھید تو نے بھی نہ کچھ اے دلِ دانا پایا
لے بتا دیتے ہین ہم اس مین ہے یہ اک نکتہ — ہستیٔ تست حجابِ تو دگر ناپیدا
کہ درین پردہ بجز دوست نہان چیز نیست

روح جب نکلی تو ہو جاتا ہے انسان بیجان
ہاں فقط کہنے کو رہجاتا ہے کچھ نام و نشان

جلوہ ہر شئے مین اُسی کا ہے کوئی غیر کہان
چند محجوب نشینی بگمانِ دگران

خیمہ در کوئے یقین زن کہ گمان چیزے نیست

صرف اپنی نہ کہو میری سُنو اے واعظ
مُفت بدنام زمانے مین نہ ہو اے واعظ

بات عشّاق کے مطلب کی کہو اے واعظ
گر ز عشقت خبرے ہست بگو اے واعظ

ورنہ خاموش کہ فریاد و فغان چیزے نیست

دیکھا اچھی نہین عابد یہ تری خود کامی
عشق مین اپنا خیال آئے تو ہے یہ خامی

کوئی ہوتا ہے بھلا اِس مین کسی کا حامی
بندۂ عشق شدی ترکِ زکن جامی

کہ درین راہ فلان ابنِ فلان چیزے نیست

ردیف ثاے مثلثہ

پایا نہین کسی نے یہ رتبہ سوائے غوث
گر دنپہ ہر ولی خدا کے ہے پائے غوثؓ

محبوبِ خاص اپنا خدا نے اونہین کیا
کیا ہو سکے زبانِ بشر سے ثنائے غوث

پیرانِ پیر کہتا ہے سارا جہان اُنہین
یہ اسم با مسمّا ہے ٹھہرا برائے غوث

کندھا دیا رسُولِ خدا کو زہے عروج
معراج مین تہی عرش کے نزدیک جائے غوث

عابد کو آرزو ہے دل و جان سے یہی
آنکھون سے دیکھے بارگہِ پر ضیائے غوث

اکثر یہان جو کرتے ہین قال جنابِ غوث
معلوم ہی نہین انہین حال جنابِ غوث

حاصل ہے جس کسی کو کمال جنابِ غوث
نکلا ہے اُسکے دل مین ہلال جنابِ غوث

مطلب کی بات دیدۂ حق بین مین کیون نہو
ہے نُور کا ظہور جمال جنابِ غوث

محبوب حق کے آپ ہین ہم نام اسلئے
خُلقِ محمدی ہین خصال جنابِ غوث

تکریم کرتے ہین جو ربیع دوم کی ہم
اس ماہ مین ہوا ہے وصال جنابِ غوث

پیرانِ پیر کیون نہ کہین جان و دل سے ہم
حق مین ہوئے ہین کرکے خیال جنابِ غوث

وہ نامُراد ہے جسے حضرت سے ہے خلاف
قہرِ خدا ہے رنج و ملال جنابِ غوث

کرتی ہے عاشقون کو یہ نعلین سرفراز
سر پر رہے ہمیشہ نعال جنابِ غوث

عابد کے آگے اب نہین صولت کسی کی کچھ
دیکھا ہے اُس نے جاہ و جلال جنابِ غوث

زندگی مین تھی مجھے نخوت عبث
اب یہ سمجھا ہون کہ ہے دولت عبث

جب یہ ٹھہری موت کا ہے ایک دن
ساتھ اقلیمون کی بھی شوکت عبث

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
سچ تو یہ ہے دولت و حشمت عبث

ہے یہہ دنیا فاحشہ اک پیرزال
آشنائی اِس سے ہے صولت عبث

اُسکی جانب سے ہے عابد خیر و شر
بیم و ورزخ خواہشِ جنّت عبث

وہ یہان آتے نہین کیا باعث
لطف فرماتے نہین کیا باعث

غیر بیٹھے ہین جو گھر مین تیرے
یان سے اُٹھ جاتے نہین کیا باعث

آرزو دل سے ملاقات کی ہے
آپ گھر آتے نہین کیا باعث

مرگئے پر بھی خیال اُس بُت کے
دل سے جاتے نہین کیا باعث

عاشقِ دشت نشین کو احباب
شہر مین لاتے نہین کیا باعث

حالِ عابد پہ تم اے جانِ جہان
لطف فرماتے نہین کیا باعث

لبریز ہو گیا مئے وحدت سے جامِ غوث
ہر ایک کی زبان پہ نہ کیونکر ہو نامِ غوث

اسلام کو جگا کے ہوئے آپ محیِ دین
عالم مین اسطرح سے ہوا انتظامِ غوث

بغداد کی زمین پہ کچھہ منحصر نہین
جاری ہر ایک ملک مین ہے فیضِ عامِ غوث

الفاظ اگرچہ اور ہین مطلب تو ایک ہے
پھر کیون حدیث سے نہ ملیگا کلامِ غوث

جی مین ہے رات دن یہ وظیفہ پڑھا کرون
آٹھون پہر الٰہی رہے وردِ نامِ غوث

محشر مین ہوگا ساغرِ کوثر کا مستحق
دنیا مین شوق سے جو پیئے ایک جامِ غوث

کیونکر ہون دور خادم و مخدوم روزِ حشر
مولا ہین اُسکے غوث تو عابد غلامِ غوث

وحشتِ دل در بیابان الغیاث
مے برد با پاے عریان الغیاث

در خیالِ زلفِ جانان الغیاث
خاطرم باشد پریشان الغیاث

نرگس آسا شد دلِ بیمار زار
الغیاث اے چشمِ خوبان الغیاث

ہمچو مہر از بامِ بنمارو ے خود
ہست دل بیتاب و حیران الغیاث

آتشِ عشقت چو گشتہ ملتہب
سینہ ام گردید سوزان الغیاث

یادِ چشمت در بیابانِ فراق
وحشت آرد چون غزالان الغیاث

طائرِ جان و دلِ من می شود
صیدِ دامِ زلفِ پیچان الغیاث

موجزن دریا شود در ہجرِ تو
صبح و شام از چشمِ گریان الغیاث

کاوشِ دستِ جنونم اے صنم
چاک میسازد گریبان الغیاث

مے نمایم جستجوے روزِ وصل
در شبِ تاریک ہجران الغیاث

دائما مانندِ غواص ست دل
غرق در چاہِ زنخدان الغیاث

در شبِ ہجرانِ تو با درد و غم
کلبۂ من باشد احزان الغیاث

آرزوے وصلِ تو دارد مرا
در غم و اندوہ و حرمان الغیاث

تا نہ شد در محفلش ما را گزار
ہر دم از جور رقیبان الغیاث

عابدا از خاتم بگو در روزِ حشر
اے شفیعِ اہلِ عصیان الغیاث

بود از سپهر بلند تر بخدا بلندیِ شانِ غوث
کہ ز خلد خوشتر و خوشنما بود آستانِ مکانِ غوث

بود آن سرائے دریں جہان بخدائے شک دہ جہان
شود از خلوص و بصدقِ جان بجا لکے کہ بیانِ غوث

مکن اے خود رو زِ ریا بہی تو فریب و حیلہ گری تہی
ہمہ کارِ ما بود از بہی کہ شدیم شیرِ زیانِ غوث

نہ بدل بود ز گناہ غم نہ ز فکرِ روزِ جزا الم
ز خلوص و صدقِ دلی شدم بطریقِ ہر دو سوانِ غوث

نہ مراست ز آبِ حیات کا نہ طلب کنم چو خضرِ قرار
نہ گلم غرض بود و نہ خار دلم است محبِ بیانِ غوث

نہ مراست خواہشِ سیم و زر ولا آرزوئے ملک و پسر
بدلم کمال بس اینقدر کہ چشید نعمتِ خوانِ غوث

بود از مبالغہ بر طرف بکمالِ منزلت و شرف
ہمہ اند رشکِ دُرِ نجف بجبائے کہ گوہرِ کانِ غوث

چہ کشایش دو آرزو چہ بچاکِ مقصدِ دل نخو
بنہاد جل جلالہ ہمہ اش بنوکِ زبانِ غوث

نظم

تو چیست حوصلہ عابدا کنی مدحت و صفت و ثنا
کہ خدائے مالکِ دوسرا شدہ است مربیِ غوث

بغداد مین ہے روضۂ جنت نما ترا غوث
رہتے ہین جن و انس و ملائک فدا ترے غوث

ہین اولیا تمام بزیرِ لوائے غوث
پایا نہین کسی نے یہ رتبہ سوائے غوث

گردن نہ ہر ولی خدا کے ہے پائے غوث

چرچا نہین ہے کونسی جا اسمِ پاک کا
حضرت کا نام دردِ غریبان کی ہے دوا

سارا جہان ہے جانتا معشوقِ کبریا
محبوبِ خاص اپنا خدا نے اُنہین کیا

کیا ہو سکے زبانِ بشر سے ثنائے غوث

نورِ رسولؐ سے کیا حق نے عیان اُنہین
تنہا اُس کا نور جہین رکھا تنہا نہان اُنہین

نورِ خدا کے نور مین بخشا مکان اُنہین
پیرانِ پیر کہتا ہے سارا جہان اُنہین

یہ اسم با مسمّے ہے ٹھہرا برائے غوث

کافر تھے حکم شاہ سے کرتے تھے جو خروج
وہ ذاتِ پاک خاص منزہ تھی سوج بوج

جب بڑھے ہوئے مین قلعۂ افلاک کے برج
کندھا دیا رسولِ خدا کو زہے عروج

معراج مین تھی عرش کے نزدیک جائے غوث

وصف اُنکا اپنے دل کے سُنا کان سے یہی
بغداد پہونچے جاکے وہ جیلان سے یہی

کہدونگا کوئی پوچھے تو ایمان سے یہی
عابدؔ کو آرزو ہے دل و جان سے یہی

آنکھون سے دیکھے بارگہِ پُر ضیائے غوث

ردیفِ جیم تازی

محفلِ یار مین سب ملکے چلین یارو آج
مال و زر چیز ہے کیا تم دل و جان وارو آج

نشۂ عشق و محبت سے بنو مست الست
جامِ مے ہاتھ سے لو ساقی کے میخوارو آج

آبلہ پا کوئی مجنون کی طرح آتا ہے
راہِ صحرا مین نہ حایل رہو اے خارو آج

عشقبازی مین ذرا نام ہوائے حضرتِ دل
مذہب و ملت و ایمان کو بھی تم ہارو آج

پاؤ آرام بہت زیر لوائے محمدؐ
حشر کا روز تمہین عید ہے دیندار آج

اُمتِ شافعِ محشر کو ندا آتی ہے
خوفِ عصیان نہین کچھ تم کو گنہگارو آج

زاہد و عابد و ہم شیخ و برہمن بخدا
غلطی ہے غلطی مین ہین پڑے چار و آج

مسیح سے نہ ہوا ہے نہ ہو ہمارا علاج
وہی کریگے یہ ہوگا اُنہین سے سارا علاج

طبیب دیکھ کے حالت مری یہ کہتے ہین
ہوا ہے اور نہ ہوگا کبھی تمہارا علاج

مین مر رہا ہون کسی پیاری پیاری صورت پر
علاج ہو بھی تو میرا ہو پیارا پیارا علاج

مریضِ عشق ہون مر جاؤنگا یونہین اکدن
کرو نہ اب مرا بہرِ خدا دوبارا علاج

طبیب تھک گئے عاجز ہوئے بتنگ آئے
مگر نہ حضرت عابد ہوا ہمارا علاج

دلِ مضطر بہت تپان ہے آج
رنج ہے درد ہے فغان ہے آج

مین ہی حاضر ہون موت ہی ہے کھڑی
لیجئے وقتِ امتحان ہے آج

کل اسی منہ مین خاک ڈالے گا
مرے منہ مین تری زبان ہے آج

تھا جسے کل غرور دولت پر
وہی دنیا سے بے نشان ہے آج

خوب برآئین گے مرے مقصد
متفق مجھسے آسمان ہے آج

جسکو مین چاہتا تہا مدت سے
میرے گھر مین وہ مہمان ہے آج

خوب گذریگی آج عابد کی
ہم بغل ایک نوجوان ہے آج

اللہ تہا مشتاق ہمیر شبِ معراج
ہے عید سے رتبہ مین فزون تر شبِ معراج

تہا عرش پہ اور چرخ پہ اک نور کا عالم
کیا رات تہی اللہ اکبر شبِ معراج

پل بہر مین جو افلاک کرے طے وہ سواری
جبریل امین لائے زمین پر شبِ معراج

کیونکر نہ کہے رحمتِ عالم تمہین اُمت
اُمت کی سفارش تہی زنہار شبِ معراج

نعت اہل
درکار تہی کیا راہنمائی انہین عابد
خود شوق تہا سرکار کا رہبر شبِ معراج

فلک پر مین سنوارے چاند سورج
ہین بس کرتے نظارے چاند سورج

جو ہاتہون کو پسارے چاند سورج
ترے گا لونپہ وارے چاند سورج

کہان ایسے ہین پیارے چاند سورج

کرا اپنے نور سے باہر کہ حق نے
رکہا تہا عرش کے اوپر کہ حق نے

وہ نورِ پاک تہا اظہر کہ حق نے
نہین تجہے احمد و حیدر کہ حق نے

فلک پر سے اُتارے چاند سورج

سخن مشہور شہرت سے یہ روشن
صفائی اور وصفون سے یہ روشن
ہے اپنی نوری صورت سے یہ روشن
ہوا ہے شق وجہت سے یہ روشن
سمجھتے ہین اشارے چاند سورج

وہ رکھتے تھے عداوت جو کہ تم سے
ہدایت پاے وہ دیکھو کہ تم سے
ہوے قربان ہین سُن لو کہ تم سے
تم ایسے نورِ خالق ہو کہ تم سے
ہوے روشن ستارے چاند سورج

نہ پھیرا مہر ہے رخ یک رمق سے
قمر رتبہ ہے پایا روزِ شق سے
ہوا ہے سرخ رو گردون شفق سے
تم ایسے ہو ہمیشہ حکمِ حق سے
رہے تابع تمہارے چاند سورج

محمد خاتمِ پیغمبران ہے
حبیبِ حق ہے میرِ انس و جان ہے
شفیعِ حشر بیشک بے گمان ہے
نبوت کا جو احمدؐ آسمان ہے
ہوے سبطین بارے چاند سورج

بشر کا دان پہنچا کب ہے ادراک
تصدق اُنپہ ہوتے ہین سب افلاک
بغور اب دیکھ لو عکسِ رخِ پاک
نہین آئینہ مین روے عرقناک
ہوے ہین جمع تارے چاند سورج

جہان مین عاشقی میری ہے مشہور — کہ مثلِ قیس ہے ہر جائے مذکور
سدا رہتا ہون محوِ منزلِ دُور — تصور مین جبہ وہ روئے پُر نور

ہین میرے داغ سارے چاند سورج

نبیؐ کی نعت اِک دولت ہے ناسخ — یہی عابد کی بس رغبت ہے ناسخ
بتا تو کیا تری حالت ہے ناسخ — یہ مجھسے ہجر مین وحشت ہے ناسخ

کہ ہین گویا چکارے چاند سورج

ردیفِ جیم فارسی

داغِ فرقت مرے ایسے ہین دلِ زار کے بیچ — جیسے ہوتے ہین گلِ لالۂ کہسار کے بیچ
کعبہ و دیر کی زنہار نہین ہے خواہش — کہ ٹہکانہ ہے میرا کوچۂ دلدار کے بیچ
دامِ صیّاد اگر اُسکو کہون تو ہے بجا — ہے پہنسا طائرِ دل زُلفِ شکندار کے بیچ
گُل شگفتہ ہین عجب فصلِ بہار آئی ہے — بُلبلین نغمہ کنان جمع ہین گلزار کے بیچ

عمر و دولت ہو فزون شاہِ دکن کی یارب
رُتبہ عابد کو ہمیشہ رہے دربار کے بیچ

دلربائی ہے دلربا کی سچ — بیوفائی ہے بیوفا کی سچ
تیرا وعدہ ہے انتہا کا جھوٹ — بات میری ہے انتہا کی سچ

لعل و یاقوت اور مرجان مین
نہین رنگت تری حنا کی سچ

جھوٹ جانے زمانہ گو اُس کو
بات ہے اپنے آشنا کی سچ

اِک نہ اِک روز ہم کو مرنا ہے
آئے گی اِک گھڑی قضا کی سچ

جھوٹے وعدون پہ کیون بگڑتے ہین
کہتے ہین آپ انتہا کی سچ

عابد اپنے حضور آصف خلد اللہ ملکہ کی
مدح کرتا ہے انتہا کی سچ

ردیفِ حاے حطّی

ہون بلاگردان ترا اے شمع رو مین اسطرح
گرتے ہین پروانے تابِ شمع پر آجسطرح

یا الٰہی وعدۂ دیدار ہے بیشک مگر
صدمۂ فرقت سہین تا روزِ محشر کس طرح

وحشتِ دل سیرِ گلشن مین ہی کم ہوتی نہین
تیری چشمِ مست کی دکھلاتی ہے گس طرح

گریہ و بیتابی کرتا ہے زیادہ دمبدم
اِس دلِ نالان کو ہم سمجھاتے ہین جس طرح

بزمِ خوبان دیکھ کر کہتا ہے اے عابد دل
کہکشان کی صاف دکھلاتی ہے یہ مجلس طرح

نہ آنہ آمرے آگے کبھی نہ آنا صبح
دکھانہ صورتِ منحوس جلد جانا صبح

یہ ہم نے مانا بُرائی ہے دل لگانے مین
دلیل کیا ہے ترے پاس اسکی لانا صبح

مزا کچھہ آئے گا تجھکو بھی مہر و اُلفت کا
مرے عوض مین کبھی تو بھی سچ کہا ناصح

نصیحتون سے تری اک مین ہم دم میرا
خدا کے واسطے میرا سہرا ناصح

نہ کر تو پند و نصیحت سنا نہ عابد کو
کر اب تو بیٹھ کے اِک جا خدا خدا ناصح

سمجھاؤن لاکھ روز کہان سے نئی طرح
دل ہی تو مانتا نہین ظالم تری طرح

دو دن مین آپ ہو گئے بیزار عشق سے
برسون اُٹھائی ہم نے مصیبت اسی طرح

گذری شب فراق تو آیا ہے روز ہجر
ٹلتی نہین ہے ٹالے سے آفت کسی طرح

کیا میرے ہی لئے ہین یہ واعظ نصیحتین
سمجھاؤ اُس کو بھی تو کسی دن اسی طرح

عاشق مزاج اور ہی دنیا مین ہین بہت
عابد بنائی آپنے یہ کیا بُری طرح

لکھون جو نیک قلم ہاتھ مین کلام فصیح
پس از سپاس خدا ہو رسولؐ کی تمدیح

ہر ایک مصرعہ لوحون کی ہو تسبیح
صفائی اپنے سخن کی دکھاؤن کیا مین صریح

کہ جس سے رشک زدہ ہے رُخ صبیح ملیح

رسولِ حق ہوئے مکہ مین جس گھڑی پیدا
ہوا زمانہ منور فیضِ نورِ خدا

بتانِ دہر گرے اُن کا سر ہوا نیچا
بجھا تمام جو آتشکدہ سلگتا تھا

جہان سے محو ہوے کاہن وسطیح تسطیح

یہ وہ نبی ہے حبیب خدائے عزوجل
کہ جس کا نور خدا نے بنایا تھا اوّل

کیا زمانہ مین آخر کو خاتم مرسل
بشان و رتبہ سبھی انبیا مین ہے افضل

جہان مین ہوگیا منسوخ بعضے دین مسیح

محمدؐ عربی انبیا مین صاحب صدر
خدائے پاک کے نزدیک سب سے عالی قدر

مخالفین کیا کرتے تھے ہزار دن مکر
ہوئی ہے فتح محمدؐ بجنگ خندق و بدر

صنم پرستون کو بارے ہوئی شکست قبیح

یہ عرض تجھسے ہے عابد کی اے خجستہ لقا
بلند شاہ دکن کا سدا رہے اقبال

کیا کرے شہ لندن بھی اُسکا استقبال
احبا اُسکے ہون شاہوار سب بنال نہال

عدو ہلاک رہے حشر تک زصدمۂ ریح

ردیف خاے معجمہ

اگر کہیگا سوا بدر سے پھر کیون نہ جلا رُخ
غیرتادہ خورشید ہے اُسکا بخدا رُخ

ہم منتظر دید کئی دن سے ہین یارب
وہ بام پہ کب آکے دکھائینگے ذرا رُخ

اہل حلب و چین مین سبھی دیکھ کے شدر
ہے یار کا آئینہ سے وہ چند صفا رُخ

گلگشت مین مصروف ہے ہمراہ رقیبان
لیکن نہ کبھی میری طرف اُسنے کیا رُخ

قرآن خطِ یاقوت کا جسنے نہ ہو دیکھا
اے لالہ رو خط نکلے پہ اُسکو تو دکھا رُخ

دن ہوگیا عالم کی نگاہون مین شب تار
زُلفون مین ترا جس گھڑی اے یار چھپا رُخ

ہر واعظ و عابد کو نہ کیون رد ہو اسکا
تفسیر جو ہے تیرا صلِ علیٰ رُخ

مری آنکھون مین ہے وہ خوشنما رُخ
جسے نظرون مین پھر کیا دوسرا رُخ

اگر شمس و قمر رُتبہ سے اپنے
نظر آیا ہین جس دم ترا رُخ

اگر منظور ہے اُلفت بڑھانی
تو پردے سے مجھے اپنا دکھا رُخ

حسینانِ جہان کے اے مری جان
ترے ہی رُخ سے پاتے ہین جلا رُخ

ترا عابد کھڑا ہے کب سے مشتاق
جھروکے سے ذرا اپنا دکھا رُخ

یاد آیا صبحدم مجھے وہ بے نقاب رُخ
دیکھا اُفق مین جب ترا اے آفتاب رُخ

کوئی نہین نظیر تیری اے بُتِ حسین
دنیا مین تونے پایا ہے کیا لاجواب رُخ

اُس غیرتِ قمر کا جو ہو جائے سامنا
تا حشر زیر ابر رہے ماہتاب رُخ

چسکا تری تلاش کا پڑ جائے جسکو یار
گھر کی طرف کرے نہ وہ خانہ خراب رُخ

عابد کی روح تازہ نہ کیون ہو شبِ وصال
ہے مشک تیری زلف تو تیرا گلاب رُخ

وہ بانکی وضعِ خاص جوان گلبدن کی شاخ
ہے سرو جھکا تی رو بر و جسکے چمن کی شاخ

کیونکر نہ ہو خمیدہ ہر اک دشت و بن کی شاخ
ہے نازکی سے قامتِ جانانہ من کی شاخ

مین سوزِ عشق سے ہون چنار کہن کی شاخ

ناقابلون کو چاہیے ہو قابلون سے بط
بیفائدہ نہین جو رہے کاملون سے بط

عالم کو مدِ نظر مین ہو جون عالمون سے بط
ظالم کو بعد مرگ بھی ہے ظالمون سے بط

خنجر کا دستہ کیون نہ ہے کر گدن کی شاخ

ہے موسمِ بہارِ جوانی چمن چمن
سوسن زبان ہے صاف ہر اک غنچہ ہے دہن

اُس ترکزاد کا تو عجب کچھ ہے بانکپن
رکھی چھڑی جو ناز سے اُسنے تہ ذقن

سب کو ہوا گمان کہ ہے سیبِ ذقن کی شاخ

دشتِ جنون مین پیرو زبر گشتہ ہین سو ہین
مانند گرد باد کے سرگشتہ ہین سو ہین

گریہ سے اپنی آنکھین جو تر گشتہ ہین سو ہین
ہم وحشیون کے بخت جو برگشتہ ہین سو ہین

سیدھی کسیطرح نہ ہو جیسے ہرن کی شاخ

گلزارِ حسن تیرا سراسر ہے بے خزان
اور موسمِ بہارِ جوانی کا ہے عیان

جو بات تیرے قد مین ہے شمشاد مین کہان
دیکھے جو پہنیلی کی کلیون سی اُنگلیان

وہ تیرے دست و پا کو کہے یاسمن کی شاخ

عارض کی تیرے کیا کہون لالہ رو بہار
گر جاے سیر کو تو کرے آرزو بہار

ایسی کسی چمن مین نہ دیکھی کبھو بہار
دکھلاے اپنے فندقِ پاکی جو تو بہار

پابوس کو چمن مین جھکی ناردن کی شاخ

عابد کے ہے سخن کی تو ہر چار سمت غُل
ہوتا ہے جسکے پڑھنے سے اصلِ خار گُل

ہو دُور چشمِ بد جو کرین دم یہ چار قُل
معنی ہر حرف ورق صفحتین ہین گُل

ناسخ ہے کلک فکر نہالِ سخن کی شاخ

ردیفِ دال مہملہ

اپنے دل کا ہے یہ سدا مقصود
حمدِ حق نعتِ احمدِ محمود

وہ تو اپنے ہی بر مین رہتا ہے
ڈھونڈھتے کیا اُسے جو ہے موجود

کیا غرض ہم کو جو کسی کو کہین
یہ ہے نابود اور وہ ہے بود

مجھپہ دایم ہے فضلِ حق مبذول
کس لئے رشک کر رہے ہین حسود

کام دنیا کے سارے دیکھ چکے
لغو ہین ان مین کچھہ نہین ہے سود

چشمِ حق بین مین مردِ عارف کی
تو ہی شاہد ہے اور ہے مشہود

دونون شکلون مین تیری صورت ہے
کہین عابد ہے اور کہین معبود

نجد مین قیس حزین آ کے بسا میرے بعد
کام کچھہ ہو کہ نہ ہو نام کیا میرے بعد

احمد پاک کا بیشک ہے یہ ارشاد صحیح
کوئی ہوگا نہ پیمبر نہ خدا میرے بعد

سیر دیکھو دم گلگشت وہ یہ کہتے ہین
پہلے مین جاتا ہون گلشن مین تو آ میرے بعد

مین ہی اک طالب دیدار رہا ہون پہلے
ایک عالم ترا مشتاق ہوا میرے بعد

مثل فرہاد ہین عشاق بہت اے عابد
دفتر عشق مین ہے نام لکھا میرے بعد

خدا مجھکو پہنچا دے سوے محمد
دکھا دے مجھے جلد روے محمد

مرے دل مین ہے جستجوے محمد
مرے دل مین ہے آرزوے محمد

یہی خلد ہے مین یہین جان دونگا
پسند آگیا مجھکو کوے محمد

صبا اور کچھہ دل مین حسرت نہین ہے
سنگھا دے مجھے لاکے بوے محمد

تمنا ہے عابد کے دل مین یہ ہردم
رہے اسکی آنکھون مین روے محمد

اور ہوتے ہین صنم طور پسند
صرف ہم کو ہے ترا نور پسند

تجکو کوثر ہو مبارک ناصح
مجکو ہے شربت انگور پسند

شیفتہ ہین جو تمہارے رخ کے
کیونکر آئے گی انہین حور پسند

ذکر ہوتا ہے جہان اُس بُت کا
مجکو آتا ہے وہ مذکور پسند

شیفتہ دل سے ترا ہے عابد
نہ پری ہے نہ کوئی حور پسند

ہو دل مین کیونکر ولائے محمدؐ
ہے شاہونسے بڑھ کر گدائے محمدؐ

کہونگا یہ داؤدؑ سے حشر کے دن
پسند آئی مجھکو صدائے محمدؐ

مجھے ڈر نہین تیرا خورشیدِ محشر
مرا سر ہے زیرِ لوائے محمدؐ

نہ دنیا کا باقی رہا سر مین سودا
سمائی ہے جب سے ہوائے محمدؐ

جو آئے سرِ حشر عابد تو یارب
اُسے بخش دینا برائے محمدؐ

ہے نورِ الٰہی رُخِ نیکوئے محمدؐ
شمشادِ جنان قامتِ دلجوئے محمدؐ

ہے طاقِ حرم کعبۂ ابروئے محمدؐ
ہے پیشِ نظر تارِ نگہ کوئے محمدؐ

ہے آنکھہ کے پردے مین نہان روئے محمدؐ

ساجد ہین بصد تصفیہ محرابِ صفا کے
خواہان ہین فیضہ کے لئے بہی آبِ صفا کے

اور کہولنے والے ہین وہ ابوابِ صفا کے
آئینۂ ارشاد مین ارباب صفا کے

معنی جو خدا کی ہے وہ ہے روئے محمدؐ

والشمس سے رُخ آپکا مقصود خدا ہے
والّیل کی تفسیر تو گیسو کی ثنا ہے

ہے نورِ محمدؐ کہ وہی جلوہ نما ہے
دیدے مین سیاہی ہے سیاہی مین ضیا ہے

ہے عکس فگن یان رُخ و گیسوے محمدؐ

دیکھو تو بہر سو ہے عیان نورِ مجسّم
مخفی نہین ہرگز بجہان نورِ مجسّم

یک قلزمِ عمّان ہے روان نورِ مجسّم
ہر شانِ بشر مین ہے نہان نورِ مجسّم

عادت جو خدا کی ہے وہ ہے خوے محمدؐ

فرقت کا الم اپنا یہ دل سہتا ہے کے دم
وصفِ نبویؐ دلسے کیا چہتا ہے ہر دم

اعجاز خصالِ نبویؐ کہتا ہے ہر دم
سینہ جو تصوّر سے بہرا رہتا ہے ہر دم

آتی ہے پسینہ سے مجھے بوے محمدؐ

حق نے ہے اُنہین عرشِ معظّم پہ بلایا
عاشق نے وہان وصل ہے معشوق کا پایا

جب عشق نے دلکو مرے یہ راز سُنایا
معراج کی شب کا مجھے ہر پل ہے سمایا

دیدے مین کہٹکتے ہین مرے موے محمدؐ

جنگل کو مدینے کے سمجھتا ہون چمن مین
پاتا ہون وہی بُو بہ گلِ و رد و سمن مین

عابد سے لیا کرتا ہون بس فیضِ سخن مین
قبلہ کی طرف سر تو جہکاتا ہون وطن مین

آنکھین بہری جاتی ہین مری سُوے محمدؐ

مبرہن اہل حضرت

اصولِ عاشقان عاطل چه داند
حظوظِ کشتگان قاتل چه داند
بطونِ باطنان باطل چه داند
رهِ دیوانگان عاقل چه داند
صفائے صوفیان غافل چه داند

بدل معشوق را عاشق شناسد
که راز حق بحق مطلق شناسد
ازان منصور حق الحق شناسد
همه حقیم حق را حق شناسد
حقایق ناحق و باطل چه داند

بشب پیرِ مغان طلبید ما را
شراب معرفت بخشید برجا
شد از نشه چو سرمستی هویدا
من از دل میگویم اما
رموزِ سرِ دل بیدل چه داند

برون شو از جهان و در جهان باش
مثالِ شمس در عالم عیان باش
خدارا واقفِ رازِ نهان باش
بیا در حلقهٔ دیوانگان باش
که عاقل نکتهٔ مشکل چه داند

چو در شغلِ حقیقت شامل آئی
ز بحرِ عشق خود بر ساحل آئی
چرا در خود ز فرقت شامل آئی
تو از خود دور شو تا واصل آئی
که خود بین حالتِ واصل چه داند

مبین در بحرِ غم غرقاب خود را
مکُن مانندِ دل بیتاب خود را

ببین پیوسته در هر باب خود را
توئی کامل وے دریاب خود را

که ناقص سیرتِ کامل چه داند

بهر جانب که دیدی اوست هر دم
تو هر چیزے که دانی زوست هر دم

روان از چشمِ تر گر جوست هر دم
قتیلِ عشق شو اید وست هر دم

که هر سَر لذتِ قاتل چه داند

مشو از گرم و سردِ عشق رنجور
مدام از نار و بردِ عشق رنجور

نمی باشند مردِ عشق رنجور
وے باید ز دردِ عشق رنجور

که هر بے دل دوائے دل چه داند

بکُن عابد خیالِ مدح و تمدیح
بنامِ خواجگانِ چشت تسبیح

شود چون شمس آن تنویرِ توشیح
رموزِ عشقِ احمدؐ کرد تشریح

بکمات عشق را جاہل چه داند

یاد رُخسارش چو بلبل سوئے گلزار آورد
طوفِ مرگانش مرا در دشتِ پُر خار آورد

کاکلش غلطان بدودِ آه دشوار آورد
هر زمانم قامتش در نالۂ زار آورد

ترسم این نخلِ بلا دیوانگی بار آورد

نشتر جراح دیده بر رگ مجنون چرا
جسم لیلے شد بخون رنگین از سر تا بپا

سعد اسمار اکشیده هیچو کاه و کهربا
جذبه عشق زلیخا یوسف صدیق را

از درون چاه کنعان سوے بازار آورد

لذت عشق اے مهوس بین کم از کشمیر نیست
وصل معشوقه چو خواهی حاصلش جز پیر نیست

سر تسلیم و رضا نه عیب این تدبیر نیست
لمعی هجران عاشق خالی از تاثیر نیست

بلبل صحرانشین را سوے گلزار آورد

بود کار انجم شماری در شب فرقت مرا
نیست غیر از آه و زاری فغان و فرقت مرا

هست با چشم فسون سازش بسے الفت مرا
همچو ریگ شیشه ساعت بهر ساعت مرا

نرگس شهلاے آن شوخ ستمگار آورد

از گنه هرگز نمالم دست مانند نگس
من بپاے پادشاه چشت دارم دسترس

جز غفور و شافع محشر ندارم پیش و پس
نا امید از رحمت حق کار شیطان است و بس

رحمت او عاصیان را سوے دیدار آورد

بسکه در عالم همه حلاج بیش مشهور بود
از مے توحید بیشک وایما مخمور بود

حق رسی حق دانی حق گوئی بحق مذکور بود
آتش عشقیکه پنهان در دل منصور بود

سر برون کرده شرر را بر سر دار آورد

رازِ حق ہے صاحبِ باطن کہ معلوم نیست
در حضورِ پیشگاہِ او کسے معصوم نیست

ہیچکس موقوفِ فضلِ قادرِ قیوم نیست
ہیچکس از بارگاہِ ایزدی محروم نیست

فیضِ عامش بیدلاں را سوئے دلدار آورد

ہر کرا تقدیر رد آورد در صحرائے دون
می نشیند یک نشیمن گاہ در جائے دون

میدہد تعلیمِ عصیاں ہر زمان اعدائے دون
ہر گناہے را سزائے ہست در دنیائے دون

کفر کافر را بگردن طوقِ زنار آورد

عابدم خوانم دعائے یا کریم و یا رحیم
با نیازِ احمدی دریافت صولت مستقیم

عاصیاں را نکہتِ غفران سحر بخشد کریم
زاہداں را طاعت اندر کف بود نزد کریم

خمسۂ غزل

مجرمِ مسکین گناہے پیشِ غفار آورد

چو نورِ ایزدی اظہار گردد
رخِ او مہرِ پرانوار گردد

تہِ بامش پئے دیدار گردد
دلم شیدائے روئے یار گردد

چو بلبل بر گل و گلزار گردد

بعشقِ آن پری رو تم باللہ
ہمیشہ می نمایم نالہ و آہ

کہ زار و ناتوانم چون پرِ کاہ
چو سبزہ میشوم پامال واللہ

خیالِ قامتِ دلدار گردد

حقیقت سے کیا ساقی نے ماموُر
مئے وحدت سے بس سرشار و مخمور

دوئی کو کر دیا بس دل سے ہو دور
انا الحق چون نگویم مثلِ منصور

بچشمِ من کہ شکلِ دار گردد

ہوا تھا قیس لیلےٰ پر جو شیدا
بنا مجنون وہین جنگل بسایا

مجھے ہے عشق کا جب سے کہ سودا
بعشقِ یوسفِ من چون زلیخا

دلم در کوچہ و بازار گردد

دلِ عابد نہ کیوں ہو رامِ اُلفت
کہ کُفرِ عشق ہے اسلامِ اُلفت

ہوا مشہور جبکہ نامِ اُلفت
بشد شاعر اسیرِ دامِ اُلفت

حمزہ غزل
کہ شاعر بردرت ہر بار گردد
علیہ الصلوٰۃ والسلام

مساجد معابد ہین محمدؐ و احد
سبھی ساجدون کا ہے مسجود واحد

ہمہ زندگی مرگ و مولود واحد
کہ جملہ وجودن کا موجود واحد

کئی روح شاہد ہین مشہود واحد

جو گنجِ خفی سے نکل باہر آیا
بخود ذات ہی سے صفت کو بنایا

وہین درمیان میم کا پردہ لایا
احد ہو کے احمدؐ محمد کہایا

ہوا احمد سے اپنی محمود واحد

بہت سخت مشکل ہے راہِ طریقت
سوا پیر کے ہو نہ حاصل حقیقت
جدا کعبہ و دیر ہے گو بصورت
کرین عابدان عبدیت سے عبادت
ہمہ بحر اور بر کا ہے معبود واحد

ہے شیرازہ تیرا پریشان سارا
ترا دل ہے غفلت مین غلطان سارا
سمجھتا نہین تن کو ایمان سارا
نظر تجھکو آتا ہے منڈان سارا
یہ معبود اب جسم و جان بود واحد

سدا یاد مین ہون پریشان خاطر
ہے عابد بہت ناتوان حد سے باہر
اگرچہ جدا ہین مسلمان و کافر
علیم اللہ ہرگز نہ کر راز ظاہر
حقیقت مین سب کا ہے مقصود واحد

جسدم کہ بشر کا تو ہوا واحد و شاہد
بیشک ہے تجھے جان لیا واحد و شاہد
ہے وحدتِ مطلق بخدا واحد و شاہد
ہر شئے مین ہے تو جلوہ نما واحد و شاہد
اللہ رے ترا جلوہ ہے کیا واحد و شاہد

سوسن کا گلستانمین سدا رنگ ہے لالا
اور لعلِ بدخشان سے ہے خوشرنگ مین لالہ
سرسبزی مین ریحان تو زمرد سے ہے بالا
سب رنگ ترے اور ترا رنگ نرالا
تو سب مین ہے اور سب سے جدا واحد شاہد

موسےٰ کو سرِ طور عجب جلوہ دکھایا
بیہوش کیا اُنکو تو پھر ہوش مین لایا

مین راہنما احمدِ مرسل سا ہون پایا
پردہ کو دوئی کے جو درمیان سے اُٹھایا

بے پردہ تجھے دیکھہ لیا واحد و شاہد

ہے خاک سے ہی حضرتِ آدمؑ کو بنایا
اور ختمِ رسالت کو کیا نور سے پیدا

تو خالقِ خلقت ہے یقین جن و ملک کا
تو حُسن مین یکتا ہے تو ہے شاہدِ زیبا

حقّا تجھے کہتے ہین بجا واحد و شاہد

عابد اگر اِک چیز کو دیکھے ہے کوئی تو
احول اُسے کہتے ہین سمجھہ بُوجھتے ہین جو

اِس مقطعِ نادر کو سُنو غور سے دیکھو
جو کچھہ کہ مُحبّت سے ظفر کہتا ہے تجھکو

سچ جان کہ اے بُت ہے خدا واحد و شاہد

ردیفِ ذالِ معجمہ

ہین اُسکے خندۂ نمکین سے جو لب لذیذ
پھیکا کباب دل ہو مرا کیون نہ اب لذیذ

ملتی ہے خوانِ وصل سے نعمت عجب لذیذ
ایسی چشک چکھی نہ کبھی مُنتخب لذیذ

مستِ الست تا کہ رہون بزمِ عشقین
ساقی پلا دے ساغرِ بنت العنب لذیذ

ہر چند تلخ ہو کے مجھے گالیان وہ دے
کہدو نگا مٹھی باتین ہین یہ سب کی سب لذیذ

ہم دُور اور رقیبون کو حاصل ہے سیر سے
خاصہ طعام مجلسِ عیش و طرب لذیذ

عابد کو کھینچ لو درِ دولت پہ یا رسولؐ
طیبہ مین آکے پائیگا وہ بھی رطب لذیذ

اے مرے دلربا دکھا تعویذ
دل ہے چوٹی مین تیری یا تعویذ

داغ ہے سینہ کا کہ تمغہ ہے
یا یہہ سرکار سے ملا تعویذ

نون نگینہ ہیں نورتن کے جڑے
واہ کیا خوب ہے ترا تعویذ

مرے مرنے کے بعد اے ظالم
میری مرقد کا تو بنا تعویذ

ہَولِ دل جس سے کم ہو عابد کا
ارے مُلّا تو ایسا لا تعویذ

جعدِ مشکین مین نہ رکھہ لعل و گہر کا تعویذ
چاہیے تیرے لیے دفعِ نظر کا تعویذ

خوشنما جبکہ نظر آتا ہو نیلا ڈورا
زیب کس طرح نہ دے بازوئے رکا تعویذ

جی مین آتا ہے یہی نقشِ محبّت لکھ کر
بہیجدین آج انہین خونِ جگر کا تعویذ

مہربان مجھپہ جو پایا انہین اعدا نے تمام
کہولکر پہینکدیا بازو کا سر کا تعویذ

نسخہ اوّل

نام عابد کا لیا تو نے دمِ آرایش
وہم سے پہینکین گے مشاطہ وہ زر کا تعویذ

کہاتے ہین اُسکے ہاتہہ سے ہم برگِ پان لذیذ
لایا ایسا میوہ کبھی باغبان لذیذ

برفی سے میٹھی کیون نہ ہو اپنی زبان لذیذ
ہے کیا ہی بوسۂ لبِ شیرین دہان لذیذ

شفتالو ایسے باغِ جہان مین کہان لذیذ

خنجر کی آب کا ترے مین کیا کہون کمال
شربت کا حلق مین ہے مزا دیتا بے ملال

آلگ گئی جو سینۂ سوزان مین ایک بھال
میرے دہانِ زخم سے چھٹنا ہوا محال

قاتل ہے کس قدر تری نوکِ سنان لذیذ

مجنون سا رشتِ عشق کے اندر چنے ہوے
اوڑھے ہے دوشالے درد و الم سے بنے ہوے

اکثر یہ میر با تو نے ہم مین سنے ہوے
کیا رکھے پیشِ غم جگر و دل بھنے ہوے

لاتے ہین سب طعام پے مہمان لذیذ

محبوب اپنا جب سے ہے اک شوخ سبز رنگ
آنکھون پہ چھاے رہتا ہے اپنے خمارِ رنگ

بوسے باشتیاق تو لیتا ہون بیدرنگ
ہوگی سگِ تمہا مین پس از مرگ خوب جنگ

ہین کیا ہی عشقِ لب سے مرے استخوان لذیذ

عابد تجھے گناہ کا اپنے ہے خوف کیا
بیشک شفیعِ حشر ہین محبوبِ کبریا

مداح جان و دل سے تو ہے اُنکی آل کا
دنیا مین تلخ کام ہے ناسخ تو غم نہ کہا

ہونگے تمام میوۂ باغِ جنان لذیذ

ردیفِ رائے مہملہ

لامکان نالۂ دل پہنچے جو اونچا ہو کر
طائرِ سدرہ بھی کیا رعب کیا ہو کر

فکر مے کرتے ہین کیا آپ ہی صہبا ہو کر
ایک قطرہ پہ اڑے جاتے ہین دریا ہو کر

دہر مین آپ نہین رہتے ہین کیا کیا ہو کر
اپنی سیر آپ ہی کرتے ہین تماشا ہو کر

اپنے مُرشد کے جب ارشاد پہ ہے تیرا عمل
خود بخود اُتریگا تو حشر مین سچّا ہو کر

مینے جسوقت سنی آیتِ صُمٌّ بُکمٌ
سہم کر رہگیا یکبارہی گونگا ہو کر

ڈہونڈہتا شاہد اصلی کو ہے کیا آئینہ دان
قافِ قلبِ بشری مین ہے وہ عنقا ہو کر

قیس اب دشت مین مصروفِ انا لیلےٰ ہے
عاشقی کا تو فقط رہگیا چرچا ہو کر

چشمِ دل کہول ذرا دیکھہ قریبِ شہ رگ
ڈہونڈہتا تو ہے اُسے کس لئے اندہا ہو کر

بخدا مُصحفِ رُخسار کا حافظ ہو جا
تاکہ عابد تو رہے دہر مین یکتا ہو کر

ہے کیا غرض مجھے جو کرون مین جہانکی سیر
ہر وقت ہے نصیب مجھے لامکان کی سیر

اِس نالۂ رسا کی رسائی تو دیکھئے
کرتا ہے ہجرِ یار مین یہ آسمان کی سیر

جینے مین مزہ کیا مجھے حاصل ہوا ہے لطف
ہر دم مین کر رہا ہون مین ہر جہان کی سیر

کیا حال ہم بتائین دلِ داغدار کا
کیجے کبھی تو آپ بھی اِس گلستان کی سیر

معلوم ہوگیا ہمین معلوم ہوگیا
عابد کریگا محفلِ پیرِ مغان کی سیر

اس در پہ ہم آ بیٹھے ہین اب گھر سے نکلکر
ہم جائین کہان یار ترے در سے نکلکر

مضطر کبھی نالان کبھی حیران کبھی گریان
آتا تھا کوئی کوچۂ دلبر سے نکلکر

اب دشت نوردی مین گذرتی ہے ہماری
ہم چھانتے ہین خاک ترے گھر سے نکلکر

یون ہوتی ہے ایک ایک مژہ دلسے مقابل
جس طرح سپاہی لڑے لشکر سے نکلکر

اے حضرتِ عابد یہ بتائین تو ہمین آپ
جائین گے کہان کوچۂ دلبر سے نکلکر

منہہ پر ستا نہین گلشن مین یہہ میخوارون پر
سایہ افگن تری رحمت ہے گنہگارون پر

اک گھڑی دم مین ہمین غم سے امان ملتی ہے
مہربان موت ہوئی عشق کے بیمارون پر

واہ کیا جھوم کے آتا ہے ہوا پر بادل
واہ کیا رحمتِ غفار ہے میخوارون پر

محفلِ غیر مین مانا کہ نہ تہا رات کو تو
یہہ جو بوسون کے نشان ہین ترے رخسارون پر

صومعہ مین ہے کہان واعظِ نادان ایسا
دیکھ کیا نور ہے میخانہ کی دیوارون پر

دیکھو اچھا نہین عابد یہہ بُرے ہین اطوار
جان دیتے ہین عبث آپ دل آزارون پر

نہین ہے اچھا غرور اتنا یہ صورت اپنی کہا دکہا کر
کہ تم سے اچھے ہزارون نقشے مٹا دیے ہین بنا بنا کر

کیا برہمن نے بت، ہے ہمکو تو کا جلوہ دکہا دکہا کر
مگر یہ دل کہہ رہا ہے اپنا خدا خدا کر خدا خدا کر

وہ اپنی صورت دکھا گئے ہین وہ ہمکو عاشق بنا گئے ہین
ہین اپنے گھر وہ ہنسی خوشی سے کہ آفتو ہمین ہمین جنا کر

رضا و تسلیم اور کیا ہے یہی تو اے عاشقو مزا ہے
وہ قاتل آتا ہے وار کرنے لو گردن اپنی جھکا جھکا کر

ہوا ہون محو جمال ایسا رہا شب وصل ہی تو بیخود
وہ جانتے ہین یہ سو رہا ہے اُٹھا رہے ہین جگا جگا کر

نثار پروانہ شمع پر ہے تو اوس کی پروا نہین ہے ہمکو
کرینگے اُس شمع رو پہ قربان ہم اپنے دلکو جلا جلا کر

مری ہے خاطر کچھ اُسکو ایسی پسند کوئی جگہ نہین کی
نہ عرش پر ہے نہ فرش پر وہ رہا مرے دلمین گھر بنا کر

پڑی ہے عابد یہ مشکل ایسی بہان خموشی کو فرض جانو
جو چاہون کہدون مین راز اُنکا وہ مار ڈالین گلا دبا کر

دل پر جو پڑا عکس اُنہی یار کی تصویر
عشاق کے سینہ مین ہے دلدار کی تصویر

غفار مصور ہے ہمین خوف گنہہ کیا
بول اُٹھے گی منہہ سے یہ گنہگار کی تصویر

اے برہمنو صورت بے مثل کو پوجو
یہہ خاک مین مل جائیگی احجار کی تصویر

اس صورت زیبا کو تو زیبا ہے یہی گھر
آئینہ دل مین رہے دلدار کی تصویر

بازار کے نقشون سے ہمین کام نہین ہے
ہو شاہ دکن کے کوئی دربار کی تصویر

مکاری مکار کو سمجھا نہ تہا عابد
اب ذہن نشین ہو گئی مکار کی تصویر

اِتنا گھمنڈ زندگی مستعار پر
یہہ نخوت و غرور ہے کس اعتبار پر

افشا نہین ہے اُس بُتِ غفلت شعار پر
صدمے جو ہین مرے دلِ اُمیدوار پر

پڑتا ہے عکس تیرے جو گالون کا ساقیا
جوبن ہے آج اور مے خوشگوار پر

اب جان ہی بچیگی نہ اُس دامِ زلف سے
قبضہ تو کر لیا ہے دلِ بیقرار پر

بے سوچے سمجھے یون جو ہوا اُسکا شیفتہ
افسوس ہے مجھے دلِ ناکردہ کار پر

صیّاد عندلیب کو کرتا ہے کیون ہلاک
ہین اِس غریب مین تو فقط تین چار پر

عابد نہ مجھ سے پوچھہ مرے دل کا حال تو
مین مر رہا ہون ایک بُتِ پردہ دار پر

مری قسمت ہے یہ مری تقدیر
ہجر مین مین ہون اور تری تصویر

ترے کوچہ کی خاک کے آگے
مرے نزدیک خاک ہے اکسیر

سب کے آنکھون کا ہے تو نورِ نظر
کون کرتا نہین تری توقیر

سحر آمیز ہے نگاہ تری
اِک اشارہ مین کر لیا تسخیر

ناز و انداز مین حسینون مین
کون تیرا زمانہ مین ہے نظیر

دونون زُلفون کی ہے اندھیری رات
اُس مین رُخ کی ہے مہر کی تنویر

اُس کو لایا نہ راہ سے گھر تک
دلِ نادان کی رہ گئی تدبیر

بے سبب رنج کا سبب نہ کہلا
کیا خطا کی تہی مین نے کیا تقصیر

تیرے دُشمن کے واسطے عابد
ہوگیا حُکم بنتی ہے زنجیر

آنکھون کی سرشک اور صدف مین ہین گہراور
دُر کی ہے جلا اور مرے لولوے تر اور

اب تخمِ محبت کا تری بویا ہے دل مین
اے رشکِ چمن پائین گے ہم اسکے ثمر اور

نسبت نہین لیلےٰ کو مرے حُور لقا سے
جنگل کا درخت اور ہے جنّت کا شجر اور

تم عرش پہ کیون جلوہ نُما ہوا دھر آؤ
دلمین ہو میرے ہے یہہ گہرا اور وہ گہر اور

منہہ پھیر کے کیون جاتے ہو تم صبحِ شبِ وصل
دیکھو تو مجھے مڑکے اِدہر ایک نظر اور

دل چھلنی ہے یان پہلے ہی سے تیرِ نظر سے
کیون باندہی ہے چور نگ لگانے پہ کمر اور

کب داغِ دلی کم ہے سُہیلِ یمنی سے
یاقوت سے رنگین ہے مرا لخت جگر اور

لذّت وہی جانے کہ جو لے بُوسۂ جانان
شیرینیٔ لب اور ہے اور شہد و شکر اور

اوّل تو ترے گیسوئے پُرخم نے پھنسایا
ہے واسطے دل لینے کے دُزدیدہ نظر اور

زاہد کو پیے حور ہے، فردوس کی خواہش
دیکھو ذرا غور سے ہے وضعِ بشر اور

یہہ شعبدہ بازی ہے عجب آپ کی صاحب
صورت کو دکھا دیتے ہین شام اور سحر اور

عابد کی جو خواہش ہے وہ صورت نہین بنتی
اِک بار تو دیکھا ہے کئی بار مگر اور

تری قُدرت سے ہے جہان معمور
اِسکو سمجھے بشر کا کیا مقدور

نہین کونین کی خبر ہم کو
اپنی حالت مین آپ ہین مسرور

کیون انا الحق کہا یہہ تہی کیا بات
راز کیون فاش کر دیا منصور

جُہلا ہاے تجکو کیا جانین
اُن کی آنکہون سے تُو تو ہے مستور

کُلُّ شَیْءٍ مُحِیط جس نے کہا
ہے یہ کونین مین اُسی کا ظہور

اور کچہُہ مدّعا نہین میرا
اِک نگاہِ کرم ہو مجہُپہ ضرور

شیخ کعبہ چلا برہمن دَیر
جستجو ایک ہی کی ہے منظور

چار دن کی یہ مکر چاندنی ہے
حُسن پہ اپنے تو نہ ہو مغرور

بندۂ باوفا ہون عابد ہون
کیون بلاتے نہین ہو اپنے حضُور

ہین امیر المومنین حضرت عمرؓ
باعثِ افشائے دین حضرت عمرؓ

پیش گوئی کی ہے مثلِ وحیٔ حق
ناطقِ حق ہین یقین حضرت عمرؓ

پانُون رکہہ سکتا نتہا شیطان وہان
جب کبہی جاتے کہین حضرت عمرؓ

میرے دل مین ہے محبت جاگزین
ہین مرے دل کے مکین حضرت عمرؓ

مجہُہ سے کیا تعریف ہو عابد بھلا
ہین انیسِ شاہِ دین حضرت عمرؓ

یار ملتا ہے کہان تجھکو مگر پیدا کر
آنکھہ کے ملتے ہی بس دل ہی مین گھر پیدا کر

وہ تو ہرجائی ہے ڈھونڈیگا کہان تو اُسکو
شش جہت چھوڑ دے اب یار کا در پیدا کر

نجد کے دشت پہ موقوف نہین اے مجنون
ہر جگہ ہے تری لیلےٰ تو نظر پیدا کر

چاہتا وصل ہے۔ واصل سے ملا کر دایم
شوقِ پرواز جو دل مین ہے تو پر پیدا کر

ہستی و نیستی باہم ہین ذرا دیکھ تو لے
ہو عدم ہستی مین ہستی کا ثمر پیدا کر

شکلِ آدم نظر آتے ہین جہان مین لیکن
کہتے انسان جنہین ہین وہ بشر پیدا کر

شیرنی ہی شیرین ہے فرہاد یہ فریاد ہے کیا
باخبر ہو کے ذرا اس کی خبر پیدا کر

عاشقِ حسنِ ازل حسن پہ شیدا ہے اگر
ڈھونڈکر کوئی حسین رشکِ قمر پیدا کر

چھوڑ دے لذتِ دنیا کو اگر ہے عاشق
لطف ہے آم مین املی کا اثر پیدا کر

بیج بوئے ہین ترے حکم پہ مینے سارے
شاخ اُلفت کی ہو جسمین وہ شجر پیدا کر

کیمیا نسخۂ اکسیر ہے تو خود عابد
عشق سچا ہے تو پھر خاک سے زر پیدا کر

نظر جمتی نہین دم بھر کسی کے روئے روشن پر
لگی رہتی ہین کیون آنکھین ہماری روئے گلشن پر

عدو سے مجھسے جب اَن بن ہوئی وہ چلمنے اُٹھکر
نہ اوسکا خون گردن پر نہ میرا خون گردن پر

ذرا دیکھو تو کیا اونچا ہوا نخچیر کا رتبہ
اُٹھا کر لیچلا صیاد اُسکو پشتِ توسن پر

ہزارون بار مقتل مین یہ ہمنے آزمایا ہے
کہ تیغ ابروے قاتل بڑی ہے تیغ آہن پر

تجھے دیکھا تو پروانے نے شمعین شمع کو چھوڑا
نظر پڑتی نہین بلبل کی دنمین صحن گلشن پر

ہماری تاک مین صیاد تہا آخر نظر پہنچی
بہت ہی ناز تہا ہمکو عبث اپنے نشیمن پر

خدا کو یاد کرتا ہون عبادت ہے یہی عابد
نظر پڑتی ہے جب بیساختہ اُس بت کے جوبن پر

مبارکبادی جشن جوبلی اعلیحضرت حضور پرنور بندگانعالی متعالی مظلہ العالی

واہ کس رنگ سے کس روپ سے آئی ہے بہار
سبزہ پوشان چمن کا ہے نرالا ہی نکہار

پتے ہلتے ہین تو ارگن کی صدا آتی ہے
ڈالیان جھومنے لگتی ہین خوشی سے ہر بار

آج چلتی ہے ہوا ہی تو بہت تھم تھم کر
ابر گہرتا ہے تو پڑ جاتی ہے ہلکی سی پہار

ٹپکی پڑتی ہے دماغون سے ہی اتی تقریح
کہ ہوا جاتا ہے ہر شخص کا چہرہ گلنار

حیدرآباد مین یہ دھوم مچی ہے کیسی
عید کا سا نظر آتا ہے سمان ہر اک بار

کیون نہ ہو آج مرے شاہ کی ہے سالگرہ
آئینہ بند ہر اک کوچہ ہے ہر اک بازار

شاہ وہ شاہ کہ ہے غیرت شاہان زمن
شاہ وہ شاہ کہ ہے عالی ہمم عالی وقار

آج وہ دن ہے کہ تہی جس کی مسرت ہمکو
آج وہ دن ہے کہ تہی جس کی خوشی لیل و نہار

صدق دل سے مین سناتا ہون مبارکبادی
مل کے آمین کہین اس پہ سب اہل دربار

جوبلی کا ہو تجھے جشن مبارک اے شاہ
ہو اسی طرح ہر اک سال گرہ بھی ہر بار

شرق سے غرب پہنچ جاے گرہ کا ناڑا
اتنی گرہین ہون کہ عابد سے نہو جنکا شمار

قطعہ

گر جلوۂ یار دیکھنا ہے منظور
تو جان لے کوہ دل کو ہم رتبۂ طور

واہو تی ہین یکبار جو چشم باطن
ہو جاتا ہے منکشف سبھی نور ظہور

قطعہ در وصف معتمد صاحب صرفخاص

کام ہوتے ہین عدل و نصفت پر
کیون نہ خوش ہو ہر ایک فرد بشر

دہوم ہے صرف خاص مین عابد
معتمد ہین ہمارے مرشد ہر

پے نظارہ جا سوے گلزار
گل بشگفتہ ہین ہزار ہزار

دیکھتا ہون تو ہے عجیب بہار
جمع عشاق و خندۂ بسیار

ہے مثل یک انار و صد بیمار

کوے دلدار مین جو مین پہونچا
رفتہ از خود ہر ایک کو دیکھا

نقد دل سے سبھی ہین بے پروا
دیکھئے کس طرح بنے سودا

یک دکان عشق حسن صد بازار

وصل مین تو نہ مارین دم ہرگز
کرین تقریر کچھہ نہ ہم ہرگز

اور نہ بے کاغذ و قلم ہرگز
ربط رکھتے ہین ہم بہم ہرگز

معنی کم ہے عبارتِ بسیار

مُرغِ دل یہ کہان کہان جائے
دانۂ خال اپنا دکھلائے

زلف والا جو اُس کو بُلوائے
پھیر کس کس کو دام مین لائے

ایک صید اور شکار و موت ہزار

بسکہ مُشکل رہِ حقیقت ہے
دیکھہ عابد یہ جاے عبرت ہے

گرد مِ ہُو بہرین ہُویّت ہے
اے سخن یان مقامِ حیرت ہے

جلوہ یکتا و کثرتِ اظہار

خمسہ غزل خداوند نعمت اعلےٰحضرت حضور پُرنور بندگانعالی متعالی مظلّہ العالی

شریعت کے چمن مین سیر کر تو باوفا ہوکر
طریقت کی جو لیتا ہے تو مِل حق مین فنا ہوکر

رہا کر بیخودی کے شہر مین بس باخدا ہوکر
رہیگا چین سے کب تو کسی کا آشنا ہوکر

بہت پچھتائیگا ظالم ارے تو بیوفا ہوکر

اِسی اِک بات پر ایمان اب ہم سبکو لانا ہے
یہہ منزل چھوڑ کر پھر آخرت منزل کو جانا ہے

اگر عاشق ہے تو اپنا کسی کو کیا منانا ہے
ارے ظالم قیامت مین خدا کو منہہ دکھانا ہے

نہ کر غیرون سے تو اُلفت کسی کا آشنا ہو کر

ستاتا ہے عبث عشاق کو اس سے ہے کیا حاصل
ذرا تو سوچ لے ظالم گھڑی بھر بہر تو جا عادل

ترے ہمرہ رہونگا ہر گھڑی ہر حال مین شامل
چھوڑانے سے نہ چھوڑونگا یہ کہدیتا ہون مین قاتل

لہو میرا رہے گا ہاتھ مین رنگِ حنا ہو کر

ڈراتا کیون ہے اے واعظ مقرر ہون ہدایت کا
کہ خائف ہون بیان سنکر ہمیشہ قولِ سولت کا

مجھے عابد بھروسہ ہے محمد کی شفاعت کا
تجھے کیا خوف ہے آصف بھلا ورفیامت کا

تجھے لیجائینگے جنت مین حضرت رہنما ہو کر

ردیفِ زاے معجمہ

بھولے سے بھی وہ بت ادھر آیا نہ کسی روز
چہرہ بھی کبھی اپنا دکھایا نہ کسی روز

مین نالہ زنان صورتِ بلبل ہون ہمیشہ
کیون غنچہ لب اُسنے کہلایا نہ کسی روز

عاشق کو نہ فرمایا زبان سے کبھی ایسا
احوالِ دلِ زار سُنایا نہ کسی روز

دُشنام ترے منہ سے تو کھاتے رہے روز
پر بوسہ عارض ترا پایا نہ کسی روز

اے حضرتِ دل رحم تو آجاے صنم کو
یک نالۂ پُرسوز مچایا نہ کسی روز

بیتابی دل اپنی ہے ہر روز زیادہ
دکھلائی دیا اپنا پرایا نہ کسی روز

عابد سے سخندان و سخن سنج ہین کہتے
تم نے تو کلام اپنا سنایا نہ کسی روز

دیکھا نہین ہمنے تو اس انداز کا انداز
اُس شوخ کو آتا ہے یہ کس ناز کا انداز

معبود کہین ہے تو کہین صورتِ محبوب
دیکھے کوئی اُس یارِ فسون ساز کا انداز

کیا بھید ہے کیا بات ہے اے قاصدِ دان
کچھہ آج الگ ہے تری آواز کا انداز

باتون پہ مرے جاتے ہین عشاق ہزارون
دیکھو تو لبِ صاحبِ اعجاز کا انداز

سر پھوڑتے ہو تم درِ دلدار پہ عابد
دیکھا نہین ایسا کسی جانباز کا انداز

مرے دل مین آتے ہین مہمان شب و روز
غم و درد و اندوہ و ارمان شب و روز

رُخِ صاف دیکھون کہ زُلفِ سیہ کو
یہی ہے مرے دل مین ارمان شب و روز

تری زُلف کی یاد مین اے ستمگر
مین رہتا ہون اکثر پریشان شب و روز

وہ نیرنگیان ہین ترے زُلف و رُخ کی
ہوئے جاتے ہین جسپہ قربان شب و روز

جدائی مین عابد کی کب چین پایا
تڑپتے ہی گزری مری جان شب و روز

کوئی کیا جانے کہ کیا ہے روضۂ بندہ نواز
کعبۂ صدق و صفا ہے روضۂ بندہ نواز

مقبلون اور عاشقون کی آنکھہ سے دیکھے کوئی
باغِ رضوان سے سوا ہے روضۂ بندہ نواز

زاہدون کو خلد ہے اور عابدون کو بہشت
دیکھنا کیا پُر فضا ہے روضۂ بندہ نواز

جب کوئی آیا یہان دل کی مرادین ملگئین — واہ کیا حاجت روا ہے روضۂ بندہ نواز

کیون نہ بیمارانِ درد لادوا آئین یہان — سن لیا دار الشفا ہے روضۂ بندہ نواز

ہر طرف سے آرہے ہین لوگ اس دربار مین — مرجعِ عالم ہوا ہے روضۂ بندہ نواز

جو گیا افسردہ خاطر غنچۂ دل کہلگیا — کچھ عجب فرحت فزا ہے روضۂ بندہ نواز

قافلے ہر ملک سے ہر روز آتے ہین یہان — واہ کیا مہمان سرا ہے روضۂ بندہ نواز

آنکھ پڑتی ہے ہر اک فرد بشر کی شوق سے — منظرِ شاہ و گدا ہے روضۂ بندہ نواز

مضطرب مضطر پریشان سبکو حاصل ہے یان — ایسی کچھ تسکین کی جا ہے روضۂ بندہ نواز

غزل

اب کہان جاؤن مین عابد اسجگہ کو چھوڑکر — میرے دل کو بھا گیا ہے روضۂ بندہ نواز

نرگسِ چشمش مرا یاد ست بیمارم ہنوز — طاقِ کعبہ ابروش را و نظر دارم ہنوز

در خیالِ زلفِ او در بندِ زنارم ہنوز — خون بتن شد مشک دریابش نزارم ہنوز

آبروے لعل ریزد چشمِ خونبارم ہنوز

بتہر از خورشید انور ہے جو روے سیمبر — کہکشان کو رشک اُسکی مانگ کا ہے سر بسر

سرو شمشاد و صنوبر ہے خجل قد دیکھکر — شد قیامت بر سر عشاق از ان قامت نگر

فتنہ برپا می کند رفتارِ دلدارم ہنوز

ایک لحظہ یاد مین تیری نہین پڑتی ہے کل
ہے مدامی عشق کے ہاتھون گرانبارِ عمل

ہو رہا سرمست اُس کوچہ کے اندر بے خلل
از مئے عشقِ تو خوردم جرعۂ روزِ ازل

زان سبب در نشّۂ ایجاد سرشارم ہنوز

بس حرم مین جامۂ احرام پوشاکِ حریر
مجھکو تو مطلق نہین ہے خواہشِ تاج و سریر

اور کنشت و دیر مین بھی دل سدا گمگشتہ سیر
گرچہ پُر توحید اسلام است اقرارم بگیر

نیست از شرک و نفاقِ کفر انکارم ہنوز

کرتے ہین اے دوستو پیوستہ ہم مشقِ سخن
چاہئے شعرا کو ہووے دمبدم مشقِ سخن

کہتا عابد ہی نہین کچھ مجھکو کم مشقِ سخن
مدتے شد ہمچو شاعر میکنم مشقِ سخن

قابلِ تحسین نشد افسوس اشعارم ہنوز

غزل

طیورِ بادِ بہاری کرے ہے پھر پرواز
نوید نامیہ بخشے ہے در عراق و حجاز

شگفتہ ہے گلِ نرگس بچشمِ عشوہ طراز
صبا بمقدمِ گلِ راحِ روح بخشد باز

کجاست بلبلِ خوشگو برآورد آواز

نہ ہوگا تیرا مقابل ازل سے تا بہ ابد
ترے خرام سے کبک دری کرے ہے حسد

ترے ہی ہاتھ مین جاگیرِ حسن کی ہے سند
چو غنچہ سرِ دہانت کجا نہان ماند

دل مرا کہ نسیمِ صباست محرمِ راز

سیاہیٔ شبِ ہجر پا گیا ہے رُوز
بسینہ داغِ تجرّد ہے رشکِ دل افروز

دیارِ عشق مین ہے بیقراری دلکی ہنوز
چہ حلقہا کہ زدم بر درِ دل از سرِ سوز

ہنوز صبحِ وصالِ تو در شبانِ دراز

ہوا مین حُسن پہ تیرے فریفتہ جسدم
بسانِ زُلفِ بُتانِ جہاں ہے مرا دہم

مثالِ شیر و شکر دل سے دل ہوگیا ہم
شبِ وصالِ تو از بختِ خویش خواستہ ام

کہ با تو شرحِ سرانجام خود کنم آغاز

بعلمِ عشقِ حقیقی ہو منتہی حافظ
رکہے بعابد و معبود و ہمسری حافظ

لسانِ غیب تہین کہتے ہین سبہی حافظ
ز شوقِ مجلسِ آن ماہ خرگہی حافظ

گرت چو شمع جفا ے رسد بسوز و بساز

ردیفِ سین مہملہ

اپنا تنِ گل خوردہ ہے یا پیکرِ طاؤس
ہر داغ کو دیکہو تو ہے مثلِ پرِ طاؤس

دو دو دلِ عاشق جو بگولہ سا ہو رقصان
خجلت سے جُہکے پاؤن کی جانب سرِ طاؤس

عارض پہ خطِ سبز مین اُسکے ہے عجب حال
رکہا ہوا قرآن مین ہو جیسے پرِ طاؤس

آہون کے دہوین مین دلِ پُر داغ ہے لرزان
ہوا مین جسطرح سے شور و شرِ طاؤس

صد پارہ ہوا جب دلِ گل خوردہ عاشق
عالم کو نظر آنے لگا شکرِ طاؤس

کب تاج کے رکھنے سے گدا ہوگا شہنشاہ
ہو تاجِ خروسی نہ کبھی افسرِ طاؤس

اے عابد اگر دیکھے تو اندر کو غش آوے
ہے رقصِ پریزاد یہان ہمسرِ طاؤس

ایدل نہ ڈھونڈ باغ و بیابان کے آس پاس
ہے یار تیرا تیری رگِ جان کے آس پاس

آئی بہار غنچہ و گل ہین شگفتہ سب
جو قیں ہین بلبلون کی گلستان کے آس پاس

اپنی شبِ فراق کا احوال کیا کہون
تنہا دو دِ آہ نالۂ سوزان کے آس پاس

ہے ہمکلامی طور پہ منظور یار سے
ذکرِ خفی بقلب رہے جان کے آس پاس

کعبہ کا گر طواف ہے منظور شیخ کو
ہو گردِ راہ مرشدِ ذیشان کے آس پاس

محشر کا خوف ہو تجھے عابد تو یاد رکھہ
رہنا شفیع و ناصرِ ایمان کے آس پاس

رہنے دو مجھکو مرے یارِ طرحدار کے پاس
مین نہ جاؤن کبھی ہرگز کسی سردار کے پاس

دیدہ ہے آنکھون کی ہر چند کہ رخسار کے پاس
مسکن اپنا ہے بنایا تری دیوار کے پاس

ناصحا اپنی نصیحت سے نہ لیجے کچھہ کام
آپ کی چل نہ سکیگی کسی ہشیار کے پاس

گل گلستان مین ہین اور خار بہت صحرا مین
ہم رہا کرتے ہین بس کوچۂ دلدار کے پاس

ذکر حج ذکر نماز اور رہے صوم رمضان
اب سوا اسکے ہے کیا زاہد دنیا دار کے پاس

فائدہ کچھہ نہین عابد ترے سمجھانے مین
بیعتِ دست ہے مجھکو اُسی شہ کے پاس

ہم کیا بتائین آپ کو کیا ہے ہمارے پاس
کافی ہے بس یہی کہ خدا ہے ہمارے پاس

بیمارِ عشق جو ہین چلے آئین شوق سے
اِک آزمودہ اسکی دوا ہے ہمارے پاس

ہم جسکو دیکھتے ہین وہی ہے نگاہ مین
عاشق ہین جسکے ہم بخدا ہے ہمارے پاس

دل آئینہ بنا رُخِ جانان کی یاد مین
بے مصقلے کے ہوتی جلا ہے ہمارے پاس

شاہِ دکن پہ شاہِ اُمم کی رہے نظر
عابد یہی تو ایک دعا ہے ہمارے پاس

ذاتِ اقدس دیکھہ لے دم ہو تو اپنے دم کے پاس
کیون بہٹکتا ہے تو پھر اپنے ہی ہمدم کے پاس

کہدو یہ جرّاح سے ہم زخمیٔ تیغِ ادا
مر ہی جائین تو نہ جائینگے کبھی مرہم کے پاس

پان کا لا کہا جائین اس لبِ رنگین پہ آپ
چاہیے یاقوت بھی اِس لعل گون خاتم کے پاس

آنکھہ ہے مخمور اُس کی اور رہین خمدار ہین
خُم ہین دو رکھے ہوئے محراب ہی کے خم کے پاس

مقتضائے وقتِ نادانی کہون غفلت کہون
کیا بجز گندم نہ تھا دانا کوئی آدم کے پاس

آپکی دریا دلی کی اک نظر بس ہے حضور
خاص فدوی ہو کے پھر کیا جاؤنگا خاتم کے پاس

راتدن اچھے گذرتے ہین خدا کا شکر ہے
کیا غرض عابد کو جائے کیون وہ رنج و غم کے پاس

جاہلون کو ہے جو دنیا کی ہوس
عقل والون کو ہے عقبیٰ کی ہوس

نام کا ہے زاہدون کو بھی خیال
چھوڑتی ہے کس کو دنیا کی ہوس

کیا بہار آئی ہے پھر گلزار مین
ہوتی ہے کیون دل کو صحرا کی ہوس

آرزو پوری ہو یہ ممکن نہین
ہاے ہم نے کی بھی تو کیا کی ہوس

ترک تم خود ہی کرو عابد اُسے
تم کو چھوڑے گی نہ دنیا کی ہوس

غزل

کان لعل بے بہا کا کیون رہے گوہر کے پاس
ہاتھ کٹ کر آ پہنچے ہے اُسکے کان کے زیور کے پاس

ہے ستارہ کی چمک دیکھو مرے انور کے پاس
آبلہ پیدا ہوا داغ دلِ مُضطر کے پاس

چاہیے تھا واقعی شیشہ بھی ہان ایسا غر کے پاس

زُلف کے پھندے مین ہے محبوس کب سے جانِ زار
تیغ ابرو کا دلِ مجروح پر چلتا ہے وار

سنجد مین مانندِ مجنون عشق سے ہو بیقرار
متصل رکھا ہون دل کے جب سے مین تصویر یار

اور ہی صورت کا جلوہ ہے خدا کے گھر کے پاس

لاکھ یہ سمجھاتے مناتے ہین احبا سب مجھے
آبِ صلت کی بڑی ہے تشنگی کیونکر بجھے

عشق کی دُھن مین بھلا کہنا کسی کا کب سمجھے
دل عبث ہمنے دیا ہے اے بُتِ کافر تجھے

لعل کی کیا قدر ہو جب تجھسے ہو پتھر کے پاس

شیفتہ ہے عارضِ گلگوں کا اُسکے یکجہان
تیزیٔ نوکِ مژہ سے کرتے ہین سب لامان

چاہ مین چاہِ ذقن کی غرق ہونگے ناگہان
زُلف کے کُشتہ کا تیرے ہے جہاں مدفن میان

جا نہین سکتا کبھی کا لبھی ہمارے ڈر کے پاس

مطلعِ عابدؔ جیسے مطلعِ مہرِ منیر
مرثیہ گوہین انیس و مونس و اُنس و دبیر

آتش و آتش غزل مین ذوق و مومن بے نظیر
آفرین تجھکو ظفر ہو کیون نہ شاگردِ نصیر

اِس غزل کو جا کے پڑھ ہر ایک دانشور کے پاس

ردیفِ شین معجمہ

بجدہ ہزار طور سے اظہار کی روش
ہے کیا ہی مشتہر بجہان یار کی روش

معدوم کر دیا ہے ہمارے مزار کو
ہے اے صنم غضب تری یغما رکی روش

چاہین گے عاصیون کی شفاعت رسولِ حق
محشر مین پاکے رحمتِ غفار کی روش

ظاہر پسند لوگ کہان کرتے ہین پسند
منظورِ اہلِ دل ہو جن اشعار کی روش

معلوم کس طرح سے ہو ظلم و ستم کی چال
ہے میٹھی میٹھی آپ کی گفتار کی روش

سُنکر مرا کلام یہ کہتے ہین لوگ سب
صاف اِس مین پائی جاتی ہے شہوار کی روش

لہو و لعب مین گذریگی عابدؔ تمام عمر
ہے یون ہی اپنے طالعِ بیدار کی روش

ہر چند ہے خوش طالعِ بیدار کی گردش
ہے آفتِ جان چرخِ ستمگار کی گردش

دیکھی جو تری نرگسِ بیمار کی گردش
یاد آگئی میخانہ مین سرشار کی گردش

ہے مستعدِ قتل تری جنبشِ ابرو
گویا بہ گلو خنجرِ خونخوار کی گردش

جیسے کہ تمہین دیکھا ہے کچھہ ہوش نہین ہے
لپٹی ہے مجھے زلفِ شکندار کی گردش

حاصل مجھے آرام ہو کس طرح الٰہی
ہوتی نہین موقوف دلِ زار کی گردش

از بہرِ خدا بام پہ یک بار تو آجا
ہے روز سراک طالبِ دیدار کی گردش

گلگشت مین ہے گلشنِ عرفان کے عابد
ہوتی ہے جہان صاحبِ اسرار کی گردش

کون سنتا ہے یہان شور و فغانِ درویش
قہر درویش ہے مشہور بجانِ درویش

ہے فریدون سے فزون شوکت و شانِ درویش
کاویانی ہے درفش آہِ نشانِ درویش

بام اور قصر سے مطلق نہین کچھ کام اُسے
جس جگہ رات ہوئی ہے وہ مکانِ درویش

نور تن کی نہین کچھہ قدر ہے اُسکے نزدیک
ہو گیا جسپہ عیان رازِ نہانِ درویش

رتبہ و جاہِ تو انگر سے سوا ہے عزت
کوئی عالم مین نہین مرتبہ دانِ درویش

بخشدے چاہے جسے دولتِ دین و دنیا
رفعت و جاہ ہے پیوستہ زبانِ درویش

عابد اکثر یہی ہوتے ہین مجیب الدعوات
پُر اثر ہوتی ہے ہر وقت زبانِ درویش

ہوتا نہین دل سے مرا دلدار فراموش
گریہ ہو تو ہو جاؤنگا مین یار فراموش

وہ فتنہ ہین اِس مین کہ ہر اک شخص کے دل سے
کر دیگی قیامت کو یہ رفتار فراموش

کیا وجہہ کہ اُس شوخ ستمگار کے دل سے
اک لحظہ بہی ہوتے نہین اغیار فراموش

ہوگا نہ ہوا ہے کبہی اے غیرتِ خورشید
کر دین جو تجہے تیرے پرستار فراموش

مجکو بہی کبہی یاد تو کر اے بُت خود کام
ہو مجہہ سے نہ اسطرح سے ہر بار فراموش

مجہسے ہین ہزارون تمہین تم ایک ہو مجکو
مجکو نہ کرو اے مرے سرکار فراموش

عابد کی خبر لی نہ پسِ مرگ بہی افسوس
کچہہ ایسا ہوا وہ بُتِ عیّار فراموش

نہین ہے اور کوئی گہر کی تلاش
مجکو کافی ہے تیرے در کی تلاش

اے مرے سیمتن ترے عاشق
کہین کرتے ہین سیم و زر کی تلاش

تجکو ڈہونڈا تو کیا بُرائی کی
کیا بشر کو نہین بشر کی تلاش

اُسکے تیرِ مژہ کو رہتی ہے
کبہی دل کی کبہی جگر کی تلاش

خانۂ عشق کی ہے منزل دُور
فرض و واجب ہے راہبر کی تلاش

مر گئے اُس کی جستجو مین ہم
ہو گئی خاک عُمر بہر کی تلاش

ہم عدم کو چلے گئے آخر
کرتے کرتے تری کمر کی تلاش

عرش پر فرش پر اُسے ڈھونڈو
ہو اُودہر کی کبھی ادھر کی تلاش

اب مرے گھر وہ روز آتے ہین
اب نہین مجکو نامہ بر کی تلاش

اب ملا ڈھنگ اُسکے ملنے کا
تھی وہ ناکام پیشتر کی تلاش

جستجو اور کچھ نہین عابد
صرف ہے شوخ سیمبر کی تلاش

کس جا کہان نہ کی گئی دلدار کی تلاش
افسوس رایگان گئی سب یار کی تلاش

پھرتا ہون گرد باد کی مانند دشت مین
آٹھون پہر ہے مجکو اُسی یار کی تلاش

جز تیرگی ملی نہ ہمین اس جہان مین
ہم کر کے تھک گئے ترے انوار کی تلاش

اُس بُت کے شوقِ دید مین افسوس اب ہمین
کرنی پڑی ہے خانۂ اغیار کی تلاش

مسجد مین رہ کے حضرتِ عابد کرینگے کیا
اب آپ کیجے کوچۂ دلدار کی تلاش

جس طرح سے بُلبل کو ہو گلزار کی خواہش
ہے دلکو مرے کوچۂ دلدار کی خواہش

ہے شوق کسیطرح تجھے یاد کرین ہم
تسبیح کی خواہش ہے نہ زنّار کی خواہش

فرقت مین اُٹھاتا ہون مصیبت پہ مصیبت
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے آزار کی خواہش

مجبوری سے رہتا ہون مین سرکار کن مین
جاتی نہین دل سے ترے دربار کی خواہش

خمسۂ غزل	حاضر ہے شفاعت طلبی کے لئے عابد کیا پوچھتے ہین آپ گنہگار کی خواہش	حضرت شیخ ناصر علی
نمودہ ناتوان عشقِ میانش دلِ من ہست زیبا ترمکانش		سرم بادا بسنگِ آستانش مرا باید تکلم از زبانش
کہ تا بینم تبسم از دہانش		
کہون کیا مین بافضالِ آلہی ہوئی زیبا بسر ہے کج کلاہی		بلطفِ حضرتِ ختمی پناہی گدائی رفت آمد بادشاہی
پئے توقیرِ گنجِ کامرانش		
سلیمانِ زمانہ دل ہوا خود سراسر خط کے مضمون ہین تواردُ		ہوا ہے نامہ برا پنا تو ہُدہُد جنون پیوندِ دلقِ عشقِ من شد
بدوزم از زمین تا آسمانش		
کنچا ہے نالۂ سوزان کا اِک مد ہے بھڑکا ایک شعلہ دلمین بیحد		صدا اِک راگ کی دیوے بن پد تمامی خرمنِ ہستی بسوزد
چو موسیقار گردد آشیانش		
صدائے لحنِ داؤدی بظاہر		ہوا عابد پہ جس دم فیضِ ناصر

[illegible] ہوا اُسکے ماہر	باخفا نغمہ می کرد شاعر

تمہید

عیان بنمود معنی داستانش

ہم کرتے ہین کب کوچہ دلدار فراموش	بُلبل سے ہو کیونکر رہِ گلزار فراموش
ہین دیر و حرم کافر و دیندار فراموش	دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
بہہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش	
ہین مملکتِ عشق کا بیشک ہون شہنشاہ	مجنون کیطرح دشت کی مین ڈہونڈتا ہون راہ
اپنے سے ہون گم ہوگیا اور یاد مین ہے آہ	بہولے نہ مرے دلسے مرا نالۂ جانکاہ
نالہ نہ کرے مُرغِ گرفتار فراموش	
زنہار خبر ہم کو نہین اپنے ہی تن کی	آگاہی نہین رکہتے کسی مکر کی فن کی
ہے قیس کی سی شکل بنی شیفتہ پن کی	دلسے نہ گئی آہ ہوس سیرِ چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش	
ہے کون مرا یار طرحدار ترے بن	یہ حُسن ہے یہ قامت و خُلق ہے یہ سن
دن رات مرے حقین ہے اور رات ہے جون دن	بہولا پہر و مہین آپ کو یک عمر سے لیکن
تجہکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش	
فُرقت کے دنون مین مجہے خوش آیا ہے صحرا	نالہ بزبان آہ بلب رہتا ہون تنہا

اشک آنکھونمین عابد کی ہین جیسے دُرِ یکتا
دلدار سے کسطرح مجھے خالی ہو سودا

وہ ناشنوا حرف ہین گفتار فراموش

ردیفِ صادِ مہملہ

ہمسے یون کہتا ہے وہ یار ہمارا اخلاص
گرچہ ظاہر نہین باطن مین ہے سارا اخلاص

وحشتِ دل کے سبب وحشی صحرا ہوے رام
نجد مین قیس سے رکھتا تھا چکارا اخلاص

ہے عدو اپنا کمینون کو سمجھتا ہے جو دوست
گرچہ وہ دیکھنے کو رکھتے ہین پیارا اخلاص

کھیل زر کا ہے سہی رکھتے ہین زردار و نسے
دوستی آو بھگت پیار مدارا اخلاص

لایقِ صحبتِ شاہان بجز اشراف نہ ہو
پایا کیا رکھ کے تو اجلاف سے وارا اخلاص

اِس زمانہ مین ہے اخلاص و محبت عنقا
بے وفاؤن سے تو بیجا ہے گوارا اخلاص

آج تو دوست ہین کل ہونگے عدو اے عابد
نہ رقیبون سے رکھین آپ خدارا اخلاص۔

مُرغِ دل کو ہے اسی دام کی حرص
حلقۂ زُلفِ سیہ فام کی حرص

ساقیا کوئی غرض اور نہین
صرف ہے ایک ترے جام کی حرص

ہر جگہ جلوہ ترا دیکھتے ہین
کون کرتا ہے در و بام کی حرص

اور ناموں سے یہان کام نہین
ایک باقی ہے ترے نام کی حرص

قدرتی اپنا ہے جامہ عابد
کیون کرین جامۂ احرام کی حرص

اُسکی نگاہ مین ہین اگر تیر کے خواص
ہین یان ہمارے دل مین بہی نخچیر کے خواص

پوچہین نہ ہم سے کوئی کہ ہم اُس سے کیون ہین
تدبیر کے الگ ہین کہ تقدیر کے خواص

زندہ کیا کسی کو کسی کو کیا ہلاک
ہین سب الگ الگ تری تقریر کے خواص

چہوڑا کسی کو پیچ مین لائی کسی کو یہ
مین کیا بتاؤن زلف کی زنجیر کے خواص

بندہ کے واسطے ہے تو کل عجیب شئے
اب اور کیا بتاؤن مین تدبیر کے خواص

جسپر پڑی نگاہ وہین کٹ گیا گلا
ہین سارے اُس نگاہ مین شمشیر کے خواص

یان تک ہوا مین محو تری یاد مین صنم
ہین میری شکل مین تری تصویر کے خواص

وہ آجکل زمینِ دکن پر ہین رونقین
پیدا ہین اسمین خطۂ کشمیر کے خواص

عابد جوان ہو کے یہ توبہ شراب سے
پیدا کہان سے تونے کئے پیر کے خواص

ہم نے دیکہا پہولتے پہلتے نہین طامع حریص
ناحسرت مین کہان جلتے نہین طامع حریص

جب کہین دیکہا کسی زردار کے گہر شان
اُس جگہ سے پہر کبہی ٹلتے نہین طامع حریص

ہوگئے گمراہ بس راہِ قناعت چہوڑکر
راستہ سیدہا کبہی چلتے نہین طامع حریص

عید ہی آئے تو کیا انکے لئے کچھ بھی نہین
عطر بھی پوشاک پر ملتے نہین طامع حریص

آپنے عابد کہا ہے خوب مصرع واہ وا
ہمنے دیکھا پھولتے پھلتے نہین طامع حریص

نمونہ اہل

گر پدر کو نہو طفلی مین پسر سے اخلاص
کیا پسر کو ہو جوانی مین پدر سے اخلاص
رکھتے ہین صاحب زر صاحب زر سے اخلاص
جسطرح اہل ہنر اہل ہنر سے اخلاص
ہے شریرون کو سدا بانی شر سے اخلاص

قیس لیلے کے تصور مین بنا خود لیلے
واسطے شیرین کے فرہاد نے سر اپنا دیا
اثر عشق ہر اک چیز مین ہے جلوہ نما
کاہ کو کہنچے ہے باجذب کی کاہ ربا
بخدا ایسا بشر کو ہو بشر سے اخلاص

موسم گل مین سنو بلبل و گل کا اخبار
شمع پر کرتا ہے پروانہ دل و جان کو نثار
سرو کے غم مین ہے قمری بھی سدا خستہ و خوار
واہ رے عشق یہ نادر ہین ترے سب آثار
دیکھو حیوانون مین ہے مادہ کو نر سے اخلاص

گنبد اخضر دوار کی ہے الٹی چال
کیا لکھون مجھسے لکھا جاتا نہین وہ احوال
جتنے اشراف ہین یک لخت ہوے سب پامال
ہے کمینون کی بنی آئی بہم ہین خوشحال
جسطرح رکھتا ہے خر دوسرے خر سے اخلاص

اب بجز حُبِّ علی مجھکو [illegible]
کہ سوا اُنکے مرا کوئی مددگار نہین

مین وہ عابد ہون کسی شے کا [illegible]
اہلِ عالم مین کہیں اُلفتِ مشموار نہین

کہیں اخلاص کی دہر سے نہ ادہر سے اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

طلا و سیم سے نے درہم و [illegible]
سوا یار کے مجھکو نہین کسی سے غرض

وہ ایک بوسہ جو دینے پہ ہو گیا راضی
کہا پکار کے دل نے کہ تہی اسی سے غرض

ہے عکسِ زُلفِ سیہ کار دہر کی کجی
نہین تمہارے لبِ لعل کو مسی سے غرض

ہے ایسا کون رہے بیغرض جو عالم سے
بشر کو پڑتی ہے دنیا مین ہر کسی سے غرض

زبان اُردو ہے اپنے وطن کی اے عابد
نہ کام ترکی سے رکھنا نہ فارسی سے غرض

یہان جو دیتے ہین مفلس کو پنج بیض
خدا عطا اونہین کرتا ہے گنج گنج ابیض

عجب نہین ہے جو بافیضِ [illegible]
ہو رنگِ اسودِ ذاتی اہلِ زنج ابیض

نہ کیون کرون مین سدا شکرِ رازقِ باری
کہلا رہا ہے مجھے گندم و برنج ابیض

بکفر و شرک رہین روسیاہ محشر مین
جو رنگ پائے ہین کفار نکتہ سنج ابیض

جو فیضِ نصرتِ ناصر کسی کو ہو عابد
نہ دے بعینِ تہیدستی اُسکو رنج ابیض

عصیان ہمارے رکھتے ہین غفار سے غرض
رحمت کو اس کی ہے جو گنہگار سے غرض

سارے جہان مین ہمکو ہے دلدار سے غرض
جب عشق ہمکو ہے تو ہین یار سے غرض

اگر ہے غرض تو کوچۂ دلدار سے غرض
جنت سے ہم کو کام نہ گلزار سے غرض

دولت نے عشق کی وہ غنی کر دیا ہمین
درویش سے غرض ہے نہ زردار سے غرض

عابد کو کام کچھہ نہین اسلام و کفر سے
تسبیح سے غرض ہے نہ زنار سے غرض

دنیا مین مجھکو کب کسی مردم سے ہے غرض
مطلب تمہین سے اور فقط تم سے ہے غرض

عاشق ہون تیرا مجھکو تکلم سے ہے غرض
گریہ نہین تو پھر ہی تبسم سے ہے غرض

دریا کو ایک قطرہ سمجھتے ہین بادہ نوش
کیا ہے لبالب اجرعہ کی یا خم سے ہے غرض

اس رشک آفتاب کے گھر سے ہے ہم کو کام
عیسا یون کو چرخ چہارم سے ہے غرض

بیداد ہے تمہاری زمانہ مین مشتہر
کہتا ہے کون تم کو ترحم سے ہے غرض

افشان تری نظر مین جو اپنی سما گئی
آٹھون پہر تصور انجم سے ہے غرض

بہکائین لاکھہ غیر تمہین تم نہ مانیو
تم کو ہے مجھسے اور مجھے تم سے ہے غرض

بہاتی نہین کچھہ اور غذا ہم کو دوستو
ہم آدمی ہین ہم کو تو گندم سے ہے غرض

ہے زندگی مری تری ٹھوکر مین اے صنم
مطلب بیچ سے نہ مجھے تم سے ہے غرض

عابد نہ خاک چہان تو رہ کر صنم کے پاس
پانی نہ جب ملے تو تیمم سے ہے غرض

فیاض کو ہے فیض ہوا با لسانِ فیض
شمہ بہی ہم سے ہو نہین سکتا بیانِ فیض

بر پا بمحفلِ شعرا ہے نشانِ فیض
شاہی جملہ ملکِ سخن ہے از آنِ فیض

ہے فیض بخشیو نسے جہان مین نشانِ فیض
روشن ہے صحنِ خلد برین مین مکانِ فیض

سیارہ نجم اُسکے مضامین خوش سبہی
زیبا ہے بر زمینِ سخن آسمانِ فیض

بوئے گلِ سخن سے زمانہ ہے خوش مشام
ہے موسم بہار سے پُر بوستانِ فیض

توصیف کیا ہو ذرّہ سے ممکن نہین یہ مہر
خورشید سے جہان مین نمایان ہے شانِ فیض

اقبال و عمر کے لئے عابد دعا کرو
شاہِ دکن کا وار ہے یہ آستانِ فیض

جب سے کہ دل مین عشق کا پیدا ہوا مرض
جون جون دوا کی اور ہی بڑہتا گیا مرض

کیسی دوا دی آپنے اے غیرتِ مسیح
خفت کے بدلے اور ہوا ہے سوا مرض

تم آگئے تو ہو گئی صحت مجھے نصیب
ایسا بتاؤ تو کہین دیکھا بہی تہا مرض

چارہ مریضِ عشق کا ہوتا نہین کبہی
مجھپر نثار جان سے ہے مبتلا مرض

سُن سُن کے میرا حال اطبّا جہان کے
حیرت مین ہین کہ ہو گیا عابد کو کیا مرض

شیشہ گرون کی شیشہ گری سے نہین غرض
غنچہ دہان کی موکمری سے نہین غرض

پیوستہ سجدہ حجری سے نہین غرض
دیوانہ مین ترا ہون پری سے نہین غرض

تو ہو کسی کی جلوہ گری سے نہین غرض

ہے چشم شوخ کو تری سبقت غزال پر
پیشانی کو فزونی ہے ماہ کمال پر

حیرت ہے ایک خلق کو اس خستہ حال پر
مرتا ہون مین تو یار تری بول چال پر

طوطی سے اور کبک دری سے نہین غرض

قد قامت الصلوٰۃ سنو عشق نے کہی
عشاق کے خیال کو اس جا ہے کوتہی

شمشاد و سرو پر یہی قمری ہے کہہ رہی
نخل مراد ہے یہ ترا قامت سہی

اب مجھکو زیارت شجری سے نہین غرض

چرچا ہے تیرے حسن کا جب سے کہ ہو گیا
الفت نے دام زلف مین لاکر پھنسا دیا

تنہا نہین ہے نرگس شہلا ہی مبتلا
بیمار چشم ہون لب جان بخش کے سوا

عیسےٰ کی مجھکو چارہ گری سے نہین غرض

عابد تو دیکھ موے سیہ فام زلف مین
پائے بسیر اطائر دل شام زلف مین

بس کفر ہی نمود تہا اس لام زلف مین
رہنا کیا قبول ترے دام زلف مین

اب مرغ دل کو تیز پری سے نہین غرض

ردیفِ طاے مہملہ

بات کا تیری اعتبار غلط
تیرا وعدہ غلط قرار غلط

ان بتون سے بغیر جور و جفا
طمعِ لطف اور پیار غلط

جب کہون حالِ بیقراریِ دل
کہتا سُن کے ہے وہ یار غلط

کیا ہو اندازہ داغِ دل کا مرے
کہ ثوابت کا ہے شمار غلط

محویت سے ہین تیرے کوچہ کی
راہ کرتا ہون بار بار غلط

گو کہ ہمجنس ہین مگر عابد
ربطِ ابناے روزگار غلط

اقرارِ وصلِ یار کا ہم پاتے ہین غلط
ایسے ہزارون وعدے ہوے جاتے ہین غلط

ہوتا نہین ہے خیر سے ایک آدہ بھی درست
پیغامِ وصل روز چلے آتے ہین غلط

راحت مین ساتھ دینے کو آجاتے ہین سبھی
مشکل کے وقت مین کوئی کام آتے ہین غلط

مجھکو جو دیکھنا ہو تو اپنے کو دیکھ لو
اشکال صاف کس لئے دکھلاتے ہین غلط

عابد خدا کیواسطے اپنے کو جان لے
زاہد نہین یہ سمجھے ہین سمجھاتے ہین غلط

نکلا عذار یا پہ ہے مشکناب خط
آتا نظر مین خوش ہے بعینِ شباب خط

دل کیون نہ اُسکے پیچھین آجاے ایکبار
وہ زُلف لاجواب ہے اور لاجواب خط

لکھتے ہین سب حسین خطِ بندگی اُسے
ہے اُس بُت ملیح کا بس انتخاب خط

قاصد نے میرے لادیا جو برکنارِ حوض
دہو ڈالا اُسنے غصّے سے بہ آبِ خط

تہی یا زُلف مجھکو جو لکھنا کیا شروع
کیا کچھہ دل و جگر کو دیا اضطراب خط

عابد اسی زمین مین غزل اور اک لکھو
جس کا لکھے عماد بصد آب و تاب خط

بھیجے اگرچہ مین نے اُسے بیحساب خط
اُسنے لکھا نہین مجھے خط کا جواب خط

دل ہو رہا ہے اُس بُتِ نوخط پہ مُبتلا
دیتا ہے جسکے رُخ کو بہت آب و تاب خط

گلگشتِ باغ سمجھون بوقتِ مُطالعہ
آے جو خوشنویس کی بنکر کتاب خط

کہنا سلام میرا بصد شوق و اشتیاق
اے قاصد اُسکو دینا نہ وقتِ عتاب خط

کسطرح چین پڑتا اُسے خط کو دیکھہ کر
مینے لکھا تہا جسکو دمِ پیچ و تاب خط

قاصد کو جھڑکی دیکے لفافے کو پھاڑکر
بولا وہ بُت پڑھا نہین جاتا خراب خط

عابد ہے تیرے سینے پہ مرشد نے جو لکھا
پڑھہ صاف پیکے ایک دو جامِ شراب خط

اُنسے بدنی ہے ہوشیاری شرط
ایسی کوئی نہین ہے پیاری شرط

بوالہوس ہین جو شوُر کرتے ہین — عاشقی مین ہے رازداری شرط
جب تو ہے کچھہ نباہ کی صوُرت — دونو جانب ہے دوستداری شرط
سیم و زر کی نہین ہے کچھہ اوقات — دوستی مین ہے جان نثاری شرط
جان دیدین جو وصل کی ٹھہرے — پہلے پوری کرو ہماری شرط
مریجان جس کو عشق ہے تیرا — اُسکے دل کو ہے بیقراری شرط
یون وہ کہتے ہین وصل کی ہمسے — آپ نے جیتی ہم نے ہاری شرط

اُسکے دیدار کے لئے عابد
ہے مجھے اب گناہگاری شرط

مین نے اُنسے کہا وفا ہے شرط — تو وہ کہنے لگے جفا ہے شرط
بوسہ لینے مین آپ کا صاحب — کیا کوئی اور بھی جدا ہے شرط
گر بلانا ہے اُن کو گھر اپنے — پہلے اسکے لئے دعا ہے شرط
بوسہ جبرًا لیا تو کہتے ہین — اسمین پہلے مری رضا ہے شرط
تجکو ناصح ہے شرط خاموشی — اور میرے لئے صدا ہے شرط

یون نہ دل دیگا آپ کو عابد
غمزہ و عشوہ و ادا ہے شرط

کیون نہ ہوجائے گا اب دلکو سر خار سے ربط
ہوگیا ہے مجھے مژگانِ ستمگار سے ربط

زاہدا کعبہ مقصود مبارک تجھکو
ہے مرے سر کو تو سنگِ درِ دلدار سے ربط

یاد آتا ہے مجھے عارضِ گلگون کوئی
ہے تجھے بلبلِ شیدا گلِ گلزار سے ربط

آنکھہ پڑتی ہے جہن مین گلِ نرگس پر تری
ایک بیمار کو ہے دوسرے بیمار سے ربط

قطعہ از اہل

کیون نہ عابد کو رہیگا تری صورت کا خیال
حسن رکھتا ہے ترا طالبِ دیدار سے ربط

احباب مین صحیح نہین باہم ارتباط
باطن مین ہین کدورتین ظاہر مین اختلاط

لازم ہے یہ کہ کیجئے ہر اک سے احتیاط
کچھہ دہر مین نظر نہ پڑی روئے انبساط

گلزارِ خرمی ہے نہ ہے محفلِ نشاط

قایم تو رکھہ حواس ہوس دل سے دے نکال
ہووے کہین نہ غوطہ خور بحرِ انفعال

طامع نہ ہو تو حرص و طمع کا نہ رکھہ خیال
کردیوے زندگی نہ تہیدستی پائمال

حرص و ہوس طمع کو سراپا نہین نقاط

یہہ صاف سینہ صورتِ مروا ہے اور صفا
نقطہ بنا ہون حلقۂ پرکار مین پہنسا

نقشہ کھنچا ہے دیکھو حریم و حطیم کا
ملجا بنوئے حجر الاسود اوس جگا

آباد خاص کعبۂ دل مین رہے رباط

ہرچند ہوگیا ہے زمانہ کا دوردون
اغیار سربلند ہین اور یار سرنگون

پر کیا مجال اُس کی کہ مجھکو کرے زبون
قدوی مین جان و دل سے جنیدؒ و خدا کا ہون

اے چرخ رزل پیشہ تجھ تیری کیا بساط

عابد کی ہے یہ عرض کہ یا سیدِ جہان
عاصی ہون مین گناہ مرے ہونگے بیکران

بھیجیے بھی اُسکا سایہ ہو اے شاہِ انس و جان
شہباز پر ہو ظلِّ قدم آپکا عیان

تا ایک پل مین جاوے گذر راہِ پلصراط

جبکہ تیار ہوا ماہ کی تنویر سے خط
مین نے باندھا ہے اُسیوقت پرِ تیر سے خط

کبھی اُسنے نہ لیا بانی تقریر سے خط
مین نے لکھا بتوکّل اُسے تدبیر سے خط

یا الٰہی وہان پہنچے مری تقدیر سے خط

یاد مین رہتے ہین محبوب کی جو شام و سحر
گنتے ہین اشک سحر اور دمِ شب اختر

کیون نہ رکھون مین اُسے دیکھکے بر دیدہ و سر
تم پہنچے کشمیر مین جو کاغذِ کشمیری پر

بُتِ کشمیر نے بھیجا مجھے کشمیر سے خط

بوجھ اُٹھہ سکتا نہین کانسے اک بالے کا
ہے کمر اُسکی رگِ گل سے نزاکت مین سوا

نہین طاقت کہ صفت لکھہ سکین اُسکی شعرا
ایک اُدی اسی نزاکت ہے صنم کی بخدا

دونو کانون پہ پڑا زلفِ گرہ گیر سے خط

دیکھا جب یار کے قاصد کو تو کیا خوب ہنی
جسم مین مارے خوشی کے نہ سمائی تنی

اور اور آسے خیال وہ رہی اور دلمین ٹھنی
کر دیا وصل کے مضمون نے مرے اکنی

کم نہین حق مین مرے نسخۂ اکسیر سے خط

یاد مین کس کی نگہہ کی ہے یہ وحشت کا ہوا
یک بیک ہوگیا ظاہر اثر عشق کمال

تن مشبک ہوا عابد کا مثالِ غربال
ہے ظفر تجھہ کو کسی وک متگان کا خیال

جو سراسیمہ لکھے ہے قلم تیسے خط

ردیفِ ظاے معجمہ

دل اپنا بُت کے حوالہ ہوا خدا حافظ
عجیب بوجھہ ہے سر پر لیا خدا حافظ

ہے ایک دانہ دل اپنا اور اُسکے لئے
فلک کی پھرتی ہین نہ آسیا خدا حافظ

ٹپک کے آنکھو نسے افشا کرے نہ راز اپنا
کہ خون دل کا ہے بیحد پیا خدا حافظ

نگاہِ غیر کا ہے خوف چشمِ بد ہو دُور
خدا رہا رہے بس پر ضیا خدا حافظ

دل اپنا پیکے برگ حنا مین رکھا ہے
وہ ملتے ہین کہ نہین اب حنا خدا حافظ

جنون مین دیکھئے کیا کیا مُصیبت آئی ہے
ابھی تو چاک گریبان ہوا خدا حافظ

سدا زبان زدِ عابد ہے ذکرِ اللہ ہُو
اوسی کو درد ہے اپنا کیا خدا حافظ

راندن کرتا ہے رندون کو ملامت واعظ
جنکو ہے اُنکو ہے میخوارون کی عظمت واعظ

تو نے پی بھی ہے کبھی بہر خدا کہہ تو سہی
خود بخود کرتا ہے یا مئے کی مذمت واعظ

کوچۂ یار سے رکھتا ہون قدم کب باہر
رہے تجھکو ہی مبارک تری جنّت واعظ

مئے گلگون سے خدا نے ہے ترا منہ پھیرا
پائی ہے تو نے عجب طرح کی قسمت واعظ

عابد مست ہون مشرب ہے مرا رندانہ
تو نہ کر بہر خدا مجھکو نصیحت واعظ

کہتے ہو آدمی کی طبیعت مین ہو لحاظ
کس بات کا بتاؤ تو اُلفت مین ہو لحاظ

کیا لُطف آئے عاشق مُضطر کو وصل مین
جب اسطرح کا تیری طبیعت مین ہو لحاظ

جو جو گنہہ کئے ہین شفاعت پہ آپ کی
اس بات کا حضور قیامت مین ہو لحاظ

ایسا نہ ہو کہ دل ہی مچلجائے ناصحا
کچھہ جی بہلنے کا بھی نصیحت مین ہو لحاظ

عابد بُرا جو کہتے ہین مجھکو بُرا کہین
توہین و طعن و طنز و شکایت مین ہو لحاظ

مجھکو معلوم ہے سب تیری حقیقت واعظ
کیا سُناتا ہے مجھے روز نصیحت واعظ

خود تو کرتا نہین لوگون کو سکھاتا ہے عمل
خاک تاثیر کرے تیری نصیحت واعظ

بات بے وقت کہا کرتا ہے جاہل کیطرح
اب بھی تجھسے نہ گئی بوے جہالت واعظ

رند تیری نہ سُنینگے نہ سُنینگے ہرگز
کس لئے روز اُٹھاتا ہے ندامت واعظ

خمسہ بر غزل

حاجتِ پند و نصیحت نہین کچھہ اِسکے لئے
دل سے مرغوب ہے عابد کو عبادت واعظ

ہے بحرِ ہجر کی موجون سے دل سدا محفوظ
کہ جیسے رکھتا ہے کشتی کو ناخدا محفوظ

بسیرِ حُسن تو اپنے کو رکھہ بجا محفوظ
کمندِ زُلف سے رہ یار کی دلا محفوظ

بلائے آفتِ جان ہے رکھے خدا محفوظ

کہون مین کیا کہ قاتل سے دل لگا اپنا
جز اُسکے کون ہے یان شوق جانتا اپنا

ہے اُسکو تو جگر و دل ہی دیدیا اپنا
جو اُسنے تیغ کو کھینچا تو سر جھکا اپنا

کہ مرگِ ہجر کی آفت سے ہو گیا محفوظ

ہین گرچہ طالبِ دیدارِ یار ہم بارے
کھڑے ہین رہتے تہِ بام آکے بیچارے

جو وقتِ صبح وہان رو برو ہوے سارے
نگاہِ تیر سے بسمل بہت گئے مارے

کوئی تمہارے سنان سے نہین ہا محفوظ

چلایا تو نے جو چوگان اے بُتِ پُرفن
تو زخمیون سے ہوا دشت تختۂ گلشن

ہے سرخ ہو گئی ساری زمین رنگِ چمن
جو قتل گاہ مین آے ہو کھینچ لو دامن

ہمارے خون سے تمہاری رہے قبا محفوظ

جو عشق شیرین یکایک تہا کوہکن کو ہوا
وصال تو نہوا اُس کا سر ہی پھوٹ گیا

نہیں خلاف ہے اے عابد اُنکا یہ کہنا
بتون کا عشق تو ضامن ہے ناگہانی بلا

کہ اُن کے جور سے ہم کو رکھے خدا محفوظ

ردیف عین مہملہ

کیا جو بزم مین دیپک کا اُسنے راگ شروع
ہوئی بہرکی دلِ عاشقان سے آگ شروع

[illegible]
کہ ڈسنا کرتے ہین اک ناگن اور دو ناگ شروع

نئی جوانی مین مبتلا علی الحساب ہے کیا
کہ تیرے دلکو کسی دل سے ہو جولاگ شروع

[illegible]
اب آدہی رات ہے تو کیجئے بہاگ شروع

کسی کا صبح شب وصل یہ مقولہ تہا
کہ سر مین درد ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہے بوئے خلق حسن فیض فاصرائے عابد
مثال عطر جہانگیری و سہاگ شروع

ہوتا ہے نشہ شراب طلوع
شرق سے جون ہو آفتاب طلوع

یون ہے زلفون مین عارض روشن
جیسے ہو شب کو ماہتاب طلوع

رخ ہے تیرا نقاب مین کہ ہوا
مہر در پردۂ سحاب طلوع

ہجر کی ایسی بیقراری ہے
کیون ہو آنکھو نمین شب کو خواب طلوع

داغ سے دل ہے ایسا جیسے ہو
خورگہن سے باضطراب طلوع

دُور کر رُخ سے اپنے بُرقع کو
مہر کب ہوگا در حجاب طلوع

فیضِ ناصر ہمین ملا عابد
جب ہوا نشۂ شباب طلوع

صبح کی ہے شام کی ہے اطلاع
آپ کے ہر کام کی ہے اطلاع

قادر و قہّار ہے غفّار ہے
تیرے ہر اِک نام کی ہے اطلاع

صبح ترا حال ہے مجھپر کہلا
ہوتی ہر اِک شام کی ہے اطلاع

اے دلِ نادان تو محبّت نہ کر
تجکو نہ اِس دام کی ہے اطلاع

آپ تو عابد سے ہین واقف بہت
بد کی ہے بدنام کی ہے اطلاع

آپ کی خاطر ہین مہمان مجتمع
دل مین حسرت اور ارمان مجتمع

کعبۂ دل ہوگیا ہے کوہِ قاف
ہین ہزارون اس مین پریان مجتمع

یون ہی دل مین گر رہے خط کا خیال
چند دن مین ہوگا دیوان مجتمع

مشربِ رندانہ جب سے ہوگیا
ہوتی ہے اِک بزمِ رندان مجتمع

اُسکا غصّہ اور انداز و ادا
قتل کے میرے ہین سامان مجتمع

خاص خاصہ کے لئے اجناس ہین | یہ دل وجان دونون بریان مجتمع

گریۂ عابد پہ ہنستے آپ ہین
اِک جگہ ہین برق و باران مجتمع

جب سے ہوا دکن مین اہلِ زبان کا مجمع | ہونے لگا یہان بہی ہندوستان کا مجمع
تیرے خیال مین ہم ہین ہر جگہ اکیلے | کہتے ہین بہیڑ کس کو کیسا کہان کا مجمع
مظلوم تیرے جس دن چلّائینگے ستمگر | ہوجائیگا فلک پر آہ و فغان کا مجمع
ابرو کے اور مژہ کے یاد آتے ہین اشارے | ہوتا ہے میرے دل مین تیر و سنان کا مجمع

خمسہ اوّل — غزل

مُلکِ دکن مین عابد اوستاد داغ آئے
بس ہوگیا دکن مین اہلِ زبان کا مجمع

سرور نشہ ہو ہوتے ہی فصلِ ہاگ شروع | ہو رنگ رلیان گذرنے سے فصلِ بہاگ شروع
نمود ہوگیا جوبن کا رُخ پہ بہاگ شروع | کیا جو بزم مین دیپک کا اُسنے راگ شروع
ہوئی بہڑکنی دلِ عاشقان سے آگ شروع

تو وہ حسین ہے ترے آگے آفتاب ہے کیا | پیا جو پانی لگے پوچہنے شراب ہے کیا
طلب ہے بوسہ کی ہم کو کہو جواب ہے کیا | نئی جوانی مین صلِّ علیٰ حجاب ہے کیا
کہ دل کو تیرے کسی دل سے ہو جو لاگ شروع

نہ مالدار و سے رکھہ ارتباط اے مُطرب
نہین ہے حرص و طمع کو نقاط اے مُطرب

ضرور آتو بصد انبساط اے مُطرب
جمی ہے محفلِ عیش و نشاط اے مُطرب

اب آدہی رات ہے تو کیجئے بہاگ شروع

بھٹکتا نجد مین تو قیس جون بگولا تہا
لگا ہوا سرِ فرہاد پر بسولا تہا

مین اُسکا عیش و کرم رات کا نہ بہولا تہا
کسی کا صُبحِ شبِ وصل یہ مقولا تہا

کہ سر مین درد ہوا میرے جاگ جاگ شروع

ہوے ہین رازِ خفی تجھپہ ظاہر اے عابد
تو اپنا آپ ہی رہتا ہے ناظر اے عابد

نہ بہول دل سے مضامینِ شاعر اے عابد
ہے بوئے خُلقِ حسن فیضِ ناصر اے عابد

مثالِ عطرِ جہانگیری دہُواگ شروع

ردیفِ غین معجمہ

داغ سینہ کا ہے میرے اُسکی محفل کا چراغ
کیا اندہیری رات کام آیا ہے مل کا چراغ

بام پر ہوکر برآمد داغِ دل دیکھو مرا
ہے نظر آتا بلندی پر سے منزل کا چراغ

گذری مدت آج تک نوشیروان کا وصف ہے
اسم روشن ہے جہان مین شاہِ عادل کا چراغ

خوف ہے آہون کی آندہی کا مجھے رہتا سدا
گل نہو جاے مبادا ماہِ کامل کا چراغ

ذاتِ حاتم سے قبیلہ طے کا نامی ہوگیا
حشر تک روشن رہیگا مردِ باذل کا چراغ

ہوگا روشن تر چراغِ مہر و مہ سے دیکھنا
مشتعل ہر ایک داغِ سینہ و دل کا چراغ

فیضِ ناصر سے دلِ عابد ہے روشن تر سدا
گل نہین ہوتا کبھی آندھی سے مقبل کا چراغ

غیر و نسے کب ملیگا مجھے یار کا سراغ
پوچھونگا اپنے دل سے ہی دلدار کا سراغ

لاغر تمہارے عشق نے ایسا بنا دیا
ملتا نہین کسی کو تنِ زار کا سراغ

پھرتا ہون راہِ عشق مین مین ڈھونڈتا مگر
منصور گر ملے تو ملے دار کا سراغ

برسون سے خاک چھانتا پھرتا ہون لو بکو
ملتا نہین مجھے درِ دلدار کا سراغ

عابد تم اُس کی زُلف مین دیکھو تو غور سے
ملتا ہے کچھ یہان دلِ بیمار کا سراغ

دیکھو تو داغ دل کہ ہے کیا خوشنما چراغ
پاتا ہون اپنے سینہ مین جلتا ہوا چراغ

شُعلے نکلتے ہین دلِ مُضطر سے ہجر مین
مین دیکھتا ہون جب کہین جلتا ہوا چراغ

وہ آتے آتے رہگئے یان دم نکل گیا
افسوس شام ہی سے مرا گل ہوا چراغ

کافی ہے داغِ دل ہی مرا قبر مین مجھے
رکھتے ہین میری قبر پہ کیون آشنا چراغ

دیکھے تو کوئی چیر کے داغون سے ہجر کے
روشن ہین میرے سینہ مین بے انتہا چراغ

تعبیر ہے یہی کہ جلائیگا دل کوئی
مجکو جو کوئی خواب مین کل دیگیا چراغ

سوزِ تپِ فراق سے عابد شبِ فراق
روشن ہوئے ہیں گھر میں مرے جا بجا چراغ

استادِ زمان تھے حضرتِ داغ
مشہورِ جہان تھے حضرتِ داغ

اُردو پہ بہت ہے اُنکا احسان
بانیٔ زبان تھے حضرتِ داغ

ہوتے تھے مشاعرون کے چرچے
جب تک کہ یہان تھے حضرتِ داغ

ذی الحجہ کی تھی جو دسوین تاریخ
دنیا سے روان تھے حضرتِ داغ

عشرہ ہوئی عید سب کو عابد
فیّاضِ جہان تھے حضرتِ داغ

قطعہ تہنیت تولدِ شاہزادۂ بلند اقبال مدظلہ العالی

دید کے قابل ہے سارے جانشانون کی خوشی
سُن لیا روشن ہوا ہے اور ایک چہا چراغ

عرض ہے عابد کی درگاہِ خدا میں رات دن
تا ابد قائم رہے شاہِ دکن تیرا چراغ

چون گل کجا شگفتہ شود دل بسیرِ باغ
نظّارۂ گلم بکند سینہ داغ داغ

از نکہتِ نسیم بخاطر کجا فراغ
چون گم دبادِ دشت نوردم بکوہ و راغ

عنقا بجستجوست نیامد مرا سراغ

بالائے لامکان گذرے کرد آہِ ما
بر چرخ رفت نالۂ ہم دستگاہِ ما

از فکرِ دستِ خود بسرِ خود کلاہ ہا
آبِ سرشک کرد گل و لالہ راہ ما

از گریہ ہائے خویش نماندہ مراد ماغ

یک عالم است خرم و خوشحال جا بجا
دارند پوشش و خورش و سیر و طیر ہا

پرسد اگر کسے کہ ترا این الم چرا
گویم جوابِ او کہ حسینؑ ابنِ مرتضیٰؑ

نورِ نبیؐ در انجمنِ دینِ حق چراغ

اشنائے راہ گشتہ چو مہمانِ کربلا
زد خیمہ ہائے خود بہ بیابانِ کربلا

فوجے رود کہ بمیدانِ کربلا
بر ساحلِ فرات نگہبانِ کربلا

مینوشِ بغض و بادہ نخوت بلب ایاغ

بودند شمر و سعد کہ سرلشکرِ یزید
تنہا میانِ راہ کہ شبیر را بدید

اے عابد او نمود ستم بر ستم مزید
ابنِ علیؑ بخویش و رفیقان شدہ شہید

شہوا دباغِ دہر شد مسکنِ کلاغ

ردیفِ فا

جلوۂ نورِ خدا ہے ہر طرف
دیکھہ اے نادان تکلف بر طرف

کون خاطر داریٔ مفلس کرے
ہے ہر اک کی طبع اہلِ زر طرف

آشنا کوئی نظر آتا نہیں
پھر رہا ہوں ڈھونڈتا ہر ہر طرف

از پسِ دیوار آ گہر مین مرے
ہین رقیبون کی نگاہین در طرف

روز و شب رہتا ہون از بس زار زار
دیکھہ لینا میری چشمِ تر طرف

دو دلی انسان ہو تم اے صنم
اِک طرف گاہے ہے گاہے دیگر طرف

حافظ و ناصر ہین عابد وہ ترے
وہیان رکھنا شافعِ محشر طرف

پڑتی ہے آنکھہ جب ترے رخسار کیطرف
مین دیکھتا نہین کبھی گلزار کی طرف

سجدہ کیا جو کعبہ کی جانب کبھو ہو
منہہ پھر گیا مرادِ دلدار کی طرف

روزِ جزا یقین ہے مرنے لگو اے کریم
رحمت تری رہیگی گنہگار کی طرف

دن رات سجدہ رکھتا ہے گو شیخ ہاتھ مین
رغبت ہے دل کی رشتۂ زنار کی طرف

کعبہ سے خالی آیا ہوا دیر مین ذلیل
جا کر پھرا جو احمدِ مختار کی طرف

عابد تمہارے سینہ کے جو داغ دیکھہ لے
تا حشر منہہ کرے نہ وہ گلزار کی طرف

جوشِ وحشت کہہ رہا ہے چل بیابان کیطرف
دل کی حسرت ہے کہ جاؤن کوچۂ جانان کیطرف

آنکھہ اُس عارض کی شیدا دل اسیرِ زلفِ یار
ایک کافر کی طرف ہے اِک مسلمان کیطرف

پھر بہار آئی ہوئی پھر مجھکو وحشت ہمدمو
کھینچلا ہے پھر جنون کو وہ بیابان کی طرف

کیا دعاے وصل کیجے ہے جنون اس حد پہ اب
ہاتھ اُٹھتا ہے تو جاتا ہے گریبان کیطرف

آجکل عابد مجھے صحرا نوردی کا ہے شوق
لیچلے احباب میرے مجکو زندان کیطرف

کہو منہ پہ اے مہربان صاف صاف
نہین ہے تمہارا بیان صاف صاف

تڑپتے ہین بسمل وہان نامہ بر
یہ ہے اُسکے گھر کا نشان صاف صاف

مرا راز دل سُنکے کہتے ہین وہ
سنائی ہے کیا داستان صاف صاف

کہا ہے جو اُسنے وہ کہہ نامہ بر
تو کرتا ہے کیون کر بیان صاف صاف

خدایا بچا اُسکے فتنون سے تو
رہے مجھسے یہ آسمان صاف صاف

طلب اُس سے بوسہ تو عابد نہ کر
سُناتا ہے وہ جانِ جان صاف صاف

رُتبہ ترا ہے سب سے سوا اے شہِ نجف رض
تعریف کیا ہو تیری ادا اے شہِ نجف رض

آسان کیون نہونگی غلامون کی مشکلین
مشکلکشا ہے نام ترا اے شہِ نجف رض

اے شاہ تو ہے قوتِ بازوے مصطفےٰ
ثانی ہے تیرا کون بھلا اے شہِ نجف رض

کس طرح آپ سے درِ خیبر نہ ٹوٹتا
شیرِ خدا ہین شیرِ خدا اے شہِ نجف رض

دنیا ہے تیرے فیض سے اے شاہ بہرہ ور
عابد پہ اک نظر ہو ذرا اے شہِ نجف رض

شاہِ مردان افتخارِ انس و جان شاہِ نجفؑ
ناخدائے کشتیٔ دینِ یگمان شاہِ نجف

رونق افزائے گلستانِ جہان شاہِ نجف
مظہرِ خالق یکینِ لامکان شاہِ نجف

بادشاہِ کشورِ ہر دو جہان شاہِ نجف

منشیٔ ہر چار دفترِ نائبِ خیر البشرؐ
کارفرمائے قضا و حاکمِ ملکِ قدر

شاہِ مردان شیرِ یزدان فاتحِ جنگِ بدر
ساقیٔ کوثر شہِ دینِ شافعِ یومِ المحشر

آسمانِ دینِ نبیؐ خورشید شان شاہِ نجف

زورقِ دریائے وحدت بحرِ مواجِ سخا
جنبشِ ذرائے عالم تابعِ مہرِ عطا

سایۂ فرقِ دو عالم مصطفےٰؐ و مرتضےٰؑ
مصطفےٰؐ رونق فزائے محفلِ کل انبیا

صورتِ شمعِ ولایت درمیان شاہِ نجف

دستِ یزدان صاحبِ کرو بیانیات حضرت علی
مثلِ تن کل ممکنات و شکلِ جان حضرت علی

نورِ حق شاہِ زمین و آسمان حضرت علی
برتر از عقل و قیاسِ عاقلان حضرت علی

اگر عیانِ شاہِ نجف گاہی نہان شاہِ نجف

سینۂ جرارت مصفا گوہرِ شمع ارشاد
چون تجلی مرتضیٰ ہر غنچہ اُسکے درمیان

رنگ و بو عابد وہ بیشک ہے بگلزارِ جنان
ناخدائے کشتیٔ دریائے عرفان یگمان

ذاتِ ختم المرسلینؐ و باد بان شاہِ نجف

ردیفِ قاف

کیا کہون آہ داستانِ فراق
لابیان ہے مرا بیانِ فراق

داغہاے دل و جگر دیکھو
یہ شگفتہ ہے بوستانِ فراق

سیر تہا نعمتِ وصال سے دل
اندنون مین ہے میہمانِ فراق

اِس کا انجام دیکھیے کیا ہو
ہاتہہ مین اُسکے ہے عنانِ فراق

اب کہان موسمِ بہارِ وصال
چمنِ دل مین ہے خزانِ فراق

سمجہے تہے وصل ہی مین گذریگی
کہ نہ تہا ہم کو کچہہ گمانِ فراق

التجا کر خدا سے اے عابد
دُور ہو جاے تا زمانِ فراق

مارے ہین دل پر وہ اُسنے تیرِ عشق
بنگیا گویا کہ یہ نخچیرِ عشق

ہون ازل سے مین اُسی کا شیفتہ
ہے کہچی دل مین مرے تصویرِ عشق

قیس اور فرہاد پر کیا منحصر
پڑ گئی ہے مجہپہ بہی تاثیرِ عشق

جان و دل سے اُسپہ ہو جاؤن نثار
سب سے اچہی ہے یہی تدبیرِ عشق

جہوٹ ہی وہ کیون نہ ہو اے ہمدمو
دل سے بہاتی ہے مجہے تقریرِ عشق

ہے یہ تیرے وحشی خستہ کا حال
سر مین چکر پاؤن مین زنجیرِ عشق

خاکِ پائس کی ملی عابد مجھے
تھی جو قسمت مین مرے اکسیرِ عشق

جو زمانہ مین ترا ہے عاشق
ایسے عاشق کا خدا ہے عاشق

ماسوا سے نہین مجکو مطلب
پیر اللہ سدا ہے عاشق

کب ترے عشق کے قابل ہے کوئی
آپ تو اپنا ہوا ہے عاشق

وہ ترے حُسن کا رتبہ پہنچا
مرا معشوق ترا ہے عاشق

عابدِ خستہ جگر کی ہو خیر
سنتے ہین اب وہ ہوا ہے عاشق

مین وصف لکھون آپکا کیا حضرت صدیق رضؓ
ہے رُتبہ سوا آپکا یا حضرتِ صدیق رضؓ

تصدیق کی معراج کے احوال کی جب دن
نام آپکا مشہور ہوا حضرتِ صدیق رضؓ

مقبول ہو مین تیرے وسیلے سے غافرین
جب نام ترا مین نے لیا حضرتِ صدیق رضؓ

تو پہلا خلیفہ ہے برابر ہے یہ ترتیب
گمرہ ہے جو کہتا ہے برا حضرتِ صدیق رضؓ

خورشید اگر تو ہے تو عابد ترا ذرّہ
تو شاہ وہ درویش ترا حضرتِ صدیق رضؓ

قطعہ

تو عابدی سے کام نہ رکھنا ناصرِ خلق
زیبا ہے ترے واسطے معبودیِ حق
الّا مین نہین بحث جو کچھ ہے تو ہے لا مین
اِس بھید سے واقف نہین ہر جاہل و احمق

طاؤس ہے جون ابرِ گہربار کا عاشق
اور فاختہ شمشادِ چمن زار کا عاشق
نوکر کو ہے لازم رہے سرکار کا عاشق
بلبل ہے چمن مین گل و گلزار کا عاشق
جو گل ہے وہ تیرے گلِ رخسار کا عاشق

دلدادہ ہے ہر کوئی زر و نقرہ و مس کا
گر پاس نہین زر تو بتا کون ہے کس کا
وہ چاہتا ہے اقبال کو اقبال ہے جس کا
اے وائے بر ان عاشقِ نادار کہ جس کا
معشوق ہوا درہم و دینار کا عاشق

بے تصفیہ گر سمجھو تو کیا ہے مرے دل مین
دلدار مرا آ کے بسا ہے مرے دل مین
رشتہ کو محبت کے جگا ہے مرے دل مین
مانندِ حرم بسکہ صفا ہے مرے دل مین
تسبیح کا عاشق ہون نہ زنار کا عاشق

فہم و خرد و ہوش اگر ہو تو سنبھلنا
ہان عشق کا جنگل ہے پُر از خارہ نہ جلنا
حاسد ترا گر دو بدو ہو جاے تو ٹلنا
بچکر رہ میخانہ سے اے شیخ نکلنا
ہر رند ہے واں جبہ و دستار کا عاشق

عابد نے تو بازارِ محبت کو نہ دیکھا
زنہار نہ واں پایا چلن نقد دلی کا

اُسنے دُرِ شہوار کو اشکونکے نہ چہا — کیا قدر رکہے نقد دل اُس شخص کی سودا

جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

ردیفِ کافِ عربی

نمو نہ تم خدائی کا ہو بیشک — مین بندہ ہون تمہارا تو ہو بیشک

مظاہر اپنے ظاہر کر دئے ہو — نہ ہو تم تو خدائی کیون ہو بیشک

ہے اُمید وفا تم سے میری جان — جو کہو یا خود کو پایا تم کو بیشک

فقط کہنے کو مین تو عُرف ٹھہرا — غلط کی مین کی معنی تو جو بیشک

تمہین دکہلا کے مین پوچہون خدا سے — یہ اچہے یا کہ تم اب بولو بیشک

تمہاری بیوفائی میری اُلفت — رکہو کانٹے مین انکو تو ہو بیشک

دریچہ اپنا تم کیون رکہتے ہو بند — نہین جائیگا عاشق کہو بیشک

خطا کارِ دوامِ بندگان ہے — سدا عادت ہے تیری عفو بیشک

مجہے فرمان ہوتا ہے کیا خوب — جو تم ہو چاہتے وہ لیلو بیشک

مرا دل دیکہہ کر ارشاد ہو جاے — یہ بہتر جنس مول اب لیلو بیشک

ہے زندہ عابد بے جان یکتم سے
مسیحا تم ہی آکر دیکہو بیشک

غیر کے ہمرہ سیرِ چمن کو جانے لگے وہ ٹھمک ٹھمک
خوف سے میرے آئینے ہر سو دیکھ رہے ہین چمک چمک

آج خدا ہی جانے عاشق کتنے بے سر ہوتے
جانے لگی ہے میانسے تلوار اُسکی از خود سلک سلک

جبکہ عذارِ یار عرق آلود مجھے یاد آنے لگا
سلک گہر کیطرح سے آنسو چشم سے نکلے ڈھلک ڈھلک

بلبلین در ہنگامِ خزان نالان ہین بیادِ آتشِ گل
نکلی وقتِ ازنی منقار سے آتش بھڑک بھڑک

فیضِ کلام ناصر سے عابد ہے مُشرف ایسا ہوا
خُلقِ حسن سے اُسکے ہی بوئے عطر ہے آتی مہک مہک

سخن آتا نہین لب سے زبان تک
مری پہونچی ہے اب حالت یہانتک

شکایت کیا کرون تم سے عدو کی
گلہ رہجاتا ہے آکر زبان تک

ارادہ ہے کہ اب چلاّکے رووٗن
کرون ضبط فغان آخر کہان تک

بس اب کیا عذر ہے ملنے مین ہم سے
لیا تمنے ہمارا امتحان تک

کچھہ ایسے روٹھہ کر واپس چلے وہ
انہین لایا تو تنہا اپنے مکان تک

بجز تیرے نہین آنکھون مین میری
نظر تو ہی پڑا دیکھا جہان تک

اب آگے میری قسمت ہے خدایا
مین پہونچا تو ہون اُسکے آستان تک

ہوا کیون کر پھر افشا حال میرا
نہین میرا ہے کوئی رازدان تک

شبِ فُرقت جو کرتا ہون مین آہین
پہنچ جاتی ہین اکثر آسمان تک

خدا کے فضل سے فنِ سخن مین ہمارا نام ہے ہندوستان تک

پڑا رہتا ہے عابد مست و بیخود
کیا بیخود ترے جلوے نے یان تک

مری جانیگی شاید روح وان تک گذر قاصد کا کب ہو لامکان تک
کرون توصیف مین تیری کہان تک مرے منہہ مین نہین ہے اب زبان تک
کیے سجدے ہزارون ہر قدم پر مین یون پہنچا ہون اُسکے آستان تک
کہون کیا حال مین سوزِ جگر کا لگی ہے آگ اِک دل سے زبان تک

نہو مسجد مین بیٹھے سست عابد
چلو ہم چلتے ہین پیرِ مغان تک

زور پر ہے یون جواب طوفانِ اشک کیا ڈبائیگا جہان بارانِ اشک
رحم کب آتا ہے اُس بیرحم کو ہے عبث یارب جو ہون نازانِ اشک
یاد مین دندان کی جب روتا ہون مین ہوتے ہین پیدا دُرِ غلطانِ اشک
جان عاشق کی چلی روتے نہین کب نکالوگے کہو ارمانِ اشک

عابد اب رونے سے میرے دیکھنا
ہوگیا ہے جا بجا بارانِ اشک

دل مین آجاتا ہے ارمان اِک نہ اِک
گھر مین رہجاتا ہے مہمان اک نہ اک

ہر گھڑی آتا ہے تیرے دام مین
اے بُتِ کافر مسلمان اک نہ اک

تم سے شکوہ ہم جو کر سکتے نہین
یاد آجاتا ہے احسان اک نہ اک

ہر گھڑی ہے زُلف و کاکل کا خیال
دل کو کرتا ہے پریشان اک نہ اک

گر یہی حالت رہی عابد تو پھر
جان لیگا روزِ ہجران اک نہ اک

قطعہ

شہزادی ہو یہہ آپکو اے شاہ مبارک
ہو تہنیتِ عرض ہوا خواہ مبارک

ہے آرزو شہزادہ بہی آقا کو ہو جلدی
معروضۂ عابد کرے اللہ مبارک

قطعۂ تاریخ وصالِ حضرت محمد شاہ صاحب قلندر

چون محمد صاحبِ صاحب کمال
زین جہان گردید پنہان زیرِ خاک

کلکِ عابد سالِ رحلت زد رقم
رفت سوے جنّت الماوا ے پاک

۱۲۰۲ھ

زیبندہ ہے تجھکو تاجِ لولاک
اور رحمتِ حق بجسم پوشاک

حُبِّ ازلی مین بس طربناک
اے آئینۂ جمالِ ادراک

مشتاقِ لقاے تو دلِ پاک

اِک آن مین کر کے گرم جستی
جا پہنچا عروج پر زپستی
کر رُوحِ قدس پہ صید دستی
بر توسنِ چرخ چون نشستی
بستی مہ و مہر را بفتراک

موسےٰ بعطائے فیضِ احمدؐ
فرعون کی ٹوٹی نخوتِ بد
تو عالمِ جان مین ہے سرآمد
عیسےٰؑ کہ دمِ محبتت زد
بنشست چو خود بہ تختِ افلاک

تو شاہ سوارِ مرکبِ چست
جس کے آگے پر ملک سُست
پاتے ہین قلوبِ باصفا سُست
آنی کہ بچاہِ زمزم تُست
روشن گرِ دل چو چشم چالاک

عابد کے ہین جرم سرِ دہم جہر
بخشاؤ بعہد عنایت و مہر
نورانی بحق جبہ و چہر
چون دیدۂ چرخ روشن از مہر
روشن ز تو گشت سینہ افلاک

ردیفِ کافِ فارسی

جانتے ہرگز نہین تجھکو یہان کے عالم لوگ
مُبتلا ہین کاروبارِ دہر مین یہ خام لوگ
پائیجاتی ہے کہان بُو بے وفاؤن مین ذرا
صاحبونسے بیوفائی کرتے ہین خدّام لوگ

رکھدئے ہتیار ابرو کے اشارے پر ترے
یاں سپاہی زادہ جو تھے صاحبِ صمصام لوگ

کر کے آئے وعدۂ قاتل ابھی ایفا پہ ہے
کیون نہ اترائیں ہین سب اپنا دام لوگ

ساتھ مجھ دیوانہ کے اطفال ہی تنہا نہین
جمع از بہرِ تماشا ہین لبِ سقف و بام لوگ

گرچہ ظاہر نام ہے اس ملک کا ہندوستان
لیکن یان بستے ہین لاکھون صاحبِ اسلام لوگ

کیون نہ اے عابد ہم اُس کا شکریہ لائین بجا
پا رہے ہین جسکے عہدِ خاص مین آرام لوگ

قطعۂ تاریخ سرفرازی خطاب

سُن کے یہ حال خوش ہوے احباب
اُڑھ گیا حاسدون کے چہرہ پہ رنگ

تم سے عابد جو شہ نے فرمایا
یہی لو خطاب صولت جنگ

۱۳۰۸

قطعہ

دیکھو عابد سمجھ لو اِسکے ڈھنگ
دین و دنیا کے سب بھرے ہین رنگ

صرف پڑھنا نہین سمجھنا بھی لو
کلیاتِ کلامِ صولت جنگ

ردیفِ لام

چھپ نہین سکتا کسی صورت ہمارا دردِ دل
کب نہان رکھنے سے کرتا ہے کنارا دردِ دل

جب پرستش کا بُتون کی دل مین آتا ہے خیال
دمبدم ہوتا ہے افزون تر ہمارا دردِ دل

قصدِ کعبہ دل مین تہا کیا جانے پہر کیا ہوگیا
لیچلا بتخانے کی جانب تضارا دردِ دل

دلسے دلکو راہ ہے باور نہین ہوتا مجھے
وہ تو کہتے ہین غلط ہے یہ تمہارا دردِ دل

فیض بخشی سبحانِ ناصر از خلقِ حسن
پالیا عابد نے جب پایا یہ پیارا دردِ دل

مین سن لیتا ہون تیری بارہا دل
کبھی تو مان لے میرا کہا دل

نہ یون بہرِ خدا میرا جلا دل
نہ یون میرا تو مٹی مین ملا دل

یہ وحشی چال تیری کیون بنی ہے
بتہے کیا ہوگیا کیا ہوگیا دل

دیا تہا صرف مین نے دیکہنے کو
سمجہکر مفت اُس نے کہہ لیا دل

نہین خواہش مرے دل مین ہے باقی
تمہارا سامرا کیا اب ہوا دل

ترے رُخ کے تصور نے جلا دی
مجلّے ہے بغیر از مصقلا دل

امامت ہے تری تسلیم ہم کو
کیا جاتا ہے اب تو اقتدا دل

ہزارون حسرتین اِس مین بہری ہین
بنا ہے آجکل وحشت سرا دل

لگا لایا اُسے باتون مین یان تک
کیا کیا کام تو نے مرحبا دل

خدا کے دیکہنے کا ہے ارادہ
جو یون اب کر رہا ہے ولولا دل

ہوا جب روبرو ناصر کے عابد
باخلاقِ حسن پایا خدا دل

بہت ہم نے پی ہے شراب اول اول
یہ حالت تہی اپنی خراب اول اول

وہ چھپتے ہین پردے مین اسرار کیا ہے
نہ تہا اُنکے منہہ پر نقاب اول اول

انہین کے ہین دل اب بخیلون سے بدتر
جو کرتے تہے کارِ ثواب اول اول

وہ اب مجھسے کرتے ہین اُلفت کی باتین
جو کرتے تہے مجھپر عتاب اول اول

گو آخر مین تشریف فرما ہوے ہین
ہین سب سے رسا التہاب اول اول

کہان ہین اب عابد وہ اگلی سی باتین
کہ تہے لطف جو جو جناب اول اول

بہولونگا مین نہ وصل کی وہ راتکا خیال
آئون پہر ہے اُسکی ملاقات کا خیال

جسپر نظر پڑی وہی آیا نگاہ مین
ہر وضع سے ہے پیشِ نظر ذات کا خیال

وعدہ وفا ہو وعدہ خلافی کبہی نہ ہو
خود غور سے تو کیجئے اُس بات کا خیال

توبہ تو کی ہے مئی سے مگر پہر بہی راتدن
باقی ہے دل مین پیرِ خرابات کا خیال

کرتے ہین جان کر ہمین ناصح نصیحتین
بدلا نہین ہے قبلۂ حاجات کا خیال

شکوے عدو ہزار کرین فکر کچہہ نہین
عابد کو بس ہے اُن کی عنایات کا خیال

رکہدیا کس نے تری زُلفِ گرہ گیر مین گل
پہول نکلا ہے مگر حلقۂ زنجیر مین گل

یون ہوا دار ہوئی موجِ نسیم اُس گل سے
پھولنے پھلنے لگے گلشنِ کشمیر مین گل

داغ چیچک کے نمایان ہین تو ابرہ سے
یا نمودار ہین سفاک کی شمشیر مین گل

گالیان دیتا ہے تو مجھکو مزا ملتا ہے
واہ کیا گرتے ہین منہ سے ترے تحریر مین گل

عابدا ترکِ چمن کا ہیکو تجھکو جز داغ
زیب دیتے نہین ہرگز تری تحریر مین گل

تا بکوے او بیارد دردِ دل
شغل زینان می گمارد دردِ دل

چند باشی محوِ دھرِ بے ثبات
رازِ حق در دل گزارد دردِ دل

باعثِ اظہارِ آدم شد قوی
تا سحابِ عشق بارد دردِ دل

در ورق گردانیِ الفت کتاب
زاہدا بارے بدارد دردِ دل

چون کنم من قصدِ کعبہ عابدا
در مدینہ شہر آرد دردِ دل

قطعہ

خداوندِ مجازی را بہ اقبال
خداوندِ حقیقی دار خوشحال

فزود اعزازِ مارا او درین ماہ
بافزا عزتِ او را بہ ہر سال

رو صفحہ پہ ہین خنداں میری تحریر کے پھول
گلِ فردوس سے افزون ہین یہ توقیر کے پھول

منسلکہ عابد

رکہتے عشاق ہین آنکہون مین یہ تاثیر کے پہول
آج گلشن مین ہین کس عاشقِ دلگیر کے پہول

غمزدہ ہین جو گریبان کو سدا چیر کے پہول

کہینچتا ہے تری فرقت مین سدا جامِ سبو
پہول کے ہار سے ہین زخم حمایل بگلو

جو زیارت کے لئے آئے کہے اللہ ہو
حاجتِ گل نہین مرقد پہ کچہہ اُسکے گلرو

تن پہ ہین زخم ترے کشتۂ شمشیر کے پہول

تختۂ گل ہین یقین داغ ہمارے دل کے
ہو شبہہ اس مین کسی کو تو وہ دیکہے مل کے

جون گلِ سرخ ہوے قطرۂ خونِ بسمل کے
پہرتے ہین دانۂ فتراک مین اُس قاتل کے

آج یکدم ہین یہان خونسے نچیر کے پہول

عشق پیچی سے بصد پیچ ہے افزون ہر حال
گلِ رخسار سے ہے لالہ خودرو کو ملال

چشم کو دیکہکے بیمار ہے نرگس فی الحال
یون ہے اُس غنچہ دہان کا دلِ حیراں کو خیال

آگے رکہدے کوئی جون بلبلِ تصویر کے پہول

عشق کے باغ مین چلتی ہے ہوا صرصر
زعفران زارِ تمام دلِ عاشق یکسر

زلفِ تر ہے رخِ عابد سے تو پکرا جگر
چمنِ خلد نہین دیکہہ کے ہو سرفظفر

ہے ترے باغ مین وہ گلشنِ کشمیر کے پہول

جب سے دامن پہ ترے دیکہا ہے زرتار کے پہول
گر گئے میری نظر سے بہی گلزار کے پہول

زرد رو دیکھتے ہی ہو گئے کچنار کے پھول
ایسے رنگین ہین مری آہِ شرر بار کے پھول

سرخرو سامنے جسکے نہین گلنار کے پھول

تیغ سے بہی ہے فزون تر یہ تری تر جہی نگہ
مرغِ بسمل سا تڑپتا ہے مرا دل واللہ

عشق مین ایسا ہون گریان مین ترے شام و پگہ
پھول جہڑتے ہین مری چشم سے آنسو کی جگہ

یاد آتے ہین مجہے جبکہ ترے ہار کے پھول

راتدن بہتے ہین اشک آنکہہ سے مثلِ جیحون
حال اظہار بہلا رو بروکس کے یہ کرون

راہ مین نقشِ کفِ پا کو جو تیرے دیکہون
اُسکو تعویذ بنا سر مین نہ کیون باندہ کہون

گر ملین تیرے مجہے طرۂ دستار کے پھول

داغ کہا ئیگا تجہے دیکہہ کے لالہ دل پر
سرو کو دون ترے قامت سے شباہت کیونکر

کیون نہ بل کہائے بہلا دیکہئے اُس گل کی کمر
پھول سے بہی ہے مزاج اُسکا بہت نازکتر

پہینکیو مت طرف اُس غیرتِ گلزار کے پھول

ہوا سرسبز ترے آنے سے ایسا گلزار
جا بجا نہر مین رواں ہو گئین گلشن مین ہزار

قمریان کوکتی ہین سرو پہ عاجز لاچار
بلبلین بہولین نہ کیون آج خوشی سے منہیار

خوب پہولے ہین چمن مین سبہی اشجار کے پھول

ردیف میم

رکھتے ہین ربطِ عشق جو اُس دلربا سے ہم
فانی بھی ہو گئے تو بہم ہین بقا سے ہم

ہونا جو تہا وہ ہو گیا روزِ ازل تمام
کیا فائدہ جو پند کی پائین صدا سے ہم

راضی تو ہو چکے ہین رضا پر تری رضا
ناراض گرچہ ہین پہ ہین راضی رضا سے ہم

ہوتا نہین شنیدہ کبھی دیدہ کے مثال
نظر آن مین یہ کہکے تجکو کہین گے خدا سے ہم

عابد ہمین تو غم نہین گر نامہ بر نہین
پیغام اپنا بھیجینگے بادِ صبا سے ہم

کین بند جو آنکھین سو گئے ہم
بس اپنے مین آپ کھو گئے ہم

ہے اپنی جو نفی شکلِ اثبات
اثبات سے نفی ہو گئے ہم

پائین گے ثمر بھی اُس کا بیشک
جس تخم کو آج بو گئے ہم

یہ بام نہ وہ ہوا بر آمد
کل کوچہ مین اُس کے جو گئے ہم

عابد ناصر سے بہرِ ارشاد
کر سینہ کو شست و شو گئے ہم

دل و جان سے ترے قربان ہین ہم
بخدا بندۂ فرمان ہین ہم

بندۂ بت بدل و جان ہین ہم
کافرِ عشق مسلمان ہین ہم

یار ہے نورِ نظر آگے
صورتِ آئینہ حیران ہین ہم

صبحِ انجم کیطرح ہونگے نہان
رات کی رات کے مہمان ہین ہم

دردِ دل اپنا بیان کرتے ہین
گو کہ ظاہر مین غزلخوان ہین ہم

جسم گل خوردہ سراپا ہوگا
صورتِ سروِ چراغان ہین ہم

ہے یہ شمشیرِ ادا کا اعجاز
دہنِ زخم سے خندان ہین ہم

دل مین ہے یادِ خطِ رخ کی ترے
اندنون حافظِ قرآن ہین ہم

فیضِ ارشاد جو ناصر کا ہوا
عابد اب صاحبِ عرفان ہین ہم

اُمید کیا وفا کی رکھین بیوفا سے ہم
دنیا مین جی رہے ہین تو خوف و رجا سے ہم

دم بندگی کا بھر ہی رہے ہین وفا سے ہم
کب پھر گئے ہین وعدۂ قالو بلیٰ سے ہم

پامال ہو جو سبزۂ روے زمین سہی
آنکھین ملینگے اپنی خطِ دلربا سے ہم

ممکن نہین ہے چھوٹنا زنجیرِ عشق سے
ہرچند چھوٹین حلقۂ زلفِ دوتا سے ہم

کھلتی نہین ہے دلکی کلی تو کسی طرح
گو لاکھ ربط رکھتے ہین بادِ صبا سے ہم

فرہاد و قیس شعلہ نمط اُٹھ کھڑے ہین ابھی
کھینچین کبھی جو آہ غمِ مہ لقا سے ہم

اے دل گداز ہو تو زرِ قلب کی طرح
پھوکین گے تجھکو آتشِ آہِ رسا سے ہم

اُڑجاے اپنی خاک وہانپر تو کیا عجب
ہمزاد و ہمسفر ہوے خاک و ہوا سے ہم

دل آئینہ ہوا تو ہوا خاک کیا حصول
برگشتہ ہاتھون ہاتھہ ہوئے ہین صفا سے ہم

سرگشتۂ ازل ہین تو مانند آسمان
بیٹھینگے سر جھکا کے ابد تک صفا سے ہم

ظلمات ہو جہان سبھی اے عابد آن مین
دین گر نظیر ماہ کو روے صفا سے ہم

خدایا یہی تجھہ سے پوچھا کرین ہم
ترے گھر مین ہر بت کی پوجا کرین ہم

دوئی جب نہین ہے تو پھر کیا قباحت
صنم اور خدا کو جو اک جا کرین ہم

نہین ہے جو موقع کوئی گفتگو کا
خموشی ہی مین تجھکو دیکھا کرین ہم

مرے ہاتھہ سے دست نازک ملا کر
لگے کہنے عاشق سے پنجا کرین ہم

خفا ہو کے عابد کہین کچھ کا کچھہ وہ
اسی کو خوشی اپنی سمجھا کرین ہم

عاشق ہین ترے شایق گلشن تو نہین ہم
ہین دوست ترے دوست کے دشمن تو نہین ہم

کیون اتنی صفائی پہ کدورت ہے ہمارا کیا
دل صاف کہو ہم سے کہ بدظن تو نہین ہم

بوسہ ہی جو لینگے تو رضا سے تری لینگے
کچھہ چور نہین سارق و رہزن تو نہین ہم

ذرے ہین تحمل مین ترے عرش سے تا غرب
ہمدم ہین ترے ذرۂ روزن تو نہین ہم

خاکی ہے بشر اسلئے ہین خاک کے مانند
کیون تیزی و سختی کرین آہن تو نہین ہم

ملنا جو ہو بُت کو تو ملے کعبہ دل مین
کاشی مین نہ بلوا سے برہمن تو نہین ہم

بھاتی نہین دکھنی کو ادا سے بُت انگلنڈ
اے صاحبو کچھہ ساکن لنڈن تو نہین ہم

سو موتی کی درخواست جو وہ کرتے ہین ہمسے
لے آئین کہان سے کہو معدن تو نہین ہم

عابد سے یہان پوچھتے ہین حال نکیرین
یہہ بات نئی ہے تہ مدفن تو نہین ہم

ترے گھر سے کبھی نہ جائین ہم
مسکن اپنا یہین بنائین ہم

اب یہ ٹہانی ہے زہر کھائین ہم
رنج کب تک ترا اُٹھائین ہم

تہا جو کچھہ نذر کر دیا تیری
دوسرا دل کہان سے لائین ہم

دل مُضطر کو چین آجائے
آترے منہہ سے منہ لگائین ہم

پوچھتے ہین وہ کس پہ مرتے ہین
ہم کو حیرت ہے کیا بتائین ہم

یون وہ جھنجلا کے وصل مین بولے
پھر نہ ایسون کو منہہ لگائین ہم

جی مین ہے اِن بُتون کی اُلفت مین
دل کو ہندوستان بنائین ہم

غیر سے وان مزے اڑاؤ تم
اور یہان اپنا جی جلائین ہم

ہنسکے عابد سے یون وہ کہتے ہین
آ تجھے آج آزمائین ہم

ہجر مین اُس بُت کے کیا روتے ہین ہم
ہاتھہ اپنی جان سے دھوتے ہین ہم

خُلد کے ملنے مین ہے پھر کیا کلام
حضرتِ آدمؑ کے جب پوتے ہین ہم

وان اجل سر پہ ہمارے آ گئی
اور ابھی غفلت مین یان سوتے ہین ہم

پھر وہین سر پر شبِ ہجر آ گئی
اور ابھی یان اُٹھہ کے منہہ دھوتے ہین ہم

اُس کے ابرو دیکھکر روتے نہین
تیغ کو جلاّد کی دھوتے ہین ہم

وان اُنھین پروا نہین ہوتی ذرا
اور ذلیل و خواریان ہوتے ہین ہم

عاشقون کے ساتھہ ہنستے ہین مُدام
عابدون مین بیٹھکر روتے ہین ہم

جب عشق مین تیرے مر گئے ہم
دنیا ہی سے بس گذر گئے ہم

شکل آئی نظر تمہاری اُسمین
جب آئینہ دل کو کر گئے ہم

آتا ہے ترا خیال بھی ساتھہ
دوڑے دوڑے جدھر گئے ہم

کعبہ کو چلے تھے دیر پہنچے
جاتے تھے کدھر کدھر گئے ہم

جب وصل ہوا کسی کا عابد
خوش ایسے ہوے کہ مر گئے ہم

کوئی اور دیکھا نہ تم سا صنم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ تم سے پھرے ہین نہ پھر جائین ہم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

مری زندگی ہے فقط تیرا دم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

مقدر تو میرا ہے تیرا قلم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

ہے طاق حرم تیرے ابرو کا خم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

برابر ہے آصف کے دارا نہ جم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

کرینگے نہ اب بات عابد سے ہم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

تجھی سے ہین آباد دیر و حرم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

گلی ہے تری رشکِ باغِ ارم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نگہبان ہین میرے شاہِ اُمم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

تجھے دیکھکر بھولے سب رنج و غم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

کیا کرتے ہو تم ستم پر ستم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ دنیا کا غم ہے نہ عقبیٰ کا غم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

خدا کے کرم سے ہے شہ کا کرم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

نہ سمجھا ہے عابد حدوث و قدم
خدا کی قسم ہے خدا کی قسم

ہوئی ہے آج کسی کی خبر ہمین معلوم
ہمارے دل مین ہے جسکا گذر ہمین معلوم

پتا چلیگا کہان عرش پر تو کچھہ بھی نہین
مکان دلمین ہے کسکا گذر ہمین معلوم

چڑھے نہ دار پہ منصور کیطرح یہ بھی
بلند ہوتا ہے کچھہ اپنا سر ہمین معلوم

جہان مین تخم عمل آج ہم جو بوتے ہین
بنینگے حشر مین کل وہ ثمر ہمین معلوم

نام تاریخی قصیدہ

کسی کے عارض تابان کا عکس ہے عابد
نہین ہین چرخ پہ شمس و قمر ہمین معلوم

تصدق بر جمال غوث اعظم رض
فدا ایم بر کمال غوث اعظم رض

قدم بر گردن جملہ ولی زد
زہے جاہ و جلال غوث اعظم رض

بصید مرغ جانہا دانہ دام
بباشد زلف و خال غوث اعظم رض

چو رخسار مبارک ہست خورشید
بود ابر و ہلال غوث اعظم رض

بزرگان جہان سادات و سردار
ہمہ اولاد و آل غوث اعظم رض

بحال و قال پیغمبر مطابق
سراسر حال و قال غوث اعظم رض

بدرگاہ الٰہی در تقرب
ندارد کس مثال غوث اعظم رض

ربیع الثانی ز از دیافت تکریم
کہ شد ماہ وصال غوث اعظم رض

مکن بیتاب این تشنہ دہان را
الٰہی از زلال غوث اعظم رض

بدست آید کنم کحل الجواهر — اگر خاکِ نعالِ غوثِ اعظم رض

دلا اندر جهان خلقِ عظیم ست — همه واللہ خصالِ غوثِ اعظم رض

الٰہی میر محبوبِ علیخان — غلامِ خرد سالِ غوثِ اعظم رض

بماند از شر و ردِ هر محفوظ — بافضالِ کمالِ غوثِ اعظم رض

ق

زصدقِ دل بعالم هست عابد
عبودیت سگالِ غوثِ اعظم رض

خود بفرما ناصحا در باندارِ کیستم — تو نه بشناسی مرا دُکّاندارِ کیستم

در گلستانِ جهان دارند گُل صد رنگ و بو — همچو خار اُفتاده من در کوهسارِ کیستم

جستجوے یار کردم خویشتن را یافتم — شکلِ خود پیشِ منست آئینه دارِ کیستم

واعظا هر بار گوئی رازقِ خود را شناس — این نمی فهمی که من خود رزق خوارِ کیستم

اضطراب دل چو سیماب و نمی باشد قرار — اختیارم نیست من در اختیارِ کیستم

در حقیقت صورتِ برگ خزانم زرد رو — گل نیم تو خود بگو دلدارِ کیستم

عابدا هر وقت حق گوئی کنی منصور وار
ناصرا نصرت بده من رازدارِ کیستم

من بدل محوِ غدارِ کیستم — آئینه دارِ بهارِ کیستم

ہے نمیدانی مرا اے جامہ زیب — من بجان و دل نثارِ کیستم
من ترا دلدارِ خود دانستہ ام — تو نمیدانی کہ یارِ کیستم
ہمرہِ بادِ صبا وقتِ سحر — بوے گل آسا غبارِ کیستم
صورتِ نقشِ قدم در کوے عشق — خاک گشتم خاکسارِ کیستم
خواب و آرام ز دل بیرون شدہ — روز و شب در انتظارِ کیستم
ذرّہ نبود بدستم اختیار — پس بگو در اختیارِ کیستم
حق شناسم محوِ حقگوئی شدم — ہمچو منصورم بدارِ کیستم
جامِ مے مینوشم اندر بزمِ عشق — ساقیا گو سرشارِ کیستم
مرغِ دل گوید بزلف و کاکلش — من نمیدانم شکارِ کیستم

در تحیرہست عابد مثلِ عکس
امتیازم نے بکارِ کیستم

گونہ پنداری چنین لایق منم — لیک بہرِ وصلِ تو شایق منم
با مریضان گوید آن رشکِ مسیح — در طبیبانِ جہان حاذق منم
صبحدم از غیب می آید ندا — جملہ را روزی رسان رازق منم
در گلم روزِ ازل بیوست عشق — جملہ معشوق اند و یک عاشق منم

غزل — حضرت پیر دستگیر رح

چون نباشم عابد امن پیش رو
در گروہ سالکان فایق منم

صبح بر بارگہِ عشق گذارے دارم
نوش کردم چو مے عشق خمارے دارم

تا پگلگشتِ چمن صحبتِ یارے دارم
من ازان لالۂ یک داغ چہ کارے دارم

در دلِ خویش بصد رنگ بہارے دارم

منزل و مرحلۂ عشق کو ہون کرتا طے
جلوہ آنکھونمین پھرا اک بتِ میخوار کا ہے

بادۂ عشق تو اب پی رہا ہون پے در پے
نشنوم پند تو ہرگز نکنم توبہ زمے

زہد او ربغل امروز نگارے دارم

نرگسی چشم کا تیری ہے تصور ہر دم
مثلِ آہو کیا دشتِ ختن و چین مین رم

کیون صبا لاتی ہے خوشبوئی گلہائے ارم
نکہتِ زلفِ تو بیدمِ شامِ جانم

چون بدل آرزوے مشکِ تتارے دارم

کشورِ عشق مین رہتا ہون سنو حال ذرا
نورِ حسن اُسکا مرے دیدۂ دل مین ہے بھرا

گلِ بشگفتہ و ریحان سے ہے گلزار اپرا
خواہشِ سیر و تماشاے چمن نیست مرا

در نظر جلوۂ آن لالہ عذارے دارم

قیس و فرہاد مین رہتے مرے آگے نادم
کون ہے مدرسۂ عشق مین ایسا عالم

عشق کے دیکھے رسا ہین سراپا سالم
خلشِ سینۂ افگار چہ پرسی ظالم

در دل از جنبشِ مژگانِ تو خارے دارم

نوش کرتے ہین مے عشق بجامِ زرکش
اور سدا ہاتہہ مین ہے عشق کے تیر و ترکش
پہلوان عشق کے میدان مین ہونگے سرکش
ناصحا چند نصیحت بکنی دم درکش

ہمچو آئنہ بدل از تو غبارے دارم

نجد مین چشم سے مجنون کی تہا جاری چشمہ
گھیرے رہتے تہے اُسے آہوئے صحرا اُسجا
آہِ عابد سے تو ہوگا نہ کبھی شر ایسا
ترسم از خرمنِ ہستی دو عالم ورنہ

همہ را غزل ہمچو شاعر بدلِ خویش شرارے دارم

کوچہ سے ترے یار نکلنے کے نہین ہم
پہر دوسرے میدان مین چلنے کے نہین ہم
سر دینے کا اقرار بدلنے کے نہین ہم
مرجائین گے پر بات سے ٹلنے کے نہین ہم

عشاق کی دھمکی سے دہلنے کے نہین ہم

معشوق نے افسوس کیا ہم سے کنارا
ہے گلشنِ رخسار کا غیرون کو نظارا
محفل مین تری اب جو نہین اپنا گذارا
خوش خلق رہے گل سے وہ لالہ عذرین خدارا

جون خار ترے آنکہون مین سلنے کے نہین ہم

ہے ضعف بہت ہم کو توانائی کہان ہے
نالے کی چہڑی ہاتہہ مین بہی آئی کہان ہے

پوچھا نہ کبھی اپنا وہ شیدائی کہان ہے
بے مونس و بے یار تمنائی کہان ہے
جز وصل ترے یار سہلنے کے نہین ہم

ہے دشت نوردی سے پڑے پاؤن مین چھالے
اب وحشت دل نے ہین مرے پاؤن نکالے
اِک آگ سی اِس سینۂ سوزان مین ہے والے
یاد آتے ہین شیشے و صبوحی کے پیالے
ہے نشۂ عشق ایسا او چھلنے کے نہین ہم

آنکھونمین ہے عابد کے وہ دامن کا جھٹکنا
مژگان سے ہوا سینہ مین برچھی کا کھٹکنا
ہے کانونمین دو موتی کی لڑیون کا لٹکنا
نرگس ہا اگر دیکھے نہ آنکھون کا مٹکنا
مرزا جان شہواد کبھی پہولنے پہلنے کے نہین ہم

روتے ہین عالم کو رُلاتے ہین ہم
آنکھونسے بس اشک بہاتے ہین ہم
رنگ دوئی دل سے مٹاتے ہین ہم
ڈہونڈہتے ہین اُسکو نہ پاتے ہین ہم
ساتہہ ہے وہ جان کہین جاتے ہین ہم

پیشِ نظر جلوے یہ جس جس کے ہین
ہم صفتِ غنچہ و نرگس کے ہین
کہدین اشارے سے ابہی اسکے ہین
دُور ہین یا پاس ہین ہم کسکے ہین
بندے اُسیکے ہی کہلاتے ہین ہم

دم کے سوا اپنا تو ہمدم نہین
بیخودی کا اپنی وہ عالم نہین

محو ہین عنقا سے تو ہم کم نہین
ہم نہین ہین ہم نہین ہین ہم نہین

دیکھنے کو ہم نظر آتے ہین ہم

یاد مین اپنی ہے حقیقت کی راہ
دل مین شریعت کی طریقت کی راہ
اپنی تو نظرون مین ہے وحدت کی راہ
چھوڑ کے وحدت چلے کثرت کی راہ

اسلئے بس ٹھوکرین کہاتے ہین ہم

بڑ گئی عشاق مین ہے اپنی شان
عشق مین جو دیکھے دل اور جان
پاتے کلیسا مین نہین آن بان
دل مین بتون کی ہے پرستش کا دہیان

قبلہ طرف سر کو جھکاتے ہین ہم

ابروے محبوب وہی کعبہ ہے
کہتی ہے مخلوق سبھی کعبہ ہے
شیخ کا گرجا جی کعبہ ہے
دل جو ہمارا ہے یہی کعبہ ہے

کعبہ کو بتخانہ بناتے ہین ہم

دیکھکے صورت تری دم سکتے سے
رہگیا سینے مین ہے جم سکتے سے
کیا بڑے عابد کا قدم سکتے سے
روبرو خاموش ہین ہم سکتے سے

خمسہ بر غزل

پیچھے بہت باتین بناتے ہین ہم

اسکے دیوانہ ہین اور صاحب دیوان ہین ہم
سر بسر سود ہین گر جانو تو نقصان ہین ہم

ہند سے کعبہ کے جانے کو پریشان ہین ہم
کرتے غرہ سے جو یہ دعوئے ایمان ہین ہم
کفر یہ ہے اِسے توڑے تو مسلمان ہین ہم

گنتے ہین ہجر کے دن ثالث و رابع خامس
شجرِ غم کا ہوا عشق ہے دل مین غارس
جسم کو اپنے سمجھتے ہین زر و نقرہ و مس
چشم و اہم جو ہین اس باغ مین شکلِ نرگس
نہین معلوم کسے دیکھکے حیران ہین ہم

دلسے نزدیک و ہرا ہے درِ جانان کا داغ
دل کبوتر سا ہے قاصد ہوا یا مثلِ کلاغ
نہ تو ہنگامِ بہاری نہ تو صرصر زدہ باغ
نہ تو ہین نکہتِ گل اور نہ ہمدو دِ چراغ
پر ہے یہ حال کہ باحالِ پریشان ہین ہم

دلکو رہتی ہے سدا وصل کی اُسکے اُمید
صاف ہر لختِ جگر ہے گلِ باغِ جاوید
جبکہ خورشید نکل آئے تو ہو صبح پدید
داغ سینہ کا چھپے کیونکہ بزنگِ خورشید
رکہتے مانندِ سحر چاک گریبان ہین ہم

ہے جہان مین تو بہم فصلِ ربیع اور خریف
ہے کہین خلق کرخت اور کہین طبع لطیف
کس طرح ہو سکے عابد کی زبا تو صیف
اے ظفر اُسنے تو انسانکو بنایا ہے ضعیف
ضعف نالے کرین کیونکر نہ کہ انسان ہین ہم

دولتِ دنیا و اقبال و حشم دینگے ہم
نوبت و ملہی مراتب اور علم دینگے ہم

گوہرِ شہوارِ اشکِ چشمِ نم دیدینگے ہم
دل اگر مانگو گے تم کو اے صنم دیدینگے ہم

پر نہ دینا اور کو یہ بھی قسم دیدینگے ہم

عاشقِ نالان کا رہتا ہے جو ہر اک رقیب
جا پہنچتا ہے جو نالہ آسمانون کے قریب

کہتا ہے تشخیص کر کے عشق کا ہر اک طبیب
زاہد بیمغز کو ہو گی نہ کیفیت نصیب

جامِ مے کیا گرچہ اسکو جامِ جم دیدینگے ہم

آب وصلت کی بڑی ہے تشنگی کیونکر بجھے
خاک کردیگی کسیکے عشق کی سوزش مجھے

پوچھتا تھا صبح سے تا شام کچھ بھی نا بجھے
یہ ہی تھا تقدیر مین لکھا کہ اے نوخط تجھے

یون دل و جان دین و ایمان بتکلیم دیدینگے ہم

کیا کرین کس سے کہین آدل ہماری حسرتین
دور ہین اُس شوخ سے حایل ہماری حسرتین

ہے کمالِ عشق سے کامل ہماری حسرتین
سب نکل جانیگی اے قاتل ہماری حسرتین

جب تڑپکر دم ترے زیرِ قدم دیدینگے ہم

ہے پہنچتا دل ہی دلمین آجکل پیغامِ دوست
باعثِ آرامِ دل اپنا رہے آرامِ دوست

گرچہ ہے عابد ضرورتی نقدِ جان انعامِ دوست
کندہ ہے دل کے نگینہ پر ہمارے نامِ دوست

حمزہ برغزل
اے ظفر کیونکر کسی کو یہ رقم دیدینگے ہم

بہرِ صیدے بے تحاشا میروم
می روم با صد تمنا میروم

همچو مجنون زار و شیدا میروم
نوبهار آمد بصحرا میروم

از میان شهر رسوا میروم

چون نسیم صبح هر دم در چمن
سیر گلهای نمایم در چمن

بلبل خوش نغمه خوانم در چمن
قمری اقبال مندم در چمن

در رکاب سرو رعنا میروم

پڑ رہی ہے کیا جھڑی اب کے برس
یار کے ہمراہ مے پیتا ہون بس

کیون دکھاتے ہو مجھے خوف عسس
پاکباز ان را نباشد ترس کس

من ببزمش آشکارا میروم

کیا کہون ہے یار اپنا مے پرست
اور خواہش سے رکھے ہے گل بدست

مین بھی ہون اُسکی مے اُلفت سے مست
خلق گوید گل ببازار آمد است

میروم بهر تماشا میروم

صاف دل اُسکا ہے مثل سنگ پشم
قاقم و سنجاب کو جانے ہے پشم

عاشقون پر ہے ہمیشہ پُر زخشم
کرد سر گردان مرا آن شوخ چشم

گرد باد آسا چو تنہا میروم

جبکہ مضمون دلی ہو جاے فاش
ہر سخن عابد کا ہوگا دلخراش

گرچہ ہے صیاد ہر دم یار باش
وحشی رم کردہ را کردم تلاش

مثل ماہ سر بصحرا میدہم

ردیف نون

یہ وہ زباں پہ میری ہے ثنا حضرت خواجہ معین الدین ع

اور مجھکو وظیفہ صبح و مسا ہے حضرت خواجہ معین الدین

جسوقت زیارت کی دل کی عرض دہی جو چاہا دل

تم ہو تو مری حاجت بھی روا ہے حضرت خواجہ معین الدین

کہتی ہے تہین سب خلق اللہ ہو ہند و دکن کے شاہنشہ

واللہ کہ شاہِ ہر دوسرا ہے حضرت خواجہ معین الدین

جتنے ہین جہان مین اہلِ چشت ہر ایک کو سمجھین رکن بہشت

بخشندہ جملہ فیض و عطا ہے حضرت خواجہ معین الدین

عابد بھی غلام چشتی ہے جو اسکے گنہ کی کشتی ہے
ساحل پہ اُسے لاے بخدا ہے حضرت خواجہ معین الدین

تو معبود مین عبد نابود ہون
تجھے جان کر مین ہوا بود ہون

تری دولتِ وصل ہے خوب شئے
نہین چاہتا اس سے افزود ہون

ہے ایجاد یہ میری تیرے لئے
مقرر ہین معبد کا مقصود ہون
ہین ساتون فلک میرے ساجد دوام
کہ ہر ایک کا سود مسجود ہون

ہر اک عبد طالب نہ کیون ہو میرا
کہ عابد ہون اور محمود ہون

ہم تو کچھہ آپ کے جدید نہین
اپنی درخواست بھی مزید نہین
لطف و اشفاق سے ترے دایم
روسیہ کون روسفید نہین
ہے ظہور اتمہارا ہر شے مین
ورنہ کچھہ بھی یہان پدید نہین
مجھہ پہ الطاف کی نظر ہو سدا
تیری قدرت سے کچھہ بعید نہین

رہیو عابد بمرضی والا
کچھہ تقاضا مرا شدید نہین

کسی کروٹ قرار آتا نہین اس دل کو فرقت مین
دکھا دے تو گل راحت خدایا باغ وصلت مین
نہین اک بدرہی گھٹنے لگا ہے دیکھکر تجھکو
کہ مہر خاوری بھی جل رہا ہے تیری حسرت مین
نہ لیٹے نیند آتی ہے نہ بیٹھے چین پڑتا ہے
لگا کر دل صنم سے پڑ گئے ہم ایک آفت مین
فراغت مین جو ہمدم ہو خوشا مد کو نہ کر یاد
وہی ہے آشنا جو کام آئے درد و محنت مین
تمہارے عاشق صادق کا دل کیونکر کہان بہلے
پری ایسی پرستان مین نہ ایسی حور جنت مین

بہر سو باغِ ہستی مین پھرے ہم ایک مدت تک
نہ دیکھا پھول پھل اک سرو مین اک نخلِ الفت مین

دعا عابد کی ہے ہر آن محبوبِ الٰہی سے
ترقی ہو مرے آقا کی ہر دم شان و شوکت مین

یہ طرفِ نورِ یزدانی محمد شاہِ چشتی ہین
بفیضِ احمدی بانی محمد شاہِ چشتی ہین

جو ہین پیرِ طریقت حضرتِ خواجہ معین الدین
نمونہ باعلو شانی محمد شاہِ چشتی ہین

خلافت سے ہوئی ہے جانشینی بسکہ زیبندہ
کہ شہ خاموش کے ثانی محمد شاہِ چشتی ہین

نہ کیونکر طالبون کے دل ہین پروانہ سا تابان
چراغِ بزمِ عرفانی محمد شاہِ چشتی ہین

وہ جلوہ شاہدِ مقصود کا دکھلاتے ہین ہر دم
بانوارِ درخشانی محمد شاہِ چشتی ہین

شرابِ معرفت سے مست طالب رہتے ہین انکے
زہے ساقیٔ فیضانی محمد شاہِ چشتی ہین

مثالِ ثابت و سیّار محفل طالبون کی ہے
قمر با نورِ نورانی محمد شاہِ چشتی ہین

حقیقت مین حصولِ دیدِ چشمِ دل سے ہے بیشک
خدا بینی خدا دانی محمد شاہِ چشتی ہین

نظر آتا نہین ہے صابری عابد کو اب ایسا
علیمِ فیضِ ربّانی محمد شاہِ چشتی ہین

نہین فکر مجھکو یہان و وہان تیرا رنگ مجھ مین جو ہے نہان

نہ سمجھ کے کرتے ہین وہ بیان نہ سنون نصیحتِ ناصحان

جسے ڈھونڈتا ہے سبھی جہان نہین جانتے کہ وہ ہے کہان

میری چشمِ دل مین ہے وہ عیان اُسے سب سمجھتے ہین عارفان

توئی اولین توئی آخرین توئی آسمان و توئی زمین

توئی قبلِ ما توئی بعدِ ما توئی عرش و کرسی و لامکان

دلِ زار ہوگا پُر از محن ہوا عشق رونقِ انجمن

کہون کیا کہ قلزم موجزن ہوا ایک قطرہ مین ہے وان

یونہین اک زمانہ گیا گذر وہ جدھر تھے ہم ہی رہے اُدھر

نہ کسی کو اُس کی تھی کچھہ خبر نہ سمجھتے ہین اُسے این و آن

رہے کعبہ مین کبھی دیر مین تھے حجاز و ہند کی سیر مین

رہِ کفر و دین سے وہ غیر مین ہوئے شیخ و برہمن اندران

عجب آئی فصلِ بہار ہے دلِ بلبل اُسپہ نثار ہے

کہ وہ ایک تا بہ ہزار ہے کہ ہے ایک غنچہ مین گلستان

لبِ بام وہ ہوا جلوہ گر نہ وہ مہر ہے نہ وہ ہے قمر

مجھے آئی قدرت حق نظر کہ دیا دکھائی وہ ناگہان

تیرا عابد اب ہوا اوصفا کہ ہے فیضِ ناصر باخدا

رہا عشقِ احمدِ مصطفےٰ تیرے دلمین تجھ ہوا ازدان

تو مجھسے ہو گیا پنہان کہان جاؤن کسے پوچھون
نہین ہے طاقتِ ہجران کہان جاؤن کسے پوچھون

ہوا ہون تا ترے وعدے مین غرق اے واعظِ مشفق
بتا دے نامحِ نادان کہان جاؤن کسے پوچھون

مجھے اے ساقیِ مہوش پلا جام مے بے غش
سخن دلکش ہر عنوان کہان جاؤن کسے پوچھون

ارادہ نارِ دل کا ہے تا سدرہ پہنچ جاؤن
نہین ہین ساتھ ہمراہان کہان جاؤن کسے پوچھون

پسند اہلِ دل یکسر مرے اقوال ہین مشتاق
ہین قہقہے کرتے کیونکر ان کہان جاؤن کسے پوچھون

شگفتہ مثلِ گل ہے دل پہنچکر عشق کی منزل
نہین ہے مجھکو اب شایان کہان جاؤن کسے پوچھون

ترے وصیف ہو کس سے نہین ممکن ثنا ہووے
ہے شششدر یوسفِ کنعان کہان جاؤن کسے پوچھون

ترے نازو کرشمہ پر سراسر دل تصدق ہے
مری جان تجھپہ ہو قربان کہان جاؤن کسے پوچھون

بفضلِ ناصرا ے عابد بجتھے ہے رازِ دل حاصل
نہ کہہ دل مین تو رکھہ عرفان کہان جاؤن کسے پوچھون

تم نورِ حق نہان ہو ہزاروں حجاب مین
مشتاقِ دید کیون نہ رہے اضطراب مین

وہ مہروش نہایا جو دریا کے آب مین
ہے نور آفتاب کا ہر ہر حباب مین

ہے شیخ کیا یہ مسئلہ تیری کتاب مین
مے نوشیان حلال نہین ہین شراب مین

عکسِ جمالِ یار نہین ہے شراب مین
چمکا ہے ماہتاب نیا آفتاب مین

تکرار نامہ برسے ہے کچھہ میرے باب مین
تاخیر ہو رہی ہے جو خط کے جواب مین

تھوڑی سی پیکے گہر کا پتہ پوچھنے لگا
زاہد کے ہوش اُڑ گئے جلوہ شراب مین

یارب ہو ربط عاشق و معشوق یون بہم
جیسا ہے ارتباط شراب و کباب مین

وہ لالہ رو ہو گالون سے سرخی ٹپکتی ہے
رنگت کہان سے آگئی ایسی شباب مین

عاشق کو اپنے بوسہ بھی دینا ثواب ہے
اقبال کر لین آپ ہون داخل ثواب مین

افشاء راز آپ کی اُلفت نے کر دیا
قصہ ہمارا درج نہین کس کتاب مین

کھنچی ہے کس کے زخم سے انگور کی مغان
آتا ہے فن دل کا مزا جو شراب مین

دل مین ہو اور خیال مین پر سامنے نہین
کرسی پہ آکے بیٹھو تو میرے جواب مین

یوسف کا حسن سنتے ہی معلوم ہو گیا
بڑھ کر ہو تم تو اُنسے بہت آب و تاب مین

بیہوشیان پسند ہین نفرت ہے ہوش سے
سوتے ہین ہم تو آتے ہین اکثر خواب مین

رشک و حسد سے پاک خدا نے ہمین کیا
حاسد تمام رہتے ہین کس پیچ و تاب مین

موسم شباب کا تو نہین اس سے فائدہ
ڈاڑھی جو تو نے شیخ رنگی ہے خضاب مین

اُس بادہ کش کو بادہ کشی کا جو شوق ہے
ساغر ہے آفتاب کا بزم شراب مین

مُلکی ہمارا شاہ کرے گا ہمین عطا
نوبت ہماری آئیگی اب کے خطاب مین

ہون جرم سارے عفو بحق حبیب خویش
عابد کی یہ دعا ہے خدا کی جناب مین

کیا کچھ مزے تھے اپنے بھی عہدِ شباب مین
رہتے تھے مست آٹھ پہر ہم شراب مین

تڑپا رہے ہین اور مجھے اضطراب مین
جھلکی سی اک دکھا کے وہ اپنے نقاب مین

در پردہ جان لیتے ہو عاشق کی جانِ جان
اچھی ادا نکالی ہے تم نے حجاب مین

پڑھتے ہین لوگ نماز جنازے کی بعد قتل
لیکر عذاب ہوتے ہین داخل ثواب مین

ممنون جان و دل سے ہوں تیرا مین جانِ عشق
وہ آپ آگئے مرے خط کے جواب مین

پیشِ نظر ہزارون کتابین رہین مگر
جو وصف تیرے رُخ مین ہین کب ہین کتاب مین

عابد عبث ہے نازِ تمہین اُس کی چاہ پر
فرمائے تو آپ ہین وان کس حساب مین

کب خوشی ہوگی مجلسِ غم مین
لُطفِ جنّت کہان جہنّم مین

یہ صفت ہوگئی ہے اب ہم مین
مرکے جیتے ہین اپنے ہر دم مین

تعزیت کو مری وہ آئے ہین
کیا خوشی ہو رہی ہے ماتم مین

اُس کی مرضی پہ ہوگیا راضی
جو مزہ بیش مین وہی کم مین

کب پسینہ ہے اُسکے چہرہ پر
گہر گیا آفتاب شبنم مین

تلخ دشنام نے مجھے مارا
ہے کہان یہ اثر کسی سم مین

قابلِ دید ہے یہ آئینہ
شکل ہے تیری چشمِ پُرنم مین

دل کا ناسور بہر نہین سکتا
کچھہ اثر اب نہین ہے مرہم مین

عابدون کے لئے ہو آبِ طہور
غسل دو مجھکو آبِ زمزم مین

مین ہون عابد بہی اور عاشق بہی
ہے یہ مشہور سارے عالم مین

لگا ہے اِسلئے دل عاشقی مین
یہ سر جائیگا اُسکی پیروی مین

یہ طراری یہ شوخی ہے کسی مین
لیا کرتے ہین وہ دل کو ہنسی مین

خدا شاہد ہے اُن سا اور کوئی
نہ دیکھا مین نے اپنی زندگی مین

کہین مطلب کی باتین فاش ہونگی
کہون کیا تم ذرا سوچو تو جی مین

بہت دن ہو گئے چہوڑے ہوئے گہر
ٹہکانہ کر لیا تیری گلی مین

زمانہ مین خوشامد مال کی ہے
نہین کوئی کسیکا مفلسی مین

جو باتین راز کی مخفی ہین عابد
سر بازار کہتے ہو خوشی مین

شورِ محشر عشق مین برپا کرون
تو ہی ڈر جاے تو پہر مین کیا کرون

کاشی جاؤن یا حرم جایا کرون
اُسکے ملنے کے لئے کیا کیا کرون

اِس جبین کا یہ مقدر ہو خدا
سنگِ در پر اُسکے سر رگڑا کرون

یا غبان کی تو تو جہہ ہی نہین
مثلِ گل کب تک مین کملایا کرون

وصل مین ہوتا رہے میرا وصال
آپ فرمائین تو مرجایا کرون

دردِ دل اپنا ہے اپنے واسطے
چیز یہ ایسی نہین بانٹا کرون

صبح ہوتے ہی وہین پھر شام ہے
اس جہان پر کسطرح تکیہ کرون

عاشقِ صادق ہون طالب وصل کا
کیا طلب تجھسے مین اک بوسہ کرون

ہے زمانہ کی تگاپو بے حصول
اُسپہ ہی عابد نہ کیون تکیہ کرون

تذکرہ کچھہ آپ کا اچھا کرون
صورتِ منصور مین چرچا کرون

دل مین آتا ہے کہ بُت پوجا کرون
تیری صورت رات دن دیکھا کرون

ایک خوش ہوگا تو اک ہوگا خفا
کافر و مومن کہو مین کیا کرون

بے سمجھ کے کوئی کام اپنا نہین
ناصحِ نافہم کیون توبہ کرون

حُسن آرائی کا اُسکو ہے خیال
اُسکی خاطر دل کو آئینہ کرون

کس کو جنّت چاہیئے اور کسکو حور
تو ملے تو اُن کو لیکر کیا کرون

اِس محبّت پر یہہ دوری کس لئے
تم نہین آتے تو مین آیا کرون

دل مرا کعبہ بھی ہے اور دیر بھی
ایک مین دو جلوہ مین دیکھا کرون

رند مشرب ہون مجھے کچھہ ڈر نہین
عابد و زاہد کو مین سیدھا کرون

مرے دل مین کر چکا گھر خدا مجھے اب خیالِ بُتان نہین

مگر اپنے بُت کی کرون صفت مرا منہہ نہین یہ زبان نہین

ملے برہمن مجھے دَیر مین ملے شیخ کعبہ مین بہی اگر

کوئی پوچھے مجھسے ترا پتا کہون کیا کہان ہے کہان نہین

جو احد مین میم بڑہا دیا تو حقیقت اُس کی ہو کب جُدا

فقط اتنا پردہ ہے درمیان یہ سمجھہ نہان ہے عیان نہین

مجھے تیرے بہیدون کی ہے خبر کوئی مجھسے پوچھے انہین اگر

وہ کہون پتہ کی ذرا ذرا وہ بتاؤن جس کا گمان نہین

مرے دم کیساتہہ خدائی ہے نہین دم تو بات پرائی ہے

نہ رہون مین جبکہ جہان مین تو جہان نہین یہ جہان نہین

وہی دَیر مین وہی کعبہ مین تجھے واعظ اتنی نہین خبر

تو بتادے تو ہم کو کوئی جگہ کہ جہان خدا کا مکان نہین

یہ عبادت آپکی عابد و کرے وہ کریم قبول سب
تمہین فکر جسکی ہے رات دن اُسے دیکھلو وہ نہان نہین

اہلِ زبان بہت ہین فصیح اللسان نہین
جو داغ کی زبان ہے ایسی زبان نہین

وہ کونسی جگہ ہے جہان وہ عیان نہین
دیکھو تو میری آنکھ سے اُسکو نہان نہین

جلوے اُسیکے ہین یہ اُسی کا ظہور ہے
واعظ یہ ظاہرا کوئی حُسنِ بتان نہین

مجھکو وفا سے کام اطاعت سے واعظا
پروا نہین بلا سے جو وہ مہربان نہین

لیلےٰ وشون سے پوچھئے مجنون کی حالتین
جسکو کہے ہر ایک یہ وہ داستان نہین

سر کا ٹکر جو غیر کا وہ بیدین مجھے
دنیا مین ہڑکے اس سے کوئی ارغان نہین

وہ مجھسے پوچھتے ہین مری دلگی کا حال
پھر اور بات کیا ہے جو یہ امتحان نہین

واعظ کو خبط ناصح نادان ہے بیوقوف
دونون مین ایک اُسکا نہین رازدان نہین

اُس بُت کے گھر مین دیکھئے کسکی طلب ہے آج
دربان ہین در سے دُور کوئی پاسبان نہین

عابد جو کچھہ کہے اُسے ہر دم سنا کرو
مانو بہی بات کو نہ کہو میری جان نہین

مین تجھسے نا اُمید ہون ایسا بشر نہین
وہ کونسی جگہہ ہے جہان تیرا گھر نہین

مجھپہ نظر ہے یار کی تجھپہ نظر نہین
واعظ مین مست ہون مجھے اپنی خبر نہین

مطلق کو قید کر دیا نازان ہو عقل پر
اے ناصحو کہو وہ کہان ہے کدہر نہین

ضدی مزاج شوخ طبیعت ہے یار کی
نکلی اگر نہین تو وہ پھر عمر بھر نہین

تو غیرت پری نہین بیشک ہے رشک حور — دعوے ہے جھوٹ سچ ترے باز دین پر نہین

حاجت بھی تیری حجر مین ا تو ہمال ہے — پر دا نہین ہے عاشق گرنا سہ پر نہین

انگیا دہن ہے تنگ تو غنچہ دہن ہوے — یہ عیب ہی ہوا ہے تنک جو کمر نہین

طمع جہان جہانین ہے بیدرد بے ثبات — جیسا درخت سرو کو حاصل ثمر نہین

بے یار دیار کوئی نفس رائیگان نہ کر — اس دم کا کیا بھروسہ ادھر ہے ادھر نہین

دھوکا نہ دیجے عطر کو پہچانتا ہون خوب — یہ عطر نے سہاگ کا عنبر اگر نہین

سمجھائین کسکو کون سنے کس سے ہم کہین — انکو ہماری بات کا مطلق اثر نہین

ناصح جنہین ہو کہنا انہین کہہ دیا کرین
عابد کے باب مین تو نہین استدر نہین

انہین معلوم کیون ہونگی ہمارے کاروبار کی باتین — کہان سیکھینگے بازاری یہ دربار کی باتین

تمہاری ایسی باتین ہین کہ عیار کی باتین ہین — ہماری یہ جو باتین ہین خریدار کی باتین ہین

پیئے ہین خم کے خم سارے ابھی ہشیار ہیٹھا ہون — ذرا سی پی تو اے زاہد یہ ہشیار کی باتین ہین

مقام عشق مین اپنے یہان کیا کام ناصح کا — بہت یہ دور کی باتین خبردار کی باتین ہین

خبر لے آتے ہین دنرات اپنے یار کی دایم — مرے ہر ایک دم مین صاف ہرکار کی باتین ہین

تری مجلس بھی واعظ ہوگئی ہے میکدہ سی کچھ — شرابون کا بیان ہے اور مے خوارون کی باتین ہین

لیا دلبر نے دل عابد سے پھر کہنے لگا ایسا
یونہی لیتے ہین دل تیرا یہ دلدار کی باتین ہین

ہندو کے گھر مین ہین مسلمان کے گھر مین ہین
حق بات پوچھتے ہین تو وہ میرے بر مین ہین

جلوہ فروز یون وہ ہماری نظر مین ہین
مشہود خیر مین ہین تو مستور شر مین ہین

واعظ کی پند عاشقون کے کام کی نہین
مصروف یہ تو مدحت دیوار و در مین ہین

بے پردہ آیئے یہان اغیار کون ہے
پردہ ہے کس سے کسلئے خوف و خطر مین ہین

عالم وہی تو لوگ ہین نکتہ ہے جنکو یاد
یہ اہدان خشک تو تحصیل زر مین ہین

دار و رسن وصل کہتے ہین دیتے ہین جان بھی
ملنے کے ڈھنگ اُنسے شراب نظر مین نہین

منزل کا کچھہ پتہ نہ ٹھکانے کا کچھہ سُراغ
عابد تمام بھٹکے ہوئے رہگذر مین ہین

شب وصل کا لُطف پائے ہوئے ہین
اسیواسطے ہم پھر آئے ہوئے ہین

یہ جُل دیکے دربان کو آئے ہوئے ہین
نہ روکو ہمین ہم بُلائے ہوئے ہین

رقیبون کی تعلیم سے کچھہ نہ ہوگا
وہ مدت کے اپنے سدھائے ہوئے ہین

مجھے اُنکی نظرون سے ثابت ہوا ہے
بغل مین مرا دل دبائے ہوئے ہین

مسلمان مین مومن ہین ہندو مین ہندو
وہ ماتھے کا قشقہ مٹائے ہوئے ہین

نصیحت ہین خود فضیحت ہے ناصح
یہ باتین تری آزمائے ہوے ہین

نہین کام اب تیرا قاصد چلا جا
یہان خود وہ تشریف لائے ہوے ہین

اگر ہوگئی ہے خطا عفو کیجے
کہ لاتقنطوا سُن کے آئے ہوے ہین

ٹھہرنے نہ پائے وہان جاکے عابد
گلی سے جو اُن کی پھر آئے ہوے ہین

سُن تو لون منہ سے ذرا اُنکے وہ کیا کہتے ہین
نیک کہتے ہین مجھے یا وہ بُرا کہتے ہین

رہتی ہے شیخ و برہمن مین یہ تکرار عبث
کسکو بُت جانتے ہین کسکو خدا کہتے ہین

اپنی چاہت کا خطاوار مجھے ٹھہرایا
مہربان خوب کہا اس کو خطا کہتے ہین

اِس زمانہ مین نہین جاکے چھپا ہے کس جا
نام باقی ہے فقط جسکو مزہ کہتے ہین

عشق کو ناصحِ نافہم بُرا کہتا ہے
لوگ اسواسطے سب اُسکو بُرا کہتے ہین

آپکا گر ہون خطاوار تو پھر دیر ہے کیا
جلد فرمائے کیا بہرِ سزا کہتے ہین

آپ ہی وعدہ کرین اور وفا بھی نکرین
اس سے بڑھ کر کسے بیداد و جفا کہتے ہین

ہین زمانہ کے عجب طور خدا خیر کرے
ہان دعا کیجئے عابد یہ بجا کہتے ہین

دوست پر جور و ستم آپ یہ کیا کرتے ہین
دشمن اپنے انہین باتو نہ ہنسا کرتے ہین

چال یہ کیسی زمانہ نے ہے سیکھی تم سے
دوست دشمن ہوئے سب میرا گلا کرتے ہین

دل چراتے ہین جو میرا نہین تم جانتے ہو
نہین معلوم کہان اب وہ رہا کرتے ہین

پہلے ہی مانگنے سے ملگئے بوسے شب وصل
حسن کہتا ہے ترا قرض ادا کرتے ہین

ہمکو آرام سے رکھا ہمین راحت دی ہے
اپنے مالک کی شب و روز دعا کرتے ہین

دوست عابد کے ہوئے ہاتہین لیکر تسبیح
راتدن بیٹہے ہوئے یاد خدا کرتے ہین

ہم جو مست شراب ہوتے ہین
ہائے کیسے خراب ہوتے ہین

دل کے ہاتہون سے کیا کہون یارب
جانپر کیا عذاب ہوتے ہین

آجکل دور مین ترے ساقی
ہم بہی خانہ خراب ہوتے ہین

ایک حالت نہین زمانے کی
روز یان انقلاب ہوتے ہین

اُن کا زیور پہ وہ خفا ہونا
لڑکے موتی عذاب ہوتے ہین

ٹہر جاے گی وصل کی شاید
اندنون اچہے خواب ہوتے ہین

تو وہ خورشید ہے تیرے پرتو سے
ذرے بہی آفتاب ہوتے ہین

سچے عاشق وہ اپنے چنتے ہین
ہم بہی اب انتخاب ہوتے ہین

تیرے فضل و کرم سے اب ہم کو
دیکہئے کیا خطاب ہوتے ہین

چلکے بیٹھو تو تم وہان عابد
ہم بھی حاضر جناب ہوتے ہین

وہ تو کب امتحان لیتے ہین
مفت عاشق کی جان لیتے ہین

جیسا ہوتا ہے چاہنے والا
دل مین اپنے وہ جان لیتے ہین

مرا دل دیکھکر وہ کہنے لگے
ہمتو ایسا مکان لیتے ہین

پہلے برعکس مجھسے چلتے تہے
اب جو کہتا ہون مان لیتے ہین

نذر کرتا ہون جب مین دل اپنا
ہوکے وہ مہربان لیتے ہین

بارِ عشق اور چرخِ پیر کا منہ
اپنے سر نوجوان لیتے ہین

دل جو لینا ہے آپ لے لیجے
مفت کیون میری جان لیتے ہین

اڑ گئے ہین وہ قول پر عابد
مجھسے میری زبان لیتے ہین

واسطے تیرے مین سوا سر بازار تو ہون
دل لگی کی تہی فقط اتنا گنہگار تو ہون

زر نہین پاس تو کیا مجکو تو سمجہا مفلس
جان حاضر ہے مری تیرا خریدار تو ہون

جلوہ موسیٰ کو دکہایا مجھے محروم رکہا
گو نہ مین دیکھہ سکون طالبِ دیدار تو ہون

آپ مجھسے نہ کرین حضرتِ ناصح حجت
جان دینی نہ پڑے جانسے بیزار تو ہون

لاغرضی میری نہین میرے لئے کچھہ بیکار
چشم دشمن مین کھٹکنے کے لئے خار تو ہون

بیوفائی جو کرے تو یہ ترا منصب ہے
مین نبھاؤن گا بہر طور وفادار تو ہون

کسقدر اُسنے پلائی ہے مجھے اے عابد
اتنی پی کر بھی مین غافل نہین ہشیار تو ہون

تمہارا سامنا ہے اور مین ہون
مقابل آئینہ ہے اور مین ہون

جدہر دیکھون نظر اپنی اُٹھا کر
خدا ہے مصطفےٰ ہے اور مین ہون

جہت سے جو مکان سے ہے مبرا
مرے دلمین بسا ہے اور مین ہون

جدہر دیکھا نمایان خود وہی ہے
نظر مین اینما ہے اور مین ہون

بجز تیرے کہان کوئی رہیگا
جہان دار فنا ہے اور مین ہون

جناب عشق نے نوکر رکھا ہے
نگہبان اب خدا ہے اور مین ہون

عبادت کی ہوس باقی کہان ہے
وہی عابد ہوا ہے اور مین ہون

ہون محو حیرت اپنے مین مرشد کو کیا کہون
اللہ کہون رسول کہون رہنما کہون

ہے ایک نور نام و نشان ہین جدا جدا
کسکو کہون رسول مین کسکو خدا کہون

آسان مشکلین مری ہو جائین سب وہین
دل سے اگر مین رنج مین مشکلکشا کہون

یہ گنج فقر ایسا ہوا ہے مجھے نصیب
آئے جو سلطنت بھی تو مین اُسکو جا کہون

عابد عبادتون کو تو عالم بھی علم کو
بھولین گے اُسکی یاد مین عابد جو لاکھون

جو بات آپ کرتے ہین وہ رو بر و کرین
غائب مین میرے آپ نہ کچھہ گفتگو کرین

ہم کیا سفارشون سے تری آرزو کرین
تجھے ہی تیرے وصل کی جستجو کرین

کہتا ہون پاؤن پڑ کے ادب سے جناب دل
مشہور آپ ہم کو نہ یون کو بکو کرین

خالی نہ پیچ سے ہو ذرا کوئی اپنی بات
توصیف زلف یار اگر مو بمو کرین

جو آئے اپنے پاس کوئی ڈھونڈتا ہوا
اپنا ہی سا ہم آپ اُسے ہو بہو کرین

عابد ہے اپنے سوز ہو اللہ کا وہ اثر
دنیا ابھی جلائین اگر ہا و ہو کرین

صورت مصطفےٰ معین الدین رح
آل شیر خدا معین الدین رح

پنجتن کے ہین خاص لختِ جگر
دلبر مرتضےٰ معین الدین

ہین یہ اولادِ موسیٰ کاظم
دل و جانِ رضا معین الدین

ہند مین ہین یہی غریب نواز
سرور اولیا معین الدین

دردمندون کے عیسیٰ دوران
دردِ دل کی دوا معین الدین

سب کے دل کی مُراد ملتی ہے
ہین وہ حاجت روا معین الدین

شش جہت مین جدہر جدہر دیکھو
ہین یہی جابجا معین الدین

نور ہین مظہر العجائب کے
خاص شمس الضحےٰ معین الدین

ہین عطاے رسولؐ یہ مشہور
ہین بجود و سخا معین الدین

عابدِ جان نثار کے ہین بس
پیرِ مُشکلکشا معین الدینؒ

زمانے مین ہمارے فرد یکتا شاہِ مسکین ہین
بصارت ہے اگر دیکھو تو ہر جا شاہِ مسکین ہین

قناعت اُنپہ ہے شید اتوکل اُنسے ہے پیدا
مرقع شکلِ تسلیم و رضا کا شاہِ مسکین ہین

غلط کہتا نہین ہرگز نہین ہے فرق کچھ ہم مین
مریدونکے یہ رہبر اور آقا شاہِ مسکین ہین

صفت اُنکی جو سُننا ہو تو احمدؔ خیر دین سے سُن
خدا کا اور خدائی کا تمامی شاہِ مسکین ہین

صفات و ذات کی تعریف عابدؔ کی تو سُن لے
احد احمدؐ کا ہر اک جا پہ چہرچا شاہِ مسکین ہین

بزمِ طرب مین غیر ترا ہمنشین نہین
ہرگز یقین نہین مجھے ہرگز یقین نہین

جب دل ہی آگیا ہے تو پھر کیا کرے کوئی
گو وہ حسین نہین ہے کوئی منہ حسین نہین

قربان مین تو آپکے اس اعتقاد پر
کہتے ہین اُسکو آپ کہین ہے کہین نہین

رکھدے تو جام ہاتھ سے ساقی زمین پر
میں خاک مے پیون کہ مرا ہمنشین نہین

تعریف اُن کے خالِ سیہ کی جو مین نے کی
کہنے لگے کہ تجھسا کوئی نکتہ چین نہین

انکار سے تمہارے ہے اقرار کا ثبوت
کہتے ہو میری بات پہ تم جو نہین نہین

اُس شوخ بیوفا پہ جو مرتے ہین عابدؔ آپ
کہیئے تو کیا جہان مین کوئی مہ جبین نہین

اندرونِ حرم و بتکدہ و دیر ہے کون
ہر جگہ وہ ہی تو ہے اُسکے سوا غیر ہے کون

جسکو دیکھو وہ تمہارا ہی تو دم بھرتا ہے
تم سے کہتا ہے میرجان کہو میر ہے کون

پوچھتا ہون مین تجھی سے مرے خالق یہ بات
کون ہے جانبِ شر اور طرفِ خیر ہے کون

لے کبوتر تجھے قاصد نہ بناؤن کیونکر
تیز پرشل ترے قوی بتا طیر ہے کون

پھول پھولے نہین گلشن مین سماتے عابدؔ
آج کرتا روشِ باغ مین یہ سیر ہے کون

ترے اِک اِک ادا و ناز کا مین دل سے قائل ہون

یہ تلوارین نہین خنجر نہین ہین پھر بھی بسمل ہون

کہون کیا حال اپنی بیخودی کا تجھ سے اے قاتل

تری چتون کا گھائل ہون ترے غمزہ کا بسمل ہون

نہ ہو ادنیٰ تو اعلیٰ کی زمانے مین صفت کیون ہو

تری صورت ہے شکلِ گل تو مین بھی صورتِ گل ہون

جو تو خلوت مین تنہا ہے تو مین ہون بزم کثرت مین

اگرچہ دُور رہون ظاہر مگر باطن مین واصل ہون

سراپا رند مشرب ہون نہ زاہد ہون نہ مین عابد

مگر تیرے کرم کا لُطف کا رحمت کا سائل ہون

ماہِ طیبہ کی تجلّی مہِ کنعان مین نہین
باغِ یثرب کی ہوا روضۂ رضوان مین نہین

اُلفتِ احمدِ مرسل نہو جب تک دل مین
مرے نزدیک وہ کامل بھی تو ایمان مین نہین

کس کی تنویر سے روشن رہے سو سُورج کی مثال
ماہ تابان مین نہین نہرِ درخشان مین نہین

کی ہے اللہ نے بھی آپ کی بیحد تعریف
آپ کی مدح لکھون یہ مرے امکان مین نہین

آپ ہین مالکِ کل آپ ہی ہین ختمِ رسلؐ
دستخط آپ کے کیا مہرِ سلیمان مین نہین

یا محمدؐ بنِ بے سروسامان مدد ے
کونسی بات بھلا آپکے امکان مین نہین

یادِ یثرب مین جو آتے ہین امنڈ کر آنسو
کیا شمار اُن کا شمارِ دُرِ غلطان مین نہین

تو ہی اے مرغِ دل اُڑکر مری عرضی پہنچا
حوصلہ اسکے لئے مرغِ سلیمان مین نہین

آج دربار مین کیا یاد ہوئی ہے اُسکی
عابدِ خستہ مدینے کے بیابان مین نہین

بالیقین وہ میرے دل کا ہے مکین — میرا خالق میرا رب العالمین
ناصر احمد محمد ایک ہے — یہ معما ہین جانتے ہین دُور بین
میری ملت جانتے ہین پاکباز — میرا مذہب جانتے ہین اہلِ دین
حق و ناحق جاننے کے واسطے — سیکھہ لو جاکر کہین علم الیقین
کس نیا بد حالِ پختہ ہیچ خام — کیا کرین گے لیکے فردوسِ برین
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا — آپنے قرآن مین کیا دیکھا نہین

پیر ہین عابد کے ناصر بالضرور
اوستاد احمد حسین اُسکے یقین

نورِ غوث الورا جمال الدین — خلق کے رہنما جمال الدین
حیدرآباد بن گیا بغداد — جب سے آیا مرا جمال الدین
دین مین کیون نہ ہو کمال اُسکو — جو ترا ہوگیا جمال الدین
مہر نادم ہے ماہ شرمندہ — دیکھہ کر مُنہ ترا جمال الدین
تمہین داروے دردمندان ہو — جسنے دیکھا کہا جمال الدین
خانۂ دل مین تو ہوا ساکن — تجھسے مین جب ملا جمال الدین
پائی سالک نے تجھسے راہِ نجات — بنکے پیرو ترا جمال الدین

دین و دنیا کو آپ سے زینت
نام ہے آپ کا جمال الدین

اِن کی توصیف کیا ہو عابد سے
ہم جلیسِ خدا جمال الدین

آپ کہتے ہین کہ گرمی تپِ ہجران مین نہین
مین کہون اتنی طپش آتشِ سوزان مین نہین

کیون نہو جاے حسینون کی حکومت دل پر
انکی پروانہ کرون یہ مرے امکان مین نہین

المدد المدد اے آہ و دعاے سحری
رات ہے دل ہی مرے سینۂ سوزان مین نہین

رکھے اللہ مرے سوزِ جگر کو قایم
خوفِ سردی کا مجھے فصلِ زمستان مین نہین

چشمِ گرم اب نہ دکھاؤ نہ دکھاؤ دیکھو
ایک آنسو بھی مرے دیدۂ گریان مین نہین

قیس و فرہاد نے کچھہ مجھہ سے لیا ہے حصہ
بات استاد کی ہر طفلِ دبستان مین نہین

جو صفت تجھہ مین ہے جو وصف ہے مجھہ مین اے گل
گلِ خندان مین نہین بلبلِ نالان مین نہین

عاشقون سے نہ کہو نارِ سقر کا احوال
کیا طپش اُس سے سوا آتشِ ہجران مین نہین

عابد اِک اشک ندامت نے کیا ہے کیا کام
ایک بھی جرم مرے دفترِ عصیان مین نہین

کوئی وحشت کے سوا خانۂ زندان مین نہین
ڈھونڈ کر لاؤن جو پتھر مرے امکان مین نہین

کتنا بے رتبہ کیا حسن پرستی نے مجھے
ہاے کچھہ قدر مری چشمِ حسینان مین نہین

ہچکیان تم ہی گئین اشک بہی لو رک ہی گئے
کوئی اب دوست ہمارا شب ہجر مین نہین

ایک ہی وار مین ابرو نے کیا دل پار
کاٹ اتنا تو کسی تیغ خراسانین نہین

ضبط سے کام لے عابد نہ کر اتنی جلدی
وہ کہینگے کہ ذرا صبر نہی مہمان مین نہین

شش جہت مین وہ ہمین تانتے ہین
دل سے اس بات کو ہم مانتے ہین

ہر جگہ تم کو ہمین مانتے ہین
مانتے جانتے پہچانتے ہین

مانگ کر بوسہ ہوے ہم مجرم
بیچمین دل کو وہ کیون سانتے ہین

پہلے معلوم نہ تہی راہ انہین
ہم جواب کہتے ہین وہ مانتے ہین

عشق کے شہر مین جاتے ہین وہی
نفخ روح کو جو جانتے ہین

سننے کو سنتے ہین سب کی لیکن
اپنے مطلب ہی کی ہم ٹہانتے ہین

شکل دیدار کی ٹہیری عابد
دار وے وصل کو وہ چہانتے ہین

ہونے لگی ہے میری حکایت کہان کہان
اے عشق تجھسے ہوگئی شہرت کہان کہان

حورون کی آرزو ہے تمنا بہشت کی
پہنچی ہے زاہد دنکی بہی نیت کہان کہان

لیلے کے عشق نے تجھے دیوانہ کردیا
مجنون ہوئی ہے اب تری شہرت کہان کہان

بزمِ شراب بزمِ طرب بزمِ عیش مین — ظاہر کی تمنے شیخ کرامت کہان کہان

معبد ہزارون - لاکھون ہین معبود ایک ہے

عابد کرینگے آپ عبادت کہان کہان

مرشدِ مرشدان امین الدین — رہبرِ رہبران امین الدین

فیضِ ناصر سے لطفِ احمدؐ سے — نظر آئے یہان امین الدین

نعمتِ خاص ہے عطائے رسولؐ — دلنشینِ جہان امین الدین

مظہرِ ذات کا ہے آئینہ — تیری صورت عیان امین الدین

تنِ مُردہ اسی سے زندہ ہے — زندہ دل جاودان امین الدین

مری پُرگوئی پر خیال کرو — ہمہ تن ہوش زبان امین الدین

ہم کو خواہش نہین کسی شئے کی — تم سے سب ہے یہان امین الدین

تول کر دیکھا ہم نے دنیا کو — سب سے تم ہو گران امین الدین

کیا غرض ہے بہارِ گلشن سے — ہے گلِ بیخزان امین الدین

آخری فیصلہ ہے ناصح کا — مری تیری زبان امین الدین

دیکھنے سے نظر نہین آتا — ظاہرا ہے نہان امین الدین

سقفِ سادہ اسی سے ہے قایم — ہے ستونِ جہان امین الدین

اتنا کافی ہے کہدے اے عابد
ساکنِ لامکان امین الدین

آکے ملنا مجھہ سے تو گلزار مین
پھول بھی شربتِ دیدار مین

سیکڑون مین بھی نہین تیرا جواب
کیا ملے دس بیس مین دو چار مین

ماہِ کنعان مصر ہی مین ہے عزیز
تیری خواہش ہے ہر اک بازار مین

حسرتِ دیدار پھر بھی دل مین ہے
رات دن رہتے ہین ہم دربار مین

گھر سے کیا نکلا ہے دیوانہ ترا
شور کیا ہے کوچہ و بازار مین

قیس سے کہدو کہ لیلےٰ دلمین ہے
ڈھونڈھتا پھرتا ہے کیون کہسار مین

دیکھہ لو عابد کسی دن چل کے تم
خلد کی ہر شئے ہے کوئے یار مین

پہنکر جامۂ احمدؐ چھپا ہون
سمجھہ لو کون ہون مین اور کیا ہون

نہ پوچھو مجھسے کچھ ملّت کی باتین
شہنشا اُسکا ہون سب کا گدا ہون

کلام اللہ کے معنی کو سمجھو
دل و جان سے مین اُسکو پڑھا ہون

فَذَکِّرْ اِنْ نَفَعَتِ الذِّکْرٰی اُسنے
سُنایا مجھکو مین انسان ہوا ہون

مری دانست مین آئی ہے یہ بات
سمجھہ والون کا مین دیدہ بنا ہون

بہت دن کہو گیا تہا اب تو آیا
مین اپنے گہر مین اپنے سے ملا ہون

فنا فی اللہ کا رُتبہ ہے مشکل
مین اپنے آپ ہی مین خود فنا ہون

ہون اپنی آنکہہ مین خود ہی نمایان
مری صورت کو مین ہی دیکہتا ہون

ہوئے ہین خوبرو میرے مقابل
حسینون کا مین آئینہ بنا ہون

ہر اک شئے کہتی ہے اپنی زبانسے
کہا منصور ہی نے کیا خدا ہون

ہوا ہون فیضِ ناصر سے مُصفّا
مین خود اللہ کا گہر بن گیا ہون

امانت دار ہون عابد امین کا
اسی کو ہر گہڑی مین تاکتا ہون

قطعہ

ہم کو احکام شریعت کے بجالانے ہین
جو خطا کرتے ہین اسمین وہی دیوانے ہین

ہین جو معبود کے عابد تو اطاعت ہے ضرور
غور سے سر جو کیا کرتے ہین فرزانے ہین

قطعہ

سمجھنے والا سخن کا نہین زمانے مین
کہا ہے رازِ الٰہی کو اس بہانے مین

اگر شعور ہے عابد سے نورِ چشم سنو
خزانہ خاک مین ہے خاک ہے خزانے مین

قطعہ

کاشفِ علمِ خفی احمد حسین — ہین مرے سرور سہی احمد حسین
کلکِ عابد سے ہوا کیا ان کا ثنا — مایۂ لطف و سہی احمد حسین

قطعہ در مدحِ رائے مرلیدہر بہادر صمصام المہام صرفجا

قدر افزائی صمد صرف خاص — از شہِ من گشت ظاہر در جہان
بہرِ مرلیدھر چنان عابد نوشت — ہر زمان باشد مبارک عز و شان

ہے جبیبِ خدا معین الدین رح — مرجع چشتیا معین الدین رح
مایۂ اولیا معین الدین — مظہرِ کبریا معین الدین

دلبرِ مصطفےٰ معین الدین

فرض ہے جبہہ سائی ہم کو سدا — دل و جان سے تو دل ہے صدقے فدا
آپ کی مجبہہ سے کیا ثنا ہو ادا — ہمسرِ انبیا حبیبِ خدا

پنجہ مرتضےٰ معین الدین

پائے اقدس پہ جب مرا سر تہا — عرشِ اعلیٰ پہ ہو گیا گہر تہا
تو تو بندون مین ظاہراً گر تہا — خطِ ہذا جبیبِ رخ پر تہا

نہ کوئی تم سا ہوا معین الدین

گنہ اُمت کے گر بتائے رسولؐ — ہو مخاطب اگر جتائے رسولؐ

عفو کردے گا رب برائے رسولؐ — ہے لقب آپ کا عطائے رسولؐ

کردو مجھپہ عطا معین الدین

فضل و الطاف اور تمہارا کرم — ہے دلِ ریش پر مرے مرہم

کیا لکھون وصفِ خاص لیکے قلم — اسمِ اعظم تمہارا بس ہر دم

ہے وظیفہ مرا معین الدّین

کشورِ ہند کے ہوے حاکم — آپکا فضل مجھپہ ہے لازم

تا نہ ہر بزم مین رہون نادم — مین ہون مشہور آپ کا خادم

ہون بُرا یا بھلا معین الدین

بھولو محشر مین تم نہین مجھکو — رکھو تم ہو جہان وہین مجھکو

فخر تم سے ملے یہین مجھکو — اپنے دَر کے سوا کہین مجھکو

دربدر مت پھرا معین الدین

چاہتا جو ہون تجھسے دے مجھکو — اور غلامون مین اپنے لے مجھکو

وہم ہوتے ہین کیا بُرے مجھکو — نفسِ شیطان کے دام سے مجھکو

جلد کیجے رہا معین الدّین

عابد اب رہ تو اس برس خاموش — ہو جا اب دیکھ پیش و پس خاموش

عفوِ عصیان کی کر ہوس خاموش — خوفِ دل ہین نہ رکھہ تو بس خاموش

حمد باغ — ہے وسیلہ ترا معین الدین

بنجائین کہر با تو یہان کاہ ہی نہین — جسکے چکور ہو رہیں وہ ماہ ہی نہین
جز اپنے دل کے کوئی بھی ہمراہ ہی نہین — ہر چند تیرے سمت سوا راہ ہی نہین
تسپر بھی آہ یان کوئی آگاہ ہی نہین

دل اختیار مین جو نہ ہو کوئی کیا کرے — ہر چند بیٹھین گوہرِ ارشاد سے بھرے
صرّاف کون پرکے جویان کہوٹے اور کھرے — وہ مرتبہ ہی اور ہے فہمید کے پرے
ہم جسکو پوجتے ہین وہ اللہ ہی نہین

کاؤس و جم سکندر و افراسیاب سب — پائے تھے ہند و چین و عجم کشورِ عرب
مصروف تھے بعدل و سیاست وہ روز و شب — ہم بھی فلک سے کرتے کسی چیز کی طلب
ڈھونڈا پر اپنے دل مین تو کچھہ چاہ ہی نہین

شطرنجِ دہر مین ہے زد و بردِ دہر زمان — ہوتی ہے شکلِ بات بھی یکسمت سے عیان
اے دل مین تیرے رو برو کیا کرون بیان — انسانکی ذات سے ہے خدائی کے کیل یان
بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین

بالا ز آسمان ہے بصد اوج شانِ خلق — ہے خلق تجھہ مین گرچہ ہے تو درمیانِ خلق

تو بادشاہِ خلق ہے بے شبہ جانِ خلق
سو رنگ سے ہین جلوہ نما گو بتانِ خلق
اپنا ترے سوا کوئی دلخواہ ہی نہین

اُسکے سوا کسی کو نہین چاہتا ہے دل
ہے شہپرِ ہما کا نہ منظور سمجھو ظل
ہر آن اُس کی یاد سے بس ہو کے مشتعل
گر کہتے ہو کہ ہے وہی ہادی وہی مُضل
تو راہ پر ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

عابد جو یاد آیا کسی کا ہے خال و خط
اُنکھوں نے صاف دیکھتے ہین نیل و دزات و شط
کیون راہِ عاشقی مین پریشان ہے فقط
اے دل تو اُسکو آپ مین ڈھونڈھ آئینہ بمنط
بیرونِ در تو اپنی قدمگاہ ہی نہین

دلِ ویران کو بسایا تجھے مین جانتا ہون
اپنا گھر آپ سجایا تجھے مین جانتا ہون
تجھسا ہمدم ہون جو پایا تجھے مین جانتا ہون
اپنا محرم جو بنایا تجھے مین جانتا ہون
مجھسے منہ پھر کیون چھپایا تجھے مین جانتا ہون

جب فراموشی سے دیکھا تھا طرف اک بار تو
تیرے چہرے کو وہ کیا پہنچے سیہ تھا وہ تو
بندہ کہنا نہین لازم ہے تجھے گر دیکھو
تو اگر بھولا تو بھولا مرا صاحب مجھکو
مین نہین تجھکو بھلایا تجھے مین جانتا ہون

فہم مین آتا ہے اب زمزمہ قمری کا بھی
گلشنِ دہر مین ہے تو بھی تو اک سرو سہی

اِک زمانہ مین ملا ہے تو ہے معشوق تو ہی
سب زمانہ مین پھرا ڈھونڈھتا محبوب کوئی

نہین تجھسا نظر آیا تجھے مین جانتا ہون

بند دروازہ مرے دل کا نہ کھل جلد تو کھول
اللہ اللہ ہے اے یار مرا دل نہ ہول

ذہن کا مل مین ہمیشہ ہے خدائی کا تو ل
مِل نہ مل مجھسے مری سُن یا نہ سُن یا نہ بول

دل مین میرے تو سمایا تجھے مین جانتا ہون

ناصر اب نام ترا ہے مرا ہر جا حافظ
دین و دنیا مین ہے اب تو ہی بس اپنا حافظ

نیک کے رہتے ہین سب تجھ ہے بدکا حافظ
بد ہون یا نیک ہون مین تیرا تو میرا حافظ

تجھکو پایا خدا پایا تجھے مین جانتا ہون

بند ہی کردی زبان میری تمہارے ڈر نے
شعبدے خوب کئے بیٹھکے شیشہ گر نے

بات کوئی نہ سُنی آہ دلِ مضطر نے
کاٹ کی پتلی کو جسطرح سے بازیگر نے

ناچا مین جیسا نچایا تجھے مین جانتا ہون

عابد اب ہوش اگر ہے تو بجز یار مکوش
کیونکہ لاتا ہے محبت سے تری دریا جوش

شاہِ خاموش ہین فرماتے ادھر کر تو گوش
بات کرنی یہی بہتر ہے تجھے اے خاموش

ترجمہ بر غزل
تیرا بندہ ہون خدایا تجھے مین جانتا ہون

ہوا ہون پروانہ شمعِ رو کا جلا رہا دل کو تاب مین ہون
بحرِ دنیا ہوا کے مانند حبابکے قید ی حباب مین ہون

سمجھ لے ناصح کہ غرق اسدم بڑی ندامت کے آب مین ہون

نماز کیسی کہان کا روزہ ابھی مین شغلِ شراب مین ہون

خدا کی یاد ہوگی کس طرح سے بتون کے قہر و عتاب مین ہون

تمام احوالِ عشق اپنا نہین سناتا ہون مین کسی کو

مثالِ خورشید داغِ فرقت نہین دکھاتا ہون مین کسی کو

بسوے میخانہ مثلِ ساقی نہ ساتھہ لاتا ہون مین کسی کو

شراب کا شغل ہو رہا ہے بغل مین پاتا ہون مین کسی کو

مین سو رہا ہون یا جاگتا ہون خیال مین ہون کہ خواب مین ہون

کبھی مسلمان کبھی ہون کافر کبھی ہون فاجر کبھی ہون عابد

کبھی تو مسجد مین ہون مصلّی کبھی تو ہون بتکدہ مین ساجد

وہی ہے مقصود میرا ہر جا وہی ہے معبود میرا شاہد

کبھی نمازی کبھی شرابی کبھی مین ہون رندگاہ زاہد

خدا کا ڈر ہے بتون کا کھٹکا الٰہی مین کس عذاب مین ہون

نہ واعظون کا نہ زاہدون کا نہین مجھے خوف ہے کسو کا

ہے اسم یا ہو زبان پہ جاری ہمیشہ رکھتا ہون شغل ہو کا

مُدام کرتا ہے ذکر ساقی شراب اور شیشہ و سبو کا

نہ چھیڑ واسوقت مجھکو زاہد نہین یہ موقع ہے گفتگو کا

سوار جاتا ہے وہ شرابی مین حاضر اُسکی رکاب مین ہون

بفیضِ ناصر سمجھ لو عابد یہ رازِ حق ہے سب آشکارا

بہ وردِ نامِ رسولِ برحق شفیعِ محشر ہے اُن کو سمجھا

حبیبِ حق خاتمِ رسالت وہ میرِ یثرب ہے شاہِ بطحا

قیامت آنے کا ڈر ہے کیسا تردد اور فکر کیا ہے آغا

نمبر ۱۰ حساب کیا کوئی مجھسے لیگا بتا دو مین کس حساب مین ہون

سارے ہندو ہین مسلمان ترے کوچہ مین
منتظر دید کے مہمان ترے کوچہ مین

جوگدا تھے ہوے سلطان ترے کوچہ مین
فیض بخشی کی ہے کیا شان ترے کوچہ مین

مور بنجائے سلیمان ترے کوچہ مین

اکی عشاق پریشان ترے کوچہ مین
بیٹھے کھوئے ہوے اوسان ترے کوچہ مین

رہین کیا تابعِ فرمان ترے کوچہ مین
روح تو رہتی ہے ہر آن ترے کوچہ مین

آئے کیونکر تنِ بیجان ترے کوچہ مین

اُسجگہ بیٹھ ہی سکتا ہون نہ جاسکتا ہون
اشک آنکھون سے نہ ہر بار بہا سکتا ہون

بار وقت کا نہ یک بار اٹھا سکتا ہون
آنہین سکتا وہان یان نہ بلا سکتا ہون

راتدن رہتا ہے بس دہیان ترے کوچہ مین

فصد مجنون کی ہوی ہوگئی پر خون لیلےٰ
قیس کے غم مین سدا رہتی ہے محزون لیلےٰ

قیس خود کہنے لگا آپ ہی مین ہون لیلےٰ
کیا عجب ہے جو بنے صورت مجنون لیلےٰ

چیر کر اپنا گریبان ترے کوچہ مین

یاد محبوب مین اب ہے یہ دل زار حزین
دنکو کچھہ چین نہین رات کو بھی خواب نہین

حالت عشق کہون کیا کہ سدا ہون غمگین
مسکن روح مرا بعد فنا ہوگا وہین

دفن ہو یا نہ ہوا ے جان ترے کوچہ مین

واسطے سیر کے نکلے جو کبھی تو باہر
گھیر رہتے سبھی عشاق ہین تجکو رہ پر

گو کہ ہوتا ہے خرامان تو زمین کے اوپر
خاک پر نقش کف پا ترا ہووے کیونکر

فرش ہین دیدہ حیران ترے کوچہ مین

پس دیوار ترے ہوتے ہین عالم خاموش
ہم ہین گستاخ جو ہوتے نہین یکدم خاموش

کرتا عابد کو ترے عشق کا ہے غم خاموش
چھڑ دروازہ ترا جائین کہان ہم خاموش

جان تو کر دیے قربان ترے کوچہ مین

غزل

کسی سے مین نہین کچھہ چاہتا ہون
سدا اپنی طرف مین دیکھتا ہون

نہ سمجھا کون ہون مین اور کیا ہون
نہ بندہ ہون کسی کا نے خدا ہون
انہین دو کا مگر مین مدعا ہون

نظر مین یہ جہان ہے جیسے سپنا
ہمیشہ عشق کی آتش مین تپنا
مثالِ برق ہے دل کا تڑپنا
ہوا عاشق تو دیکھا حُسن اپنا
مین اپنی شان کا خود آئینہ ہون

وہ جگمو عشق مین برق ہے سرتاج
نظر آتا نہین ایسا کوئی آج
کہ اُن کو دار پر حاصل ہے معراج
جہان ڈوبے ہین جا منصور حلّاج
اُسی دریا کا مین بھی آشنا ہون

صفا سینہ ہے کب ہے آئینہ کینہ
ہے بحرِ عشق مین اپنا سفینہ
عجب اپنی خودی کا ہے قرینہ
نہ مرنا یاد ہے جسکو نہ جینا
نئی سیرت نئی صورت نما ہون

ہوا ہے دل پہ فیضِ عشق جب دم
بزمِ حُسن ہون مین شاد و خرّم
سراپا مین سنبھل سے نہین کم
دو عالم اپنا دیکھے مجھ مین عالم
کہ مین دونون جہان کا سامنا ہون

ہوے جو رازِ عشقی دل پہ وارد
کہنچی ہے صورتِ معبودِ واحد

نہ کیون ہون مانی و بہزاد حاسد — ہون اپنی شان کا مین آپ موجد

مین خود نقاش خود خاکہ بناہون

کرے چاہا تہا اُس اِس رخ مین سجدہ — کیا ہر آن بے حس رخ مین سجدہ

کیا عابد نے بہی جس رخ مین سجدہ — وطن صاحب کرون کس رخ مین سجدہ

مرے صاحب کو ہر سُو دیکہتا ہون — مزہ رہ جائے

پاس عشاق کے دل اور جگر کچہہ ہی نہین — حسن والون کو دہن اور کمر کچہہ ہی نہین

باعثِ گریہ بجز گریہ تر کچہہ ہی نہین — حق ہے ارض و فلک و جن و بشر کچہہ ہی نہین

اُسکو دیکہو کہ وہ کیا ہے یہ اگر کچہہ ہی نہین

بر فلک انجم و ہم شمس و قمر ہے سب کچہہ — باغِ دنیا مین گل و برگ و شجر ہے سب کچہہ

دیکہون جس سمت اِدہر اور اُدہر ہے سب کچہہ — وان یہ عالم ہے کہ ظاہر نہین پر ہے سب کچہہ

یان یہ صورت ہے کہ موجود ہے پر کچہہ ہی نہین

سخت تر ہے دلِ قاتل تو بہ از آہن و سنگ — اپنے عشاق پہ وہ کرتے ہین جیسے چو رنگ

دو بدو ہو کے کہڑے رہتے ہین جون آئینہ و سنگ — والسے چلتے ہین پیاپے جو حوادث کے خدنگ

یان پناہِ زرہ و خود و سپر کچہہ ہی نہین

خوش مزہ باغِ جنان کے وہ ثمر کا اخبار — اور خورشیدِ قیامت کے خطر کا اخبار

دیتے ہین شام کا اخبار سحر کا اخبار
واعظِ شہر کہے خلد و سقر کا اخبار

اتنی ہم کو ہی خبر ہے کہ خبر کچھہ بھی نہین

شب ہجران کی بیان کیا کروں آفت دل
وصل کے روز کا عیش اور وہ عشرت اے دل

ہے دلِ زار کو بس اتنی تو حسرت اے دل
خواب و غش کی سی ہے دنیا کی حقیقت اے دل

دیکھنے کو تو بہت کچھہ ہے مگر کچھ بھی نہین

دلِ گم گشتہ کی اپنے تو حقیقت سمجھو
مثلِ عابد سبھی احکامِ شریعت سمجھو

معرفت جان لو اور رازِ طریقت سمجھو
وہم سا اُنکو ہے ضامن یہ غنیمت سمجھو

واقعی نالہ و گریہ مین اثر کچھہ بھی نہین

غزل

شیخ کعبہ کا نہ کاسی کے پرستار ہمین ہون
عاشقون مین ہون نہ گیسو کے گرفتار ہمین ہون

غافلون مین بھی نہین ہون مین ہشیار ہمین ہون
صوفیون مین ہون نہ رندون مین نہ میخوار ہمین ہون

اے بتو بندہ خدا کا ہون گنہگار ہمین ہون

ہون سدا معشوق ظاہر پر شباشب عشق ہے
جو کہ پابندِ مجازی ہین اُنہین کب عشق ہے

نیش زن دل پر مرے مانندِ عقرب عشق ہے
میری ملت ہے محبت میرا مذہب عشق ہے

خواہ ہمین کافر ہمین خواہ دیندار ہمین ہون

مجھسا دنیا مین کوئی خوار و زبون ہرگز نہین
خاکسار و غمگسار و خستہ و زار و حزین

گو کہ ہے مسکن مرا بازارِ اُلفت کے قرین
جو بُنے لیتا ہے پہروہ پہیر دیتا ہے زمین

مین عجب اک جنسِ ناکارہ خریدارون مین ہون

سینہ بیکینہ میرا صاف ہے جون جامِ جم
داغ دل پر آہ لب پر آنکھ مین ہر وقت نم

یا دِ خالِ عنبرین اور زلفِ مشکین ہے بہم
صفحۂ ہستی پہ مانندِ نگین مشکلِ قلم

یا سیہ رویون مین ہون مین یا سیہ رویون مین ہون

حالت اپنے دل کی تو حیرت ہے عابد کیا کہون
ہر کوئی کہتا ہے مجنون دیکھکر میرا جنون

کوئی کہتا ہے مجھے فرہاد کوہِ بیستون
اے ظفر کیا مین بتاؤن تجھکو جو کچھ ہون سو ہون

حسبِ حال
لیکن اپنے فخرِ دین کے کفش بردارون مین ہون

نظارۂ ہستی و عدم دیکھہ رہا ہون
واللہ کہ مین پیشِ دمِ مرگ موا ہون

اثبات سے خود نفی کی تصویر بنا ہون
گر دیکھیے تو مظہرِ آثارِ بقا ہون

ور سمجھیے جون عکس مجھے محوِ فنا ہون

مین جن دنون تنہا ہوا بخود داخلِ عالم
کہتے تھے موحد مجھے اکثر دلِ عالم

ہے مجھسا بھلا کون کہو مقبلِ عالم
کرتا ہون اپنے مرگ ہی حل مشکلِ عالم

بیحس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

جو پائے نظر مجھسے عجب اہلِ نظر ہین
یون کہنے کو عالم سبھی اب اہلِ نظر ہین

منکر مری تائید کے کب اہلِ نظر ہین — ممنون مرے فیض کے سب اہلِ نظر ہین
جون نور ہر اک چشم کو دیدار نما ہون

نیسان تو ہے فقر اور گہر سمجھو تو شاہی — خورشید ہے فقر اور قمر سمجھو تو شاہی
یہ نور ہے فقر اور نظر سمجھو تو شاہی — ہے آستر فقر اگر سمجھو تو شاہی
سلطان ہے اگر شاہ تو مین ظلِّ ہمایون

ہر داغ ہے سینہ پہ گلِ باغِ طریقت — آہون کا دہوان بادِ بہاری ہے حقیقت
ہے اشک کا قطرہ گہرِ قلزمِ وحدت — ہے مظہرِ انوارِ صفا اپنی کدورت
ہر چند کہ آہن ہون پہ آئینہ بنا ہون

ہو گا دلِ کعبہ مین حجر مثلِ سویدا — شفاف ہے جون شیشہ پر اپنا دلِ شیدا
وہ بیخودی ہے مجھ مین مے عشق سے پیدا — احوالِ دو عالم ہے مرے دل پہ ہویدا
سمجھا نہین تا حال پر اپنے تئین کیا ہون

ہین حضرتِ عشق ایسے ہی پرزور جوانمرد — دشمن کو لیا مار کے جو سر کی ہو جون نرد
عابد ہون عبادت ہے مری آہِ دمِ سرد — ہون قافلہ سالارِ طریقِ قدما مرد ہا

ہمہ بر غزل — جون نقشِ قدم خلق کو یان راہ نما ہون

اگرچہ گل ہون پہ چشمِ جہان مین خار ہو نمین — بوحشتِ دل خوف آہوے تتا ہون مین

زمین پہ جم رہا جون نقشِ پا یارہو نمین
مزاج مین ہے تکلف وہ خاکسار ہو نمین
غبارِ کوچۂ گیسوے مشکبار ہو نمین

جو دیکھا ابروے خمدار جھک گیا ہے دل
کہ ہے وہ تیغۂ بُرّان تو آپ ہے قاتل
خلش ہی تیرِ مژہ کی ہے سینہ پر مشکل
سوائے رنج جہان مین مجھے ہے کیا حاصل
گلوے خشک تہ تیغ آبدار ہون مین

سنی ہزار رو نسے تہی حسن و عشق کی تعریف
گذاری باغ جہان مین بہت بہ ربیع و خریف
کیا ہے رُتبۂ اُلفت نے مجھکو بسکہ ضعیف
کرون کسی سے محبت تو دے مجھے تکلیف
گلے کا ہار ہو جس سے کہ ہمکنار ہون مین

دعا نبی سے ہے دلکی مراد بر لاوے
کہ خیریت کی صنم کی کوئی خبر لاوے
جو نکلے شام کو اسجا دم سحر لاوے
خدا کرے کہ خطِ یار نامہ بر لاوے
صبائے نکہتِ گل کا امیدوار ہو نمین

ہوئی بدولتِ عشق اپنی ہے عجب حالت
کرے ہے داغ کی خورشید دیکھکر حسرت
مدام عابد و معبود کی زبان پہ صفت
اسیر صفحۂ ہستی کی مجھسے ہے زینت
حمزہ برعزل
چکیدۂ قلم تیغ کردگار ہون مین

بجذبِ عشق جو پہنچا ولا مدینہ مین
مقام روضۂ اقدس کے پاس زینہ مین

ہے آئینہ سے دوچند اُن صفائی سینہ مین — وہ عکسِ آئنہ رُخ مین رخ آبگینہ مین

سفینہ آب مین ہے آب ہے سفینہ مین

نہ کیونکہ ہر گھڑی عشّاق ہون کلام پہ غش — ہزار کبک دری جسکی خوش خرام پہ غش
جُھکا کے سر کو ادب سے ہوے سلام پہ غش — وہ نام نقش ہے دلپر دل اُسکے نام پہ غش

نگینہ نام مین ہے نام ہے نگینہ مین

بیان عشق کے انداز مین کرون کیا کیا — کہ اُسنے قیس کو ہے دشتِ نجد دکھلایا
گواہ جان لو ہے عشقِ ہیر رانجھا کا — بھلا ہے جسکو بھلا وہ بُرا ہے جسکو بُرا

نہ کینہ مہر مین ہے مہر ہے نہ کینہ مین

توزر کو پیر صفت جانتا ہے اے منعم — ہمیشہ خاکِ طمع چھانتا ہے اے منعم
بخواب حرص وہوا مانتا ہے اے منعم — ابھی تلک تو یہی جانتا ہے اے منعم

دفینہ خاک مین ہے خاک ہے دفینہ مین

مدام عشق کا عابد ہے جان ودلکو خبط — نہین ہے خوب خدارا کوئی سخن بے ربط
بآہ ونالہ وشیون ضرور ہوگا ضبط — ابھی سُنائیے وہ کچھہ جواب کا اے ربط

قرینہ بات مین ہے بات ہے قرینہ مین — تمرا ہل

آہ ونالہ کے سوا کوئی ہمین کام نہین — یادِ اغاز نہین خواہشِ انجام نہین

روزِ ہجران ہے بپا کونسا آلام نہین
دمبدم گر طلبِ وصلِ دلارام نہین

پھر تجھے کس لیے اے میرے دلِ آرام نہین

اب کہان بادِ بہاری وصالِ دلخواہ
بلبلِ گلشنِ صرصر زدہ ہون واویلا

جیون صبا کوچہ بکوچہ ہے گذر شام و پگاہ
بیکلی سے نہین آرام کسی صورت آہ

جسسے پہلو مین ہمارے وہ گل اندام نہین

بشبِ چاردہم شکلِ مہی تم کو ہوئی
بلکہ در سلطنتِ حسنِ شہی تم کو ہوئی

دلکی ہی دل مین جو تھی بات وہی تم کو ہوئی
حسن سے مثلِ نگین روسیہی تم کو ہوئی

لو ہوا غیر کا ہے نام مرا نام نہین

صورتِ سایہ پھرا بات نہ پوچھی تونے
معنیٔ رمز و کنایات نہ پوچھی تونے

ہوئی شطرنجِ دغا مات نہ پوچھی تونے
لیکے دل مجھسے ہے پھر بات نہ پوچھی تونے

سچ تو یہ بات ہے تمسا کوئی خود کام نہین

چشمِ عابد سے ہوا اشک روان باحسرت
صورتِ گوہرِ نایاب بہارِ الفت

روزِ ہجران ہے رہے باشب فرقت نسبت
نظر آتا ہے کیمکا رخ و گیسو جراءت

تمہرا اول
ایکدم چین تجھے صبح سے تا شام نہین

زبانہ
زبانپہ میری سخن غیرِ یا الہ نہین
کہ ایک بندۂ احقر ہون بادشاہ نہین

وہ کون شخص ہے جس لب پہ واہ واہ نہین
مین گو کہ حسن سے ظاہر مین مثلِ ماہ نہین
ہزار شکر کہ باطن مرا سیاہ نہین

جو تیرے کوچہ مین ہے جمع مجمعِ احباب
تماشا بین ہین وہان پر ہزارون شیخ و شاب
نظر جو زلفِ سیہ آگئی بآب و تاب
سفیدی کفنِ مُردہ سے ہے وان ہمتاب
شبِ لحد ہی مرے روز سے سیاہ نہین

کسی کی چاہِ ذقن مین ہے دل مرا نالان
رقیبِ گرگ صفت سے ہون ہر زمان ترسان
عیان عیان ہے زمانہ مین اور نہان ہے نہان
گرا تھا جسمین عزیزو کبھی مہِ کنعان
ہنوز چشمۂ خورشید ہے وہ چاہ نہین

کہون مین کیا کہ وہ رہتا ہے ہر گھڑی باہم
کہ جیسے مغز و بادام مین رہے توام
جو دیکھتا ہون بہر سال ہر زمان ہر دم
جما ہے بزمِ صنم مین رقیب سبز قدم
مین کیونکہ اُسکو اکھیڑون وہ کچھ گیا ہ نہین

اگرچہ شاعرِ ہندوستان ہے ناسخ
جو شہرہ پایا ہے تا اصفہان ترے ناسخ
سُنا ہے لکھتا ہے عابد پے بہ پے ناسخ
ہجومِ فوجِ عدو سے جہان مین اے ناسخ
سوائے قلعۂ مرقد کہین پناہ نہین

زمانِ زیست کسی عہد پر نگاہ نہین
ستم عدول ہے یان کوئی دادخواہ نہین

بغیر امن یتیمون کے لب پہ آہ نہین
بدن سا شہر نہین دل سا پادشاہ نہین
حواسِ خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہین

اگرچہ دہر مین اے دل کم التفاتی ہے
سوائے نیک و بد اعمال کون ساتھی ہے
غریبی بیکسی تنہائی دل جلاتی ہے
صدا یہ قبر سے بیدار دل کی آتی ہے
عمل جو نیک ہو تو ایسی خوابگاہ نہین

سنا نہ کوئی ابھی حسن و عشق کا جھگڑا
ہوا نہو رجبھی حسن و عشق کا جھگڑا
ہر اکطرف ہے سبھی حسن و عشق کا جھگڑا
نہ پاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ یہ ہے کہ جس کا کوئی گواہ نہین

ہین گو کہ بلبل و قمری بہار کے عاشق
پتنگے شمعِ شبستانِ تار کے عاشق
بانیت ہین بتِ زرنگار کے عاشق
خراب ظلم سے ہین حسنِ یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

نہین کلام یہ وارد ہے شانین کسکے
براست گوئی زبان ہے زبانین کسکے
نہین یہ بات سمائی ہے بیانین کسکے
نہین فرشتہ نے پہونچا ہے کانین کسکے
وہ سر ہے کونسا جسپر کہ کجکلاہ نہین

ہزار بار بملکِ بقا فنا بہتر
عدم کی ہستی سے ہوگی مناسبت اظہر

بطعن وطنز زبان مبتلاہے جان وجگر
عذاب گو ہے دنیا کے رنج سے بدتر

سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

سدا اسینہ عابد جو عشق ہے دلکش
ہمیشہ اُسکی حرارت سے ہے جگر کو عطش

اگرچہ تجھکو یہان ہر قدم پہ آئے غش
فقیر بنکے قدم مار اُسمین اے آتش

طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

مقطع غزل

ساقی جو آبرو کی ترقی حجاب مین
پڑجائے کچھہ نہ فرق کہین آب و تاب مین

ایک بوسہ کے طلب پہ نہ آنا عتاب مین
کل کے لئے کر آج نہ خست شراب مین

یہ سوئے ظن ہے ساقی کوثر کے باب مین

ہر چند عبد لاکھہ ہین معبود ایک ہے
ساجد ہزار کعبہ مسجود ایک ہے

اسلام اور کفر کا مقصود ایک ہے
اصل و شہود و شاہد و مشہود ایک ہے

حیران ہون پھر مشاہدہ ہے کس حساب مین

وہ حسن ہے شباب مین خورشید مہ فروز
زلف سیاہ شام بنا گوش شکل روز

شکل سپند پاتے ہین لاکھون نگاہ سوز
آرایش جمال سے فارغ نہین ہنوز

پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب مین

ہین وہ جہانین صاحب صد فیض و فضل و جود
آل نبی پہ بھیجئے ہر دم جو ہین درود

نقصان اُن کو دہر مین ہو جاے عین سود
ہے غیب غیب جسکو سمجھتے ہین ہم شہود

ہین خواب مین ہنوز جو جاگے ہین خواب مین

عابد کے دل کو کیون نہ رہے جستجوے دوست
پہرتا ہے چشم دل مین سدا اپنی روے دوست

جیون سایہ خاکسار نکیون ہون بکوے دوست
غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوے دوست

تخمسہ بر غزل

مشغولِ حق ہون بندگیٔ بوتراب مین

ہر زمان کہتے ہی آرے دبلے جاتے ہین
کہ بُرے رہتے ہین یک لخت بہلے جاتے ہین

سنگِ در پر کیُ سر اپنا ملے جاتے ہین
یہ وہ سرکار ہے یہان لاکھون پلے جاتے ہین

ایک ہم ہین سو بامید گلے جاتے ہین

آستان کے وجمشید ہے در کہتے ہین
جمع اُس جا ہین بہت اہل ہنر کہتے ہین

جانتے علم و ہنر کو ہین وہ زر کہتے ہین
سایۂ بالِ ہما کا ہے اثر کہتے ہین

ترے کوٹھے کے جو سایہ کے تلے جاتے ہین

طلبِ خاص پہ ہم حاضرِ دربار ہوے
محض ناکارے ہین پر کار سے باکار ہوے

ہین سبک وضع پہ سرکار مین ہین بار ہوے
واہ کیا دولتی لاتین ہین بیزار ہوے

لیجے آداب کہ ہم آپ چلے جاتے ہین

سُست نظمو کو ہوا جیسے ہے دربار مین بار
رہتے سرگوش ہین جون زلفِ سیہ رو ہر بار

صاحبِ فضل کا رہنا اُنہین ہوتا دشوار
گرچہ خوش خلق ہین جون گل یہ سدا صورتِ خار

یہان کے لوگونکے ہم آنکھونمین سلے جاتے ہین

دل لگی چاہئے ہرچند کہ دلدار ہے یہ
دے دلاسا اُسے عابد کہ دل آزار ہے یہ

جوہری جانے جواہر کو اُنہین کا رہے یہ
رکھو آنکھونمیں چھپا کر دُرِ شہوار ہے یہ

مرد مواشک کے مانند ڈہلے جاتے ہین

ٹھمری

دیکھی مین نے ساری رین
تم سے روشن موری نین

ناصر مطلق اوسیان
مجھہ سے ملاؤ اب توعین

تم بن عابد ہے بے کل
کاہے پرت ہے اُسکے چین

ردیف واو

رکھہ دل مین تصوّر مرشد کا لا اپنی زبان پر اللہ ہُو

وہ مولا اپنا ہادی ہے دیکھہ اُسکو سراسر اللہ ہُو

فرمائین جو ظاہر خیر بشر پس دل مین سمجھہ وہ مالک ہے

رکھہ صورتِ مرشد پیشِ نظر لا اپنی زبان پر اللہ ہُو

خالق ہے وہی رازق ہے وہی عاشق ہے وہی معشوق وہی

دل مین تو سمجھ لے الا اللہ کہہ منہہ سے ازبر اللہ ہُو

اِس ذکر کا دایم شغل رہے مرشد تجھسے جیسا کہے

باقی نہ رہے مین تو بجز اپہر پائین اظہر اللہ ہُو

عابد ہے عبادت یہ بہتر ہے عبدیت اپنی چہتا اگر
بارازِ خفی و رمزِ جلی تو ذکر کیا کر آ اللہ ہُو

کہتے ہین جو سب آدم ہم کو ہو گا یہ لقب تا دم ہم کو

اس جسم مین جب تک دم نہ رہے سب جان رکہین عالم ہم کو

جب تک نہ ستُون ہو نصب یہان قایم یہ مکان رکہتا ہے کہان

ہے قُدرتِ خالق جسپہ عیان سمجھے وہ ستون محکم ہم کو

ہم صورتِ انسان تہے ظاہر باطن مین نہ تہے انسان مگر

سب اہلِ بشارت پا کے بشر وہ سمجھے جب آدم ہم کو

گر عزت ہے تو آپ سے ہے اور ذلت ہے تو آپسے ہے

جو کچھہ ہین وہ آپ ہی ہین مفہوم ہوا ہمدم ہمکو

وہ ساجد طاقِ دیر و حرم ہین شیخ و برہمن زندہ فروش
بر روئے بتان مسجود ہے جب آتا ہے نظر وہ خم ہمکو

ہر غافل و ناصح دم دے کر کیا دکھلاتے ہین ہر دم ڈر

از خُلقِ حسن مرشد نے کیا بارازِ خدا محرم ہمکو

کچھہ کام نہ پُرگویو نسے رہا جب من عرفَ کا راز کہلا
نُصرت ہے سدا ناصر کا کرم پاتے ہین جو عابد ہم ہم کو

ظاہر نمایش ہر جگہ پھر ہم سے کیون شرمندہ ہو
پلٹو نہ ہر دم اے صنم تم بارخِ رخشندہ ہو

عادت کجی کی رکھتے ہین جتنے حسین ہین دہر مین
مائل رہو عاشق پہ اب تم گو ہر تابندہ ہو

کب تُم باذن اللہ کا خواہان کوئی ہوگا بھلا
جسدم نگاہِ پاک سے مرقد مین مُردہ زندہ ہو

اے ناصحِ نادان تری ہم جلتے ہین پند کو
پھر کیا کرین اُس یار کو دانندہ ہو بینندہ ہو

جو عشق کے اسرار مین آسان نہین دشوار ہین
سب فضل پہ موقوف ہے عابد مگو جوینده ہو

یہ قاصد نے مژدہ سنایا ہے مجھکو
اُسی کی زبانی بلایا ہے مجھکو

یہی وقت تہا تیرے آنیکا ناصح
کہ تو نے مرنے مین ستایا ہے مجھکو

سکونت مین جنت کی کیا اُسکا بگڑا
وہان سے یہان کیون وہ لایا ہے مجھکو

ہنسایا تہا اِک روز پھر عمر بھر ہی
بُتِ سنگدل نے رُلایا ہے مجھکو

پری کا نہ جن کا کسی کا نہین ہے
تری زُلفِ شبگون کا سایا ہے مجھکو

تجھے یاد ہوگا بُرے وقت تو نے
کئی مرتبہ آزمایا ہے مجھکو

ہزارون ہی خط مین نے لکھے ہین تجھکو
فقط ایک خط تیرا پایا ہے مجھکو

وہ روٹھا تہا کل آج راضی ہوا ہے
بڑی منتون سے بلایا ہے مجھکو

کہلا حال کونین کا مجھپہ عابد
وہ ساقی نے ساغر پلایا ہے مجھکو

اگر حرصِ جہان ہو تو شریکِ عاشقان کیون ہو

جو عاشق ہو گئے اُسکے تو پھر طمعِ جہان کیون ہو

کہین مے مُفت کی پی لی بہت سی لگگئی شاید
کہو زاہد ہوا کیا آج اتنے شادمان کیون ہو

تمہارے دل سے مین واقف مری حالت تمہین روشن
یہ احسان نامہ برکا اور دقّت درمیان کیون ہو

کبہی وہ دوست بنتے ہین کبہی دشمن سے بڑھ کر ہین
یہی تو چال ہے اُن کی پھر اُن کا امتحان کیون ہو

مری قسمت تو دیکھو کہتا ہے جانِ جہان از خود
بلا لو اُسکو جس نے کی ہے محنت رائگان کیون ہو

بلایا خود بٹھایا ہی بنے پھر اجنبی ہم سے
تعجب ہے یہ کہتے ہو کہ عابد تم یہاں کیوں ہو

کس طرح اوس صنم سے کوئی بدگمان ہو
وعدہ پہ شرط ہے کہ خدا درمیان نہ ہو

بدنام ہو رہا ہے زمانہ مین کون اب
کہتے نہ تھے کہ غیر سے تم ہم زبان نہ ہو

ایدل نہ کر تو یادِ خدا وقتِ نزع کیہہ
اُس بُت کا خوف ہے کہ کہین بدگمان نہ ہو

کہتا نہین کسی سے بہی مین اپنا حالِ زار
منظور ہے کہ کوئی مرا راز دان نہ ہو

دے دیکے عاشقون کو سرِ بزم گالیان
مشہور اک جہان مین تو بدزبان نہ ہو

کہتے ہین سُن کے حال مری عاشقی کا وہ
کیون کر یقین آئے کہ جب امتحان نہ ہو

عابد تو اُسکے عشق سے نادان باز آ
مین چاہتا ہون عمر تری رائگان نہو

شہرت تری زمانہ مین کیون چار سو نہو
ایسا بہی کوئی دل ہے کہ جس دلمین تو نہو

کیا حال تجہہ سے میرے دلِ زار کا کہلے
جبتک کہ تم سے بات مری دو بدو نہو

ویران جو وہ دل وہ پریشان ہو داغ
جسمین کہ تیرے عشق و محبت کی بو نہو

ایدل تو اُسکی بزم مین جاتا تو ہے مگر
ایسا نہو کہ تیری وہان آبرو نہو

برہم وہ ہو کے مجہہ سے خفا ہو رہے ہین آج
ارشاد ہو رہا ہے کہ تو روبرو نہ ہو

مین اور ترکِ عشقِ بُتانِ خوب نا صوا
مردِ خدا یہ مجھہ سے کبھی گفتگو نہ ہو

تیری محبّت اور ترے عشق کے سوا
عابد کے دل مین اور کوئی آرزو نہو

جگہہ دیتا ہے بزمِ عام مین پہلو مین تن کو
نہین آتی ہے کچھہ بھی شرم اُس بے مہر دشمن کو

گواہی کے لئے روزِ جزا محکمہ یہ کافی ہے
لگا ہے خون کا دھبہ مرے قاتل کے دامن کو

ترے اس بے نشان کا کچھہ نشان رہنے والے عالم
مٹاتا ہے لگا کر ٹھوکرین کیون میرے مدفن کو

خدا حافظ ہے ایدل اب ہمارے آشیانہ کا
غضب سے دیکھتی ہین بجلیان ہر نشیمن کو

کھڑے ہین سینکڑون دیدار کی خواہش مین اے صاحب
اٹھاؤ تو ذرا تم سامنے سے اپنے چلمن کو

سنا ہے طور پر موسیٰ ہوئے بیہوش غش کھا کر
بناؤ مجھکو بھی بیخود دکھا کر روئے روشن کو

وہ ہنسکر مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین محبت سے
چلو تم آج عابد ساتھہ میرے سیرِ گلشن کو

جانکر ہوتا ہے مجھسے کس لئے انجان تو
کون ہو نہین دیکھہ تو مجھکو ذرا پہچان تو

یاد ہے کس آئینہ رخسار کی ایدل بتا
صورتِ آئینہ ہے کیون ششدر و حیران تو

اِک نظر ملتے ہی عقل و ہوش اور تاب و توان
لیچلا سب لوٹ کر اپنا سر و سامان تو

جان ہی لونگا تجھے پہچان ہی لونگا تجھے
لاکھہ مجھسے روپ بدلے جانِ من ہر آن تو

تو ہی مالک ہے مرے دل کا مرے ایمان کا
جان عابد کی نہین ہے جان جان پہچان تو

وہ جھنجلا کر یہ کہتے ہین محبت اپنی رہنے دو
یہ الفت اپنی رہنے دو یہ چاہت اپنی رہنے دو
مرے حالِ پریشان پر عنایت اپنی رہنے دو
زیادہ کچھ نہین تھوڑی محبت اپنی رہنے دو
غرورِ حُسن کرتے ہو بُرا کرتے ہو اے صاحب
گھمنڈ اچھا نہین دو دن کی دولت اپنی رہنے دو
نہین رہتے ہو دم بھر بھی تصور مین مرے آکر
کوئی دم میرے دل مین بھی تو صورت اپنی رہنے دو
وہ سُنکر حال میرا لپٹ کر مجھسے کہتے ہین
چلو بس ہو چکا جھگڑا شکایت اپنی رہنے دو
یہ مانا حضرتِ ناصح کہ ہم رندانہ مشرب ہین
بُرے ہین یا بھلے ہین تم نصیحت اپنی رہنے دو
نہین پروا نہین میری مجھے معلوم ہے لیکن
ذرا میرے طرف مایل طبیعت اپنی رہنے دو

نصیحت سے نہین کچھہ فائدہ اے حضرتِ ناصح
بنائی ہے جو خالق نے وہ قسمت اپنی رہنے دو

وہ دیکر جام اپنے ہاتھہ سے ہنس ہنس کے کہتے ہین
ذرا تم حضرتِ عابد عبادت اپنی رہنے دو

کہینگے غنچہ بہت لب سے لب جدا ہی ہو
بنو نہ بُت سے زبان سے کوئی صدا ہی ہو

یا اکہڑی اکہڑی باتین نہین پسند ہمین
مزہ جبھی ہے کہ ہم سے خلا ملا ہی ہو

عدو سے کہہ دو محبّت ابھی وہ کیا جانے
اٹھائے بار وہ ایسا یہ حوصلہ ہی ہو۔

یقین آئے ہمین کس طرح سے اے صاحب
تمہاری وعدہ خلافی کی انتہا ہی ہو

خدا کرے کہین جلدی بُتون کا حسن ڈھلے
غرور کی کوئی حد بھی ہے کچھہ سزا ہی ہو۔

سناؤنگا دلِ مضطر کا حال مین سب کچھہ
کبھی تو اُس بُتِ کافر سے سامنا ہی ہو

وہ میکدہ مین مجھے دیکھکر یہ کہتے ہین
کہ تم تو رند ہی عابد بھی پارسا ہی ہو

بیوفا اور ستمگار نظر آتے ہو
تم ابھی سے مجھے عیّار نظر آتے ہو

وعدۂ وصل پہ کہتا ہون مین اُنسے ہر دم
تم بہت صادق الاقرار نظر آتے ہو

بے پیے مے کے ہین مخمور تمہاری آنکھین
تم نئی طرح کے سرشار نظر آتے ہو

مجکو وہ دیکھہ کے محفل مین یہ فرماتے ہین
باعثِ رونقِ دربار نظر آتے ہو

دل کا کچھہ حال تو معلوم نہین ہے عابد
تم بہ ظاہر ہمین ہشیار نظر آتے ہو

اپنی زبان پاک سے اظہار بہی تو ہو
انکار تو ہمیشہ ہے اقرار بہی تو ہو

مثل کتان مین چاک جگر کو بناؤنگا
اُس رشکِ ماہتاب کا دیدار بہی تو ہو

کچھہ فائدہ نہین ہے مجہے عرضِ حال سے
منصف مزاج آپ کی سرکار بہی تو ہو

مجہہ طالبِ وصال پہ کیونکر نہ رحم آئے
مجہسا کوئی جہان مین طلبگار بہی تو ہو

جنت کی ہے ہوس تمہین دیدار کی نہین
عابد بنے ہوئے ہو گنہگار بہی تو ہو

مرنے کے بعد رنج نہ دو خاکسار کو
ٹہکراؤ اس طرح سے نہ میرے مزار کو

انداز و ناز و غمزہ کرشمہ ادا و شرم
مین دیکہنا چاہتا ہون انہین تین چار کو

کبتک ترے فراق کے صدمہ اٹہاؤنگا
کچھہ تو ملے جواب اس اُمیدوار کو

وہ ہون گناہگار کہ جس کا نہین شمار
کیا اپنا منہہ دکہاؤنگا پروردگار کو

ہوتا ہے یان جدا مرے پہلو سے دل مرا
وہ دان ملا رہے ہین ادا سے ستار کو

جب سے دوئی کا ہم نے تعلق اُٹہا دیا
پاتے ہین ہر مقام پہ ہم روے یار کو

عابد سے ہنسکے بات تو کیجے کبھی کبھی
کچھ تو ملے قرار دل بیقرار کو

زلف پریشان کا تصور ہے ہمیشہ مجکو
کیا بنا دیگا خدا جانے یہ سودا مجکو

ہے گذر کس کا بجز تیرے گلی مین اُسکی
اے صبا اپنے ہی ہمراہ تو لیجا مجکو

جسنے اپنے کو ہے از روے حقیقت دیکھا
اُسنے بیشک نہین جانا کبھی ہیچا مجکو

اپنے دل مین مجھے تھوڑی سی جگہ دے ظالم
نہ نکلوا کہ محبت نے ہے کھینچا مجکو

حرم و دیر مین کیون شیخ و برہمن کی ہے جنگ
مجھ مین سب کچھ ہے مگر کوئی نہ سمجھا مجکو

بزم جانان مین بہت لوگ تھے لیکن عابد
کیا غضب ہے کہ کسی نے بھی نہ پوچھا مجکو

تصور مین ترے رخ کے مین بھولا صاف قرآن کو
خدا شاہد ترے جلوہ نے چھینا دین و ایمان کو

تصور مین یہان آنکھون پہ ہے صورت جانان
ہوا ہے اور رہو گا دخل میرے دل مین شیطان کو

یقین ہے مجکو میرا دل نہین الجھا ہوا ہو گا
ذرا تم کھول کر دیکھو تو اپنی زلف پیچان کو

ہمارا طائرِ دل مضطرب ہوتا ہے پہلو مین

نہ یون پہلاؤ اپنے رُخ پہ تم زلفِ پریشان کو

نمایش اس سے ہے دونون جہان کی سچ ہے مین کہتا ہون

نہ سمجھین صرف پتلا خاک کا ہے کوئی انسان کو

قسم حق کی تمہارے مصحفِ رُخ کے تصور مین

کیا کرتا ہون ہر دم ہر گھڑی مین حفظ قرآن کو

نہیں دیتا ہے مجکو بار اوس کی بزم مین عابد
الٰہی موت آجاے درِ دلبر دربان کو

کیا بے سبب تم نے مضطر کسی کو
ستاتے ہو کیون بندہ پرور کسی کو

جو دل اُنسے مانگا تو ہنسکر یہ بولے
دیا ہی نہین ہم نے لیکر کسی کو

بھوین تن رہی ہین نگاہین ہین ترچھی
نہ چھوڑینگے جیتا یہ خنجر کسی کو

بجز میرے اے جانِ جان بھول کر بھی
نہ دینا جگہ دل کے اندر کسی کو

مری شکل دیکھی تو بولے وہ عابد
کہ تو چاہتا ہے مقرر کسی کو

معرفہ

بہ بارگاہِ سالارِ انبیا شافعِ روزِ جزا صلّی اللہ علیہ وسلّم

تمہین سب کے مختار یا مصطفےٰ ہو
حبیبِ خدا ہو رسولِ خدا ہو

مجھے کون چاہے اگر تم نہ چاہو
تمہین میرے سردار ہو بادشاہ ہو

اولوالعزم جتنے ہوئے ہین پیمبر
خدا کی قسم تم تو سب سے سوا ہو

بلاؤن مین اُمت گھری ہے بچالو
شفیعُ الامم ہو شفیعُ الورا ہو

نظر تیری رحمت کی جسپر پڑے گی
اُسی وقت فضلِ خدا بر ملا ہو

حیات النبی کہتی ہے ساری خلقت
مدینہ پہ کیا حصر تم جا بجا ہو

حضور اب دکھا دیجے اعجاز اپنا
مریضانِ عصیان کی اچھی دوا ہو

مرے دل کا مطلب ہے حضرت پہ روشن
عطا ہو عطا ہو عطا ہو عطا ہو

تمہین دیکھ لے جسنے حق کو نہ دیکھا
تمہین معنیٔ آیۂ اَینَمَا ہو

نکیرین کا خوف ہرگز نہ ہوگا
مین جب دفن ہون آپکا سامنا ہو

خدا کی عبادت ہے عابد کا پیشہ
غلامی بھی حضرت کی اس سے ادا ہو

خدا کا کہنا نہین سمجھتے تو میرا کہنا بھلا سمجھ لو

کہا تھا کیا مین نے کیا کہا ہے مین کیا کہون کا ذرا سمجھ لو

تمہارا وسواس جاے کیونکر خیالِ فاسد نہ آئے کیونکر

یقین کے میدان مین بیٹھ جاؤ تو جس کو چاہو خدا سمجھلو

جہان کی چالین ہین ساری اُلٹی ذرا تو سمجھو ذرا تو سوچو

خیال کرتے ہو جسکو کو ایقین اُس کو ہُما سمجھلو

وہان ہے نام اور یہان نشان ہے سمجھ مین کیا خاک تمہاری

تمہین مبارک ہو رب تمہارا جو اَبِ قَالُوا بَلٰی سمجھلو

ظہورِ ناصر کا ہے یہ جلوہ یہ فضلِ احمدؐ ہے مجھپہ عابد

کہ کہتے ہین سارے سُننے والے کلام اِن کا ذرا سمجھلو

تماشا دید کے قابل قیامت مین بھی ایجاد ہو
دمِ محشر ہمارا ماتھا تیرا گریبان ہو

جو دل پامال کرتے ہو تمہین کچھ غم نہین ہوتا
تمہارا گھر تمہارے سامنے اسطرح ویران ہو

نہین کچھ بھی تعلق بس چلو جھگڑا ہی کیا ہے
نہ مین عاشق تمہارا ہون نہ تم ہی میرے خواہان ہو

نہ حاصل ہو عدو کے بوالہوس کو عشق کی دولت
ملے عشاق کا حصہ تو اُسکو حبِ جانان ہو

ہر اک صفحہ پہ ہو توصیف رو صاف عارض کی
ترے اوصاف سے مملو ہمارا جملہ دیوان ہو

کہو تو کس لئے دیکھا تھا تم نے اپنی صورتکو
کہ مجھ سے آئینہ سے کچھ نہ زیادہ تم ہی حیران ہو

مکانِ دل مین رہتا ہے وہ جسکو ڈھونڈتے ہو تم
تلاشِ یار مین عابد عبث تم بھی پریشان ہو

رباعی

قدرت کا کچھ زبان نہ ہرگز کھولو
وحدت سمجھو کچھ بھی منہ سے بولو

کیوں حرص بتہا ہے تم کو اتنی عاقل
دنیائے دنی سے ہاتھ اپنا دھولو

صبح نسیم چمن داد بدا بوئے تو
عشق مرا می کشید راست ببازوئے تو

ہم مکتبد سوئے تو نرگس جادوئے تو
گرچہ دلِ من شدہ شیفتہ روئے تو

پائے بزنجیر کرد سلسلۂ موئے تو

دیکھا بروئے زمین اور تہ چرخ برین
تجھسا تو کوئی حسین سارے جہان میں نہیں

عاشق زار و حزین مجھسا ہے دیکھا کہیں
این دلِ اندوہگین رم کند از من چنین

پنجہ زن اے مہ جبین تا شود آہوئے تو

عشق کا جو فیض وجود پا گیا دلپر ورود
میری تو آہو نکا دود دیتا ہے بو مثلِ عود

ہوتے ہی کشف شہود پڑ رہتا ہوں ہر دم درود
حیرت چشم فزود عقدۂ عشقم کشود

صورت جانم نمود آئنۂ روئے تو

ایسا ہے فیض جنون ہو گیا دیوانہ ہون
حالِ دلی کیا کہون چشم سے بہتا ہے خون

در تہ گردون جاون کدہر کیا کرون
شد ہمہ کارم زبون رپئے دردِ درون

جان بلب آمد کنون یار زبد خوئے تو

اپنا ہے سمجھو سخن رشکِ دہِ نوترن
خالِ بُتِ سیمتن یا کہ ہے مشکِ ختن

پھر کے ہر اک دشت و بن دیکھوں نہ سروِ چمن
محو ہوا جی مرے کے بشود جانِ من

چشمِ من اے گلبدن می نگرد سوے تو

عشق نے پایا گذر میرے دلِ زار پر
اپنے کو اپنی خبر اب نہیں جانیں کدھر

داغ ہوا ہر جگر چشم بھی رہتی ہے تر
در دلم اے سیمبر جلوہ نمائی اگر

سجدہ کنم ہر سحر بر خمِ ابروے تو

فیض کیا جو عطا ناصرِ نصرت فزا
بھیا یہ بھی کہلا گیا عابد و معبود کا

مقطعِ عالی سنا پڑھتا یہ عابد رہا
خاطرِ شاعر بنا جمع زہے لطف و وفا

تضمین کلام کرد پریشان مرا سنبلِ گیسوے تو

عشق کا جب کہ ہو غلو پاتے ہیں رتبہ علو
وصلِ صنم کی آرزو رکھتے ہیں مثلِ ابوعدو

آپ ہے اپنے روبرو ہوتا ہے زار ہو بہو
چار سوار اور کو کیونکہ پھرتا ہے کہتے تھے راقما

کیوں نہ پکاریں خوش گلو بقر یقو بقو

کرنے سے آہ ہر نفس خنجر بھی چلے ہے بس
سیل سرشک و خون درس یا کہ ہے بحر اندریں

سینہ زنی ہے چون جرس کس کو ہے یارا رہیں
سوزشِ عشق اُف رے بس جانے کیا ہیں یہ ماجرا

کہتا یہی ہے مو بمو بقر یقو بقو

قلب پہ ہو جو درد و غم تن پہ رہے سدا ستم
سمجھے وہ ہستی و عدم چشم بنا ے جام جم
صورتِ مظہرِ اتم پاے بجز تو ہم بہم
دیکھہ لے سیر ہفت خم از سر ز انور کہہ قدم

بولے اگر کرے بہو بقر بقو بقو بقو

دامنِ دل پہ شق رہے دل پہ سدا قلق رہے
ہوش و حواس فق رہے جانکو رنجِ حق رہے
جو کہ سدا سبق رہے یاد مین نہ طبق رہے
مسکن و جا ادق رہے اور زبا نپہ حق رہے

ورد زبا نپہ ذکر ہو بقر بقو بقو بقو

اشک جوا نپے یار ہین گوہر شاہوار ہین
تجھپہ تو ہم نثار ہین عشق مین بیقرار ہین
کب سے امیدوار ہین عابد شہریار ہین
بندہ یہ پانچ چار ہین رشکِ دہ ہزار ہین

خمسہ بر غزل ساقیا بہر کے لا سبو بقر بقو بقو بقو

جانتا کون ہے اگر ہے تو
موجزن بحر تو ہے بر ہے تو
شام ہے تو کہین سحر ہے تو
دیکھتا ہون جدہر اودھر ہے تو

کہین ناظر کہین نظر ہے تو

جسکو دنیا کا ہے لگا دہندا
کوئی صاحب ہے اور کوئی بندا
کہین سورج ہے اور کہین چندا
ایک شہرگ مین کیا خداوندا

ہر رگ و پے مین جلوہ گر ہے تو

نالہ و داغ و آہِ سوزان مین — جگر و خاطرِ پریشان مین
مردمک خاص عینِ انسان مین — دل مین سینہ مین جسم مین جان مین
دیکھتا ہون تو سر بسر ہے تو

نشۂ مل کہین کہین قلقل — کہین نرگس ہے اور کہین سنبل
سرو و موزون کہین کہین صلصل — مثلِ گلشن کہین کہین بلبل
گل کہین ہے کہین شجر ہے تو

واعظِ شہر ہے مگر زاہد — بندگی مین ہے سر بسر زاہد
ایک ہی حال پر ہے ہر زاہد — کیون بھٹکتا ہے در بدر زاہد
غور تو کر خدا کا گھر ہے تو

جوششِ عشق کے ہوئے چاکر — محو از خود ہین وہ تجھے پاکر
اپنا دیدار آپ دکھلاکر — کہین عارف کی شان مین آکر
وصل کا اپنے منتظر ہے تو

دیکھی موسیٰ نے طور پر جو جھلک — عابد آنکھون مین اپنی ہے وہ چمک
نور وہ ہے سما سے تا بسمک — ہے تو باطن مین حق نما بیشک
ظاہر اخلق مین بشر ہے تو

روٹھ کیا مجھسے گیا ہے جو منا لاؤن تجھکو
منتین کر کے مین کاہیکو بلاؤن تجھکو

وسمبھ یار کہون ہول دلاؤن تجھکو
دُور کچھہ مجھسے نہین ڈھونڈ کے لاؤن تجھکو

آپ اپنے کو بھلا دیون تو پاؤن تجھکو

مدعیٔ عشق دلِ زار سدا سہتا ہے
چشم سے اشک کا سیلاب عجب بہتا ہے

دل ترے روبرو ہوتا تو کیا کہتا ہے
دیکھہ صورت کو تری ہوش نہین رہتا ہے

اپنا احوال بھلا کیا مین سُناؤن تجھکو

ہوتی آنکھون سے ہے اشکون کی ہمیشہ برسات
جلگیا سینہ کہ ہے داغ کی سوزش کیا بات

دلکو اپنے ہے تصور یہی رہتا دن رات
آنکھہ مین آوے نہ سینہ مین سماوے ہیہات

کونسی چیز ہے جسمین کہ چھپاؤن تجھکو

میرزن مجنون کے تھا جسطرح جنون پوشیدہ
دیکھو تن مین بھی ہے کس رنگ سے خون پوشیدہ

عشق مین تیرے صنم جیسا کہ ہون پوشیدہ
دل تو چہتا ہے کہ اسطرح رکھون پوشیدہ

خود نہ دیکھون کسے ہرگز نہ دکھاؤن تجھکو

منزلِ عشق کا ہے جسنے کہ بدای
حق نے اقلیم قناعت کی عطا کی شاہی

جستجو کرتا ہے پھر کسلئے شوق جاہی
حالِ خاموش سے بس تجکو ہے آگاہی

آپ مین کیا کہون اور کس سے کہاؤن تجھکو

عشق مین عاشق و معشوق ہون یکدل دونو
تاکہ طے منزل مقصود کرین مل دونو

محو کیا طالب و مطلوب ہون کامل دونو
ایک ہی چیز ہین مشغول ہی شاغل دونو

دیکھہ لین آئنہ کو رکھہ کے مقابل دونو

بات کرنی جو ہو منظور تجھے فن سے نکر
بجز احباب محبت کبھی دشمن سے نہ کر

کعبہ و دیر کا بھی عزم تو مسکن سے نکر
ذکر مشغول بنحو و شیخ و برہمن سے نہ کر

سنگ اور خشت مین رہتے ہین شاغل دونو

دیکھے کب تک دل درونی کوئی باہر سے کبھی
دیکھو پوشیدہ نہین رہتی ہے ماہر سے کبھی

کام ہر چند نکلتے نہین ظاہر سے کبھی
حشر تک حل نہون ارباب ظواہر سے کبھی

جبر اور قدر کے ہین مسئلہ مشکل دونو

بیخودی سے تو گزر اپنی خودی مین آرہ
صورت نقش قدم اسکی گلی مین آرہ

تجھکو رہنا جو ہو منظور تو جی مین آرہ
گھر نہین ایسا خدائی مین اسی مین آرہ

مری آنکھین ہین ترے رہنے کے قابل دونو

دلسے عاشق ہوئے دنیا کی جو ہین صورت کے
بسکہ شایق ہین زر و مال کے اور دولت کے

کب وہ آگاہ ہین راز چمن وحدت کے
جب سے ہین دیدہ مین اس سیر گہ کثرت کے

آپکو بھول گئے غافل و عاقل دونو

سنگ اور خشت کی ہر جا پہ موجودی ہے سیر
نہین معلوم کہ پھر پڑ گیا کیون ان مین بیر

رہتے ہر چند ہین وہ معتقدِ کعبہ و دیر
کس طرح خاتمۂ مومن و کافر ہو بخیر

راہِ حق چھوڑ چلے ہین رہِ باطل دو نو

بامِ ظاہر پہ جو ہو مہر رُخِ یار نزول
طالبِ دید کئی رہتے ہین عاشق مقبول

مختصر سن لو مین کہتا ہون یہ قصہ ہے طول
دولتِ دید نہو پاس تو کیا اس سے حصول

دین و دنیا بھی ہون بالفرض جو حاصل دو نو

دلِ عابد پہ یہ ناصر کا سراپا ہے فیض
جنکے ہاتھون سے پیا مین نے ہے جامِ فیض

رہ کے خدمت مین کئی سال ہین حاصل کیے فیض
کام فرمانہ کبھی بے ادبی کو اے فیض

غزل — مظہرِ ذات ہین یہ ناقص و کامل دو نو — چہ

کیسا بہلاتے اپنے دلِ دیوانے کو
سنگِ طفال ہین دیوانون کے سمجھانے کو

گو کہ سو بار چلا جاتا ہے خم خانے کو
دل مین آتا نہین اسکے مرے گھر آنے کو

تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو

الفتِ گیسوے دلدار کے مارے مارے
محفلِ عیش مین موجود ہین عاشق سارے

ہر گھڑی کہتے ہو کو اسطے جا رے جا رے
مجھ دیوانہ کو نہ تم گھر سے نکالو پیارے

چھوڑ کر جاؤن کہان ایسے پری خانے کو

نکہت گل کیطرح پھرتے ہین مہکے مہکے
کیون نہ پھر شعلۂ آتش مرے دلمین دہکے

حسرت غیر مرے دلمین جسے رہ رہ کے
باتین کرتا ہے عجب رشک سے بہکے بہکے

لب سے جب اپنے لگاتا ہے وہ پیمانے کو

آنکھ تجھسے جو لڑی ہو گیا تن پر سر بار
آہ اور نالہ سے بیزار ہے سارا گھر بار

اُس شہِ حسن کا جسوقت کہ چاہین دربار
بیٹھین کیا چین سے اُس پاس کہ لمین ہر بار

غلبۂ شوق سے آتا ہے لپٹ جانے کو

کیا بندہی شیون افغانی یہان رو رہے دُہن
پر نہین اُس بُتِ بے مہر کے اچھے کچھ گن

دن کو عابد سے کیا شکوۂ بیجا کا سخن
رات بولا وہ مرے نالہ جانسوز کو سُن

آگ لگ جائیو جرأت ترے جلجانے کو

ٹھمری

کیسی لاگ لگائی رے میرے جانی تو
داگ داگ لگائی رے میرے جانی تو

تڑپت جیرا جلت کلجوا
ایسی آگ لگائی رے میرے جانی تو

بل بل جاوے من عابد کے
پھولو ندا باگ لگائی رے مرے جانی تو

ردیف ہائے ہوز

جب دیکھا چشمِ تر سے سرشار کا نقشہ
نظرون مین پھرا نرگسِ بیمار کا نقشہ

کیا مانی و بہزاد لکھے یار کا نقشہ
جانے نہ بجز دل کوئی دلدار کا نقشہ

ہین پائے بگل دیکھ کے شمشاد و صنوبر
اے سرو خرامان تری رفتار کا نقشہ

ہر شب متغیر ترے عاشق کی ہے حالت
ہر روز نیا تیرے دل افگار کا نقشہ

اُلجھا ہی رہا سُنبلِ پیچان کی طرح دل
جب دیکھا تری زُلفِ شکندار کا نقشہ

عاشق ہی ترا ہو گیا دیدار سے محروم
کوچہ مین کھڑا بنکے ہے دیوار کا نقشہ

خُلقِ حسنی پایا ہے ناصر سے جو عابد
اب بھول نہ اُس کاشفِ اسرار کا نقشہ

دل بہت بیقرار سا ہے کچھہ
آج پھر انتظار سا ہے کچھہ

یاد آتی ہین کس کی شوخ آنکھین
آج مجھکو خمار سا ہے کچھہ

کہکے یون قبر کو وہ ٹھکرائے
یان نشانِ مزار سا ہے کچھہ

یون بظاہر تو صاف ملتا ہے
دل مین تیرے غبار سا ہے کچھہ

رند نکلا وہی ہمارا دل
جسکو سمجھے تھے پارسا ہے کچھہ

کسنے وعدہ کیا ہے حضرتِ دل
آپ کو انتظار سا ہے کچھہ

تم جو پہلو مین ہو تو اے صاحب
آج دلکو قرار سا ہے کچھہ

دلِ مضطر ہمارے پہلو مین — کسلئے بیقرار سا ہے کچھہ
طائرِ دل کو دیکھکر بولے — نظر آتا شکار سا ہے کچھہ
ابر سمجھیں وہین جس کو گرد و پنر — مرے دل کا غبار سا ہے کچھہ

کس لئے آج عابدِ مضطر
بیخود و بیقرار سا ہے کچھہ

لطف و کرم ہے آپکا مجھپر ستم کیساتھہ — اقرار بھی اگر ہے تو جھوٹی قسم کیساتھہ
آتا ہے تیری بزم مین درد و الم کیساتھہ — عاشق کو تیرے ایک محبت ہے غم کیساتھہ
اس زندگی پہ ناز کرین کیا کہ عاقبت — ہمکو ملانیوالی ہے اہلِ عدم کیساتھہ
کیجئے جائین اور بھی تیرے ابرو تو ہے مرہ — تلوار زیب دیتی ہے اے یار خم کیساتھہ
تحریر ہے سوال تو تقریر ہے جواب — اُسکی زبان چلتی ہے میرے قلم کیساتھہ
یہ دل دکھا رہا ہے مجھے اِک جہانکی سیر — کرتا ہون مین مقابلہ اب جامِ جم کیساتھہ
انکار سے جو وصل بھی ہو تو نہین ہے لطف — اِک بوسہ لب کا دیجے سراسر کرم کیساتھہ

نقارۂ سرور کی نوبت ہے عابد اب
منصب عطا ہے شاہ سے ہمکو علم کیساتھہ

اب ناصحِ نادان کی ہر بات سے توبہ — توبہ ہے مری اُسکی مدارات سے توبہ

بوسہ کی عوض تو نے لیا نقد دل اپنا
ظالم ہے تری ایسی مدارات سے توبہ

رندانِ خرابات اگر چھوڑ دین جب ہے
بیٹھا تو ہون مین کر کے ہر اک بات سے توبہ

رہنیکا نہین بزم مین بے مجکو پلائے
ٹوٹے گی مرے یار کے پہرہات سے توبہ

فرقت کے زمانہ سے بچانا مجھے تا حشر
یارب ہی اُس دن سے ہے اُس رات سے توبہ

ملتا جو نہین مجھسے تو اے شوخ ستمگر
کرلی تو نہین میری ملاقات سے توبہ

جس راتمین جس دن مین نہو پاس تو اپنے
اُس دن سے حذر اور ہے اُس رات سے توبہ

فرقت مین کسی کی تو نہ یون جان دے عابد
حاصل نہ ہو جس بات سے اُس بات سے توبہ

پہنچین ہون اے احمدِ مختار زیادہ
اب ہجر کی طاقت نہین سرکار زیادہ

گھٹتی ہے مرے دلسے جو دنیا کی تمنا
بڑھتا ہے خیال آپکا ہر بار زیادہ

تھک تھک کے جو رہجاتا ہون وادی طلب مین
ہوتی ہے مرے شوق کی رفتار زیادہ

کیون جان نہ دون عشقمین ایذا طلبی پر
راحت سے مزا دیتا ہے آزار زیادہ

عابد کا بُرا حال ہے اب مُلکِ دکن مین
اب ہجر کی طاقت نہین سرکار زیادہ

کرم سے تیرے روشن ہے جو سینہ
سمندر پار ہے اپنا سفینہ

مرے حق کا ملا مجھکو خزینہ
سیڑھی زر کی ہے بام حق کا زینہ

ظروفِ لاتعین کو نہ دیکھو
نہین مظروف سے ہے ہم کو کینہ

یہ فانی ہے نہ رکھو اس سے اُلفت
جہان مین ایک پل ہے اپنا جینا

نہ کبل ہے نہ ہے یہ شال ناصح
جواڑہا تم نے لندن کا مرینہ

حسینون سے لڑی ہے آنکھ ایدل
مین عاشق ہون یہ ہے میرا قرینہ

ہوا ناصر سے احمدؐ یا امین مین
سمجھہ ہے گنجِ مخفی کا دفینہ

نہ بوجھے روح کو جو تن کو پوجے
نہ ہوگا اُس سے کوئی کم کمینہ

نام مدینہ قصیدہ

رسول اللہ کے جلوے سے عابد
مرا دل بن گیا شہرِ مدینہ

ترحّم کن بحالِ من خدارا یا رسولؐ اللہ
شفاعت کن برائے من گوارا یا رسولؐ اللہ

بروزِ حشر بخشش این اُمّتِ عاصی
ندارد زورِ حق کس جز تو یارا یا رسول اللہ

ہزاران یوسفِ مصری تصدق جمالِ تو
خدایت داد آن حُسنِ دل آرا یا رسول اللہ

تو آن شاہنشہِ عالم بفرّ و حشمت و جاہی
کمینہ بندہ ات جمشید و دارا یا رسول اللہ

تصدق با ہزاران صدق بر اعجازِ پاکِ تو
گواہی داد بر تو سنگِ خارا یا رسول اللہ

زخوئے عارضِ تو دُرِ مکنون قطرہ باشد
زگیسویت شمیمے مُشکسارا یا رسول اللہ

زمین و آسمان لوح و قلم جن و ملک انسان
همه از بادهٔ عشقت سکاری یا رسول الله

جبین بر روضهٔ پاک تو میساید روز و شب
حبش هند و عرب ترک و بخارا یا رسول الله

اگر یک جرعه نوشد کسے از جام عشق تو
ز لوح دل بشوید ماوری را یا رسول الله

غریبم بیکسم زارم غریقم در گنه هیچ
تلطف کن نهان و آشکارا یا رسول الله

بدرگاه کریمت آمده عابد بچشم تر
کنی بر حال او لطف و مدارا یا رسول الله

قطعهٔ تهنیت تولد شاهزادهٔ بلند اقبال مظله العالی

به سلطان دکن از لطف خالق
تولد شد همایون شاهزاده

نمکخوارانِ دولت می سرایند
الهی عمر و اقبالش زیاده

خمسه غزل حافظ

هشیار یا مست عشاق باجاه
بے باده هستند سرشار والله

من گشته ام مشق از عشق الله
عیشم مدام است از لعل دلخواه

کارم بکام است الحمدلله

مژگان شاهد تیر و ترکش
هم تیغ ابرو بر فرق سرکش

از بادهٔ شوق سلسبیل دست
اے بخت سرکش تنگش ببر کش

گه جام زرکش گه لعل دلخواه

بے بادۂ عشق مستانہ کردند
برشمع روئی پروانہ کردند
چون قیس و وامق دیوانہ کردند
مارا بہ تشنیع افسانہ کردند

پیرانِ جاہل شیخانِ گمراہ

با اہلِ رنج و درد یم توبہ
شکلِ غبار و گردیم توبہ
با رنگِ روئی زردیم توبہ
وز قول زاہد کردیم توبہ

از فعلِ عابد استغفر اللہ

نوشیم عابد از ساغرِ دُرد
گشتیم از ذوق چون پہلوان گرد
در منزلِ شوق ہر کس کہ بشمرد
از یادِ حافظ ذوقِ لبت بُرد

ترجمۂ اہونی
درسِ شبانہ و وردِ سحرگاہ

ہون رہگذر مین الحمد للہ
سیرِ سفر مین الحمد للہ
اب پہنچا در مین الحمد للہ
دلبر ہے بر مین الحمد للہ

سب کچھہ ہے گھر مین الحمد للہ

کیا عشق کا شہر بے در بسا ہے
کعبہ سو اللہ کا گھر بسا ہے
جنگل بیابان باھر بسا ہے
دو جگ کا والی آکر بسا ہے

دل کے نگر مین الحمد للہ

درپن کے اندر ہے عکس اُسکا
سب نیچے اوپر ہے عکس اُسکا
باطن و اظہر ہے عکس اُسکا
وہ گونہین پر ہے عکس اُسکا

اِس چشم ترین الحمدللہ

ایسا کہان ہے رُتبہ کسی کا
واقف ہے وہ کل راز ربی کا
دنیا مین ہر سو ہے نور اُسی کا
شکلِ نبی کا شکلِ نبیؐ کا

سودا ہے سر مین الحمدللہ

سینہ عاشق کیا پُرصفا ہے
شمس و قمر کی ظاہر ضیا ہے
چشمِ دلی سے دیکھو یہ کیا ہے
نُورِ محمدؐ جلوہ نما ہے

اپنی نظر مین الحمدللہ

شان اُن کی لولاک حق نے کہا ہے
سارا زمانہ ہے پُرجلا یہہ
چارونطرف ہے دیکھو تو کیا یہہ
ہے نورِ احمد صلِّ علےٰ یہہ

شمس و قمر مین الحمدللہ

عابد جہان کا کیا کیا تماشا
آگے نظر کے گذرا تماشا
چارون طرف ہے ہوتا تماشا
خاموش ہو کر دیکھا تماشا

حق کا بشر مین الحمدللہ

رہتے خفا تہے وہ شاہِ ذیجاہ — ہم بندہ کمتر ذی رتبہ وہ شاہ
بسکہ ہمیشہ ہم تہے ہوا خواہ — اُنکے ہمارے پہر اب ہوئی راہ

الحمد للہ الحمد للہ

کوئی تو انگر کوئی گدا ہے — کوئی کدورت کوئی صفا ہے
جز ذاتِ حق کے کس کو بقا ہے — یہ ملک یہ حکم کس کو رہا ہے

الحکم للہ والملک للہ

مین کب کسی سے رکہتا ہون الفت — جو چاہے اُلفت دیتا ہون صحبت
مین جانتا کیا راہِ خصومت — یارو غلط ہے مین اور کدورت

استغفر اللہ استغفر اللہ

ہین اِس سخن کے سب لوگ راوی — سُن پایا قول مخدومِ سادی
عرفان و وحدت پر تہے وہ حاوی — با دشمن و دوست ہونمین مساوی

الحب للہ والبغض للہ

ہین کون وہ دو ابلیس و خناس — اپنے تو کوئی آتا نہین پاس
دل مین نہ لانا عابد تو وسواس — کیا ہی صفا کو ہے پاسِ انفاس

خمسہ بر غزل — ہر دم کرے ہے دولا کہہ توبہ

ایدل ہے مجھکو کب کس کی پرواہ
حلالِ مشکل اپنا ہے وہ شاہ
دنیا کی اُلفت کرتی ہے گمراہ
بس بیوفا ہے یہ شوخ ہمراہ

اللہ اللہ و اللہ باللہ

لون مین زبانسے کیا نام ہستی
ہون مبتلاے آلام ہستی
ہوتی سحر ہے کب شام ہستی
تیرا بُرا ہو اے دام ہستی

مجھکو پہنسایا للہ فی اللہ

دل ہی نہین ہے وحشت زدہ کچھہ
ہووے نہ قولِ عرفان ادا کچھہ
کہتے ہمیشہ ہین یہہ گدا کچھہ
ہوا مرتوا اب ہیگی صدا کچھہ

کیون سائین داتا کیون مرشد اللہ

صحت سے روشن ہے قال کسکا
اِس شش جہت کو عالم مین ڈہونڈا
کوئی نظر پر آیا نہ ایسا
کچھہ بہی سمجھتے تم حال اُس کا

یالیت شعری ایام القاہ

ہے رشکِ خورشید عابد کا مطلع
اور ماہِ نو ہے ہر ایک مصرع
ہے دُرِ شہوار حرفِ مقطع
کیا پُر صفا ہے طرزِ ملمع

سُبحان اللہ اے بارک اللہ

ردیفِ یائے تحتانی

ہاتھہ مین اپنے نہ رکھہ شمشیر میرے واسطے
بس ہے مژگان کا اشارہ تیر میرے واسطے

مین ہون عاشق نرگسی آنکھین نہ مجھسے پھیر لے
ہین غزالانِ ختن نخچیر میرے واسطے

کر دیا روزِ ازل حق نے مقرر بہرِ خلق
اُسپہ ہون راضی جو ہے تقدیر میرے واسطے

ہو تمہارے ہاتھہ کا لکھّا مجھے منظور ہے
خوب ہو یا زشت ہو تحریر میرے واسطے

صفحۂ سینہ پہ ہے دلکی تسلّی کے لئے
عشق نے کھینچی تری تصویر میرے واسطے

مُصحفِ رُخ پر ترے زیبا خطِ زلفِ عنبریں
حُسن نے لکھّی ہے تفسیر میرے واسطے

علمِ منطق کے مقولے یاد عابد کو نہین
زاہد اکرتا ہے کیون تقریر میرے واسطے

اگر پوچھو میرا نشان بے نشان ہے
کہ رہنے کا میرے مکان لامکان ہے

کہی آیتِ نحنُ اَقربُ جو تو نے
تو پھر تجھہ مین مجھہ مین جدائی کہان ہے

جو پردہ مین رہ کر کیا مجھکو ظاہر
پتا ذاتِ اقدس کا مجھسے عیان ہے

نہ ارض و سما ہے نہ شش جہت مین
ہماری خودی کا نرالا جہان ہے

نہین ہے بجز تیرے کچھ شے جہان مین
جو تو ڈھونڈتا ہے وہ تجھمین نہان ہے

سدا فیض عابد کو ہے دلسے حاصل
فقط ناصحون کو یہ جھوٹا گمان ہے

گل ہے وہ کہین کہین کلی ہے — ہر حال مین رنگ مین بھلی ہے
بانکی ترے سر پہ جو کلی ہے — جب سے دیکھا ہے بیکلی ہے
نزدیک ہمارے وہ خفی ہے — کثرت مین جو دیکھو تو جلی ہے
بھاتی نہین ہم کو سیرِ گلشن — مسکن اپنا تیری گلی ہے
جانیگا نہ کوئی رمزِ باطن — سمجھے گا وہی کہ جو ولی ہے ۔
بس حلقہ بگوش ہوتے ہین دل — ہلتی جسوقت جھلملی ہے ۔
وعدہ وفا کیا جو تونے — اسوجہ سے دل کو بیکلی ہے
ابرو کی صفت بیان کیا ہو — تلوار ہر اک جگہ چلی ہے
وہ شیرِ احدؐ وصیِ احمدؐ — نام اُن کا غضنفرِ علی ہے
معراج مین ہمرکاب احمدؐ — جبریلؑ جوانِ اردلی ہے

پوچھے گا جو کوئی نام میرا
کہدون گا کہ عابدِ علی ہے

آتی ہے پسینہ سے تو بو مشک و اگر کی — اور شکل بہ از بدر ہے اُس رشکِ قمر کی
اشکون مین جو شوخی ہے مرے لختِ جگر کی — وہ آبرو لیتی ہے یقین لعل و گہر کی
اُمیدِ جہان بستہ دامانِ کرم ہے — خلقت ہے نمایان مرے صاحب سے بشر کی

مین بندہ ہون سبکے خدا اس سے ہے واقف
سچ بات یہی ہے مرے دل اور جگر کی

حسرت سے ہر اک گل کا ہوا چاک گریبان
جس باغ مین اُسنے پئے گلگشت نظر کی

رُخ اپنا دکھایا جو نقاب اُسنے اُلٹ کر
نظرون مین مری گھٹ گئی توقیر قمر کی

کیا دیتے ہو بل زُلف معنبر کو تم اپنی
پیچیدہ دہوان دیتی ہے بتی بھی اگر کی

رندون کے سدا مُنہ وہ چڑھی رہتی ہے ساقی
یہ بنت عنب گھاٹ کی ہے ورنہ گھر کی

آزاد کو دنیا مین نہین کام کسی سے
کب آرزو ہے سرو گلستان کو ثمر کی

جیتے رہو تم لاکھ برس ہم تمہین دیکھین
ہو حق سے عطا شاہ دکن عمر خضر کی

تعلیم و قواعد سے وہ جھنجلا کے ہین کہتے
عابد کبھی عادت یہ نہین اپنے نگر کی

تیر پر تیر لگاؤ تمہین ڈر کس کا ہے
دل یہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

ہم رہین فرش زمین ہائے رے اتنا بھی غرور
تم نہین پوچھتے قدمون پہ یہ سر کس کا ہے

سیکڑون بار چلے آئے ہو گھر مین میرے
ابکے باہر ہی سے کہتے ہو یہ در کس کا ہے

عاشقی اپنی جتاتا ہون تو وہ کہتے ہین
میرا عاشق نہین یہ خاک بسر کس کا ہے

کرتے ہین آپ شرارت سے بُرائی ہر وقت
کہتے عابد سے ہین الٹے کہ یہ شر کس کا ہے

ہم نے اُس بُت پہ جو نظر کی
تنویر تہی طور کے شجر کی

نظرون مین کوئی نہین سماتا
ہے جب سے لگن لگی اُدہر کی

اللہ کو مُنہ دکھائین کیونکر
تسبیح تو کر رہے ہین ہر کی

تم ہو تو ہے جانِ جان بہی زندہ
واللہ قسم ہے مرے سر کی

شاہنشہ مُلکِ حُسن تم ہو
سر پر زیبا کُلاہ زر کی

کعبہ کے سفر مین بہر زاہد
ہے قدر شُتر سے بڑھ کے خر کی

عابد کے ڈرانے سے ڈرین کیون
معلوم ہے بات خیر و شر کی

تم نہ ہوتے جو محمدؐ تو نہ ہوتا کوئی
رُتبہ لولاک کا پاتا نہین ایسا کوئی

تم تو ہو احمدِ بے میم کہے کیا کوئی
یا رسولِ عربی تم کو نہ جانا کوئی

شبِ معراج کا رتبہ نہین پایا کوئی
آپ سا جلوہ خدا کا نہین دیکھا کوئی

یون تو مُرسل ہوئے لاکہون ہی پیمبر لیکن
بخدا آپ کا ہمپایہ نہ آیا کوئی

ذات پر آپ کی ہے ختم رسالت بیشک
پھر نبی دہر مین ہوتا نہین پیدا کوئی

طور پر پہونچے جو موسیٰؑ تو فلک پر عیسیٰؑ
عرش پر آپ کی مانند نہ پہونچا کوئی

زُلف واللیل تو عارض ہے تمہارا والشمس
پڑھ لی تفسیر تو کیا اُن کو نہ جانا کوئی

جب تمہین جانتی ہے شافع محشر مخلوق
خوف پھر کا ہیکو عصیان کا رکھیگا کوئی

یہی افسوس ہے عابدؔ کو شب و روز حضور
آپ کی شان کا لکھنا نہ قصیدہ کوئی

وصلِ دلدار کا مرشد سے سوال اچھا ہے
ٹھیک یہ رائے ہے اور اپنا خیال اچھا ہے

وصل کیواسطے اُنسے یہ سوال اچھا ہے
ماہ اچھا ہے یہ دن اچھا ہے سال اچھا ہے

تازہ تازہ اُنہین دل لینیکا اب شوق ہوا
میرا دل لیکے بتاتے ہین یہ مال اچھا ہے

عمر بھرلی نہ خبر میری مگر وقتِ اخیر
پوچھتے ہین وہ مجھے روزِ وصال اچھا ہے

حور کو دیکھا پری سے ملا یوسف کو سُنا
سب سے ہنسے ترا حُسن و جمال اچھا ہے

غیر کے لُطف سے گر لاکھ خوشی ہو تو بُری
یار سے ایک بھی پہونچے تو ملال اچھا ہے

وہ عیادت کو مری آئے تو ہنسکر بولے
یہ تو مرنیکا نہین اسکا تو حال اچھا ہے

شکرِ ساقی کا نشہ مین مین ادا کرتا ہون
تو بھی اچھا ہے میان تیرا کلال اچھا ہے

عشق کیساتھ ہی جو وصل ہو بے لطفی ہے
بعدِ فرقت کے اگر ہو تو وصال اچھا ہے

زلف کا کھولکے پھیلا کے وہ مجھسے بولے
طایرِ دل کیلئے تیرے یہ جال اچھا ہے

عشقبازی سے مُعرا ہین تمامی عابدؔ
لُطفِ معشوق سے تجھہ مین یہ کمال اچھا ہے

ہمزہ اُس ترک کی اِک تیر ہے
دل مرا اُسکے لئے نخچیر ہے

کچھہ بھلا ہو یا بُرا لکھدیجئے
آپ کی تحریر ہی تقدیر ہے

آنکھہ کا پردہ کیا تو کیا کیا
میرے دل مین آپ کی تصویر ہے

ہون مریضِ عشق بوسہ دیجئے
اِن لبون کی جانفزا تاثیر ہے

بیل اُلفت کی بڑہی ہے اِسقدر
عاشقون کے پاؤن مین زنجیر ہے

آج تو کچھہ ہے ارادہ قتل کا
تیر خنجر باڑھ پر شمشیر ہے

بات اچھی بھی تو ہوتی ہے بُری
کیا مری تقدیر کیا تدبیر ہے

وصل سے شاید ہون شیرین کام ہم
میٹھی میٹھی اُن کی اب تقریر ہے

جلوۂ جانان نے دل روشن کیا
دل مین عابد کے وہی تنویر ہے

کہین میرا کہین ترا دل ہے
یہی اک اختلاف مشکل ہے

یہی رسمِ وفاے قاتل ہے
جس جگہہ دیکھو ایک بسمل ہے

تیری کاکل مین جو مرا دل ہے
ایک دیوانہ ایک عاقل ہے

قشقہ ماتھے پہ تیرے یا تل ہے
کُفر اسلام مین بھی شامل ہے

اب ترے ہاتھ مین مرا دل ہے
دیکھہ لے آئینہ مقابل ہے

یون تو لاکھون حسین ہین لیکن
حُسن مین ایک تو ہی کامل ہے

ہوئے مجھسے حسابِ جور و وفا
کون باقی ہے کون فاضل ہے

مینہہ برستا ہے مئے پلا ساقی
رحمتِ حق بہی ہم پہ نازل ہے

جامہ عمامہ کا ہے سب دہوکا
سمجھے عالم جسے وہ جاہل ہے

لاکو الا مین کیون ملایا شیخ
یہہ تو سب جہگڑا تیرا باطل ہے

کیا کرے گا وہ لیکے جنّت کو
دل و جان سے جو تیرا واصل ہے

غیر سے کام کچھہ نہین مجھکو
عشق مین تیری ذات حاصل ہے

جسنے چاہا تجھے ہوا بے کار
کوئی دیوانہ کوئی بیدل ہے

وہ حقیقی ہے یہہ مجازی ہے
کہ خدا کا خدا یگان ظل ہے

عابد اِتنے سفر کیے پر بہی
عشق مین آج پہلی منزل ہے

تم سے اک مطلب کی کہنی بات ہے
سُن لو پچتاؤ گے تہوڑی رات ہے

آپ کی تحریر بہی ہے نقشِ حُب
آپ کی ہر بات مین اِک بات ہے

دیکہنا اُس گیسو و رُخ کی بہار
راتمین دن ہے تو دنمین رات ہے

کوئی ہمدم یار سے کوئی جُدا
کوئی غمگین کوئی خوش اوقات ہے

بہیجتے ہین وہ مرے خط کا جواب
اس سے بہتر کیا کوئی سوغات ہے

خیر جو تم نے دیا ہم نے لیا — بوسہ دیکر کہتے ہو خیرات ہے

بازی شطرنج ہے عارف کے ہاتھ
عاشقون کی عابدون پر مات ہے

مجھسے وہ بار بار ملتا ہے — مضطرب کو قرار ملتا ہے
اُسکے ملنے کو دوستی ہے شرط — کہین غیرون سے یار ملتا ہے
یہہ مرے گلبدن کا ہے ارشاد — طالب گل کو خار ملتا ہے
تیرے ملنے سے اے مرے محبوب — مجکو پروردگار ملتا ہے
جھوٹ ہی وعدہ وصل کا کرلے — یون بہی دل کو قرار ملتا ہے
انتقال مکان ہے اسکا نام — چھوڑ کر گہر مزار ملتا ہے

نحن اقرب کے نغمہ کو عابد
رگ گردن کا تار ملتا ہے

میرے دل مین تو جان اور ہی ہے — اور تیرا گمان اور ہی ہے
اولیا سب بزرگ ہین لیکن — اپنے مرشد کی شان اور ہی ہے
تو نے حاجی حرم مین کیا دیکھا — اُس مکین کا مکان اور ہی ہے
میرے قاصد نے راہ ٹہیک نہ لی — اُسکے گہر کا نشان اور ہی ہے

پان کہاے ہین ہمنے اکثر سے
ہاتھہ کا تیرے پان اور ہی ہے

ناصحا بس کر اب نصیحت کو
بات اک میری مان اور ہی ہے

اہلِ دہلی کے ہے زبان مین لطف
کہ وہان کی زبان اور ہی ہے

ہون زمانے مین لاکھہ اہلِ سخن
داغ کی آن بان اور ہی ہے

بہت افسانے سن لیے عابد
اپنے غم کا بیان اور ہی ہے

تم رہوگے کس مکان مین کونسا گھر چاہیے
کعبہ یا دل یا کلیسا یا کہ مندر چاہیے

حسن آرا ہو نہین ہے عیب دل دیکھو مرا
دیکھنی شکل آئینہ مین اپنی اکثر چاہیے

تم کسی پردہ مین آؤ ہم اسی دم تاڑلین
وضع ہان اچھی ہے پر اس سے بھی بہتر چاہیے

دل کی وقعت کچھہ نہین جبتک حسین دلبر نہو
دل اگر پہلو مین ہو تو کوئی دلبر چاہیے

ہجر مین زاہد کی خاطر ہوگئی گرمی حرام
وصل مین تو عاشقِ صادق کو ساغر چاہیے

کیا غرض عیسیٰ سے مجکو یا ہو موسیٰ کی ہو
میری بخشش کیلیے میرا پیمبر چاہیے

اس غزل کی قدر جب ہوگی کہ اہلِ دل سنین
اور فرمائین کہ عابد اس سے بہتر چاہیے

یہ طلب میری نہین ہے اور پر کہو چاہیے
مرضی والا جو ہو وہ بندہ پرور چاہیے

مال و زر دے تو گدا کو مانگتا ہے مال و زر
چشم الطاف و محبت تیری ہم پر چاہیے

وصل کا پیغام دو یا ہجر مین کچھہ کام دو
شغل عاشق کیلئے کوئی مقرر چاہیے

نور سے کیا بحث ہم کو نار سے ہے کیا غرض
دل مین عاشق کے نرالا کوئی اخگر چاہیے

وعدۂ فردا پہ بھی انکار ہو تو کیا عجب
اُنسے دستاویز لکھوانی مقرر چاہیے

کیونکر اُسکے رُخ کو چھو لون سانپ ہین وہ پاسبان
دفع کرنیکو مجرب کوئی منتر چاہیے

کہتے ہین وہ عشق مین داد و ستد کا ہے مزہ
ایک بوسہ لو تو اک بوسہ برابر چاہیے

پارسائی ہو کہ رندی ہین سبب فعل عبث
جس سے تو راضی ہے وہ اپنا مقدر چاہیے

اُس لبِ شیرین کا مجھکو ایک ہی بوسہ ملا
آرزو یہ ہے کہ پھر قند مکرر چاہیے

مشکل آسان جلد کیجے یا علیؑ مشکلکشا
مہربانی آپ کی عابد پہ حیدر چاہیے

سمجھہ اے بیخبر جانا کہان ہے
کہان کا ہے سفر جانا کہان ہے

مرے پہلو مین کیون بیچین ہے تو
تجھے رشکِ قمر جانا کہان ہے

مقامِ عاشقی مین اے محبو
تمہین کہدو کہ مر جانا کہان ہے

نہین انکار ہے وعدہ سے اُنکو
وہ راضی ہین مگر جانا کہان ہے

نہ ہوتا ایک بھی مرنے سے ناخوش
خبر ہوتی اگر جانا کہان ہے

چلا عابد حرم ہند و بنارس

یہہ جاتے ہن کد ہر جانا کہان ہے

گو مرے گہر مین مرا آئینہ رو آتا ہے
سخت حیرت ہے کہ سا اُسکے عدو آتا ہے

بید ہڑک محفلِ جانان مین چلا جاؤن گا
توبہ توبہ مجھے کب خوفِ عدو آتا ہے

یہ ہمارا دلِ شیدا تو نہ ہوا اے دلبر
کرکے تعویذ جو تو زیبِ گلو آتا ہے

جب سے نظارہ ہوا نرگسِ فتان کا تری
جام آتا ہے مجھے خوش نہ سبو آتا ہے

دم بخود ہون تری اُلفت مین کچھہ ایسا ظالم
ہاے آتی ہے مرے لب پہ نہ ہو آتا ہے

اِتنی جلدی نہ پڑہو میرے جنازے کی نماز
ٹھہرو ٹھہرو وہ ابہی کرکے وضو آتا ہے

یہی رونا ہے تو پہر دل کی مرے خیر نہین
اشک کیسا تہہ اب آنکہو نسے لہو آتا ہے

دلکو بہلاتا ہون یون دیکے تسلّی شبِ ہجر
کوئی دم جاتا ہے وہ آئینہ رو آتا ہے

شیخ کے منہہ سے برستی ہے جو مستی ایسی
کیا مئے ناب سے یہ کرکے وضو آتا ہے

کچھہ عجب حال ہے اے عابدِ مضطر تیرا
آج کس بزم سے اُٹہّا ہوا تو آتا ہے

ملگئی آپ کے باعث ہمین دولت دلکی
اِسمین رہتا ہے خدا بڑھ گئی وسعت دلکی

ساکن فرش ہے کرتا ہے مگر عرش کی سیر
آزمائی ہے بہت جرأت و قدرت دلکی

دل سمجھتا ہے جہان جسکو وہ ہے مضغہ گوشت
اس سے کیا کام ہو جب ایسی ہو صورت دل کی

آنے جانیکو نفس کے نہ سمجھنا بیکار
یہہ کسی کام کو جاری ہے سفارت دل کی

دوست تو دوست ہے دشمن کو بھی اپنا جانے
ایسا دل چاہیے ایسی ہو مروّت دل کی

اب یہہ تجانہ بنا پہلے خدا کا گھر تھا
کیا کرے کوئی بدل جائے جو حالت دل کی

مین مراقب جو ہوا آئی ندا آخر شب
ایسے ہی وقت تو کہلتی ہے حقیقت دل کی

ناصحا خوب ہے حالت دل کیا معلوم
ہو جو معلوم تو کہیے میرے حضرت دل کی

کوئی حاجت نہین اسواسطے ہے استغنا
نہین معلوم تجھے اب بھی لمارت دل کی

لاکہہ ہین تجھسے سوا اور حسین دنیا مین
کیا کرون اُنپہ نہین تجھپہ ہے رغبت دل کی

نہ تو زاہد سے ہے کچھہ کام نہ عابد سے غرض
وقتِ آخر مجھے کافی ہے وصیت دل کی

عرش اعظم سے بھی بڑھکر ہوئی رفعت دل کی
اللہ اللہ یہہ قسمت ہے یہہ عظمت دل کی

جذبہ شوق سے وہ آئے ہین میرے گھر مین
مجھکو معلوم ہوئی ہے یہہ کرامت دل کی

کیفیت مے کی دکھاتی ہے اُسی کی صورت
ملتی ہے جام مین بھی خوب شباہت دل کی

اپنے عاشق پہ ستم کھیل یہ تیرا ٹھہرا
تجھپہ الزام نہین ہے یہہ شرارت دل کی

جانسے مال سے حاضر ہے ترے دم کیلیے
آزماتا ہے تو کیا میری سخاوت دل کی

کیون کرین میرے لئے حضرتِ ناصح تکلیف
گوشِ ادراک سے سُنتا ہون نصیحت دلکی

یہہ رقم بیش بہا ہے فقط اُنکے نزدیک
دلربا کرتے ہین عزّت وقعت دلکی

دل مرا تیرے لئے مجھسے ہی لڑتا ہے مُدام
یہی تکرار ہے ہر دم یہی حجّت دلکی

کیون ڈراتا ہے خفا ہوتا ہے تقصیر کیا ہے
اِسمین مجبور ہونمین تجھپہ ہے چاہت دلکی

دلسے راضی ہے تو ظاہر مین ہوا مجھسے خفا
تیرے چہرے سے نمودار ہے فرحت دلکی

اعتراض اُسنے کیا مول جو مانگا مین نے
جان دیکے تو مجھے لیتا ہے قیمت دلکی

عشق نے گھر سے نکالا ہے مین جنگل کو چلا
مجھکو مجنون سے ملائیگی یہہ وحشت دلکی

حق یہین ہے جو ذرا دل کی طرف غور کرو
ابھی کہلجائے تمھین خوب حقیقت دلکی

میرے آگے نہ کرو واعظو دوزخ کا بیان
ایسی تسکین کرو جاے جو وحشت دلکی

دل کا مقصد نہ بر آئیگا کسی سے ہرگز
وہ نکالے تو نکلجائیگی حسرت دلکی

اِسی انکار سے اقبال کی بو آتی ہے
کیسے پہچانتے ہین کہتے ہین صورت دلکی

لو پھر آتا ہے وہ غارت گرِ دین اے عابد
اب خبر رکھیے بدل جائے نہ نیّت دل کی

جلد بلوا جو بلانا ہو بلانے والے
بزمِ عالم مین ہزارون ہین بلانیوالے

شمع کہتی ہے کہ پروانہ سے دیکھون ہمّت
اے مرے پیار پر و بال جلانیوالے

دُرِ نایاب ٹپکتے ہین مری آنکھو نسے
ہار لے موتی کا اے آنکھہ لڑانیوالے

تو مقابل ہو شفق تیرا یہ رُتبہ ہے کہان
سُرخ رو ہین وہ مرے پان چبانیوالے

آج کیا قحط ہے کیون دیر ہے اے ساقی
اپنے ہاتو نسے مجھے روز پلانیوالے

کعبۂ دل تو ہے مضبوط بنا مدت سے
کوئی بتخانہ بھی بنجائے بنانیوالے

ہجر کے خوانمین ہے وصل کی نعمت نکڑہ
آپ ہین رنج مین شادی کے دکھانیوالے

دل تو لاکھون کے چراتا ہے بھلا ہم بھی ہین
آنکھہ سے آنکھہ ملا آنکھہ ملانیوالے

آپ ہنستا ہے مرے حال پہ تو ساری رات
شمع سان مجھکو رُلاتا ہے رُلانیوالے

ہم کو کیا پوچھتا ہے کون ہے یہہ کون ہے یہہ
سُن لے ہم ہین تجھے پہلو مین سلانیوالے

اُس کی تعریف کرین رنج ہمین دین عابد
رہین سرسبز مرے دل کے جلانیوالے

تیرے انداز وہ ہین مجھکو بلانیوالے
بیخ و بنیاد کو عاشق کی مٹانیوالے

ملتفت گر نہو معشوق مجازی تو خیر
کیا نہین ہین دلِ عاشق مین بسانیوالے

منتظر تیری طلب کا رہون آخر کبتک
دیر سے بیٹھا ہون مشتاق گہر آنیوالے

کیا کمی ہے تری درگاہ مین اے ربّ کریم
دینے والے مجھے اور ونسے دلانیوالے

دیر و ویران کیے مسجدین خالی کردین
تیرے پہلو مین ہین پہلو کے بسانیوالے

میری سُنتا نہین سُنتا ہے تو ہوتا ہے خفا
اپنا ہی حال سُنا خیر سُنانیوالے

کیجیے گا ہمین پامال پسِ مُردن بھی
خاک اُمید ہے مٹّی مین ملانیوالے

وہ تو ہر جا ہے دعا دل سے تو کر اے عابد
ہاتھہ کیون خالی اُٹھاتا ہے اُٹھانیوالے

جہان مین مجھسا بُرا نہین ہے
نہین ہے اے کبریا نہین ہے

مین چاہتا ہون تجھے ستمگر
کچھہ اور منشا مرا نہین ہے

مسلکے دل کو وہ کہہ رہے ہین
یہہ تیری پوری سزا نہین ہے

فدا ہے کیون اُسپہ اِک خدائی
یہہ مین نے مانا خدا نہین ہے

وہ دیکھکر داغِ دل یہ بولے
چمن کچھہ ایسا ہرا نہین ہے

مین دلسے شیدا ہون تجھپہ ظالم
تو مجھپہ کیون مبتلا نہین ہے

مین دیکھتا ہون جو غور کرکے
جہان مین مجھسا بُرا نہین ہے

تمہین یہہ کہدو ہمارا آنا
تمہارے گھر مین بجا نہین ہے

جو درہم داغ ہے جگر مین
پر کہہ تو لو کیا کہرا نہین ہے

کسی کی اُلفت مین دل ہمارا
قسم ہے عابد بھرا نہین ہے

وہ روٹھہ ہی گئے ہین تو جا کر منا ئینگے
وکہہ در دِلّتو نسے ہم اپنا سُنا ئینگے

مشتاقِ وصل چہوڑ کے یہ در نہ جائینگے
مقصد ہمارے آپ ہی سے سب بر آئینگے

مرجائینگے تو جائین گے زندہ نہ جائینگے
اس در سے اُٹہکے اور کہان گہر بنائینگے

عاشق سے کیسا پردہ چہپیگا نہ رازِ دل
مین تاڑ جاؤنگا وہ جب آنکہین ملائینگے

بیمار تیرے نرگسِ بیمار کے یون ہی
مرمر کے دردِ عشق کی لذت اُٹہائینگے

دل خانۂ خدا ہے بسو چین سے یہان
ایسے مکانین تم کو مکین ہم بنائینگے

رنجیدہ کیون پہرا ہے تو قاصد جو ہو سو کہہ
اُنکو غرض ہے آئینگے ورنہ نہ آئینگے

عابد ہون پر خلاف عبادت ہین فعل سب
جنکا ہون اُمتی وہی جنّت دلائین گے

دکہایا صبح کو منہہ پان کہا کے
ہوئی جب شام تو مسّی لگا کے

کیا دیوانہ تو نے دل مین آکے
کہون یہہ بات اب مین کس سے جا کے

کہے جاتا ہے تو اپنی ہی ہر وقت
ذرا میری بہی سُن بندے خدا کے

زبان سچی ہے کس کی کون جہوٹا
مجہی سے کہتے ہو مطلب سُنا کے

یہان آنے مین ہے کچہہ ننگ کچہہ عار
وہ ملتا ہے تو گہر اپنے بلا کے

اشارون سے ادا کرتا ہے مطلب
عجب غمزے ہین میرے دلربا کے

طبیعت صاف ہے غصہ نہین ہے
بُرا کہتا بہی ہے تو مُسکرا کے

مراہی نامہ کیا مجہکو ملا ہے
دیا کیا جلد خط قاصد نے آکے

ترا کیا کام تہا رندون مین ناصح
سلامت اب کہان جاتا ہے آکے

یہہ عابد دوستی کا اُسکے ہے پہل
ملا ہے داغ بہی تو دل جلا کے

کوئی کافر کوئی مومن کے لئے
گہر بنا ہے تو نے کن کن کے لئے

ایک ہی ہو جائین بس مین اور تو
غیر ممکن کب ہے ممکن کے لئے

وحدت و کثرت کا جہگڑا ہے بڑا
مین ملا ہون اسمین ضامن کے لئے

ہو جو غائب اُسکو حاضر دیکہہ لین
فرض ہے یہہ اہلِ باطن کے لئے

غیر کے سایہ سے یارب تو بچا
وہ پری موزون نہین جن کے لئے

خوش رہین سلطان عثمانِ علی
مانگتے ہین ہم دعا اِن کے لئے

کر جوانی مین نہ عابد ترکِ مے
مقتضیٰ ہے یہہ اِسی سِن کے لئے

اُسکے بوسے ہم نے تن تن کے لئے
کچہہ تو بیبا کی ہو اِس فن کے لئے

صاف کب ہوتا ہے دیکہا چاہیے
کیا کرین ہم ہائے بطن کے لئے

دور ہین وصلِ بُتِ خود کام سے
ہم نے جینے کے لئے منکے لئے

مر کے بھی اٹھون نہ اِس دہلیز سے
دے جگہ تھوڑی سی مدفن کے لئے

وہ جتاتے ہین جو پلون اپنا عشق
کہدین قیمت کیا ہے فی منکے لئے

جامۂ عریان ہے کافی اے جنون
زیبِ عاشق ہے یہی تن کے لئے

آج عابد کوچۂ دلدار مین
ہم جگہے دیکھین گے مدفن کے لئے

خلاف کہنے مین ہے کیا مزا کہو تو سہی
وہ قتل مجھسے جو تھا کیا ہوا کہو تو سہی

وفا شعار ہون یا بیوفا کہو تو سہی
بھلا ہون یا مین بُرا تم ذرا کہو تو سہی

مسیح جانین گے تم کو اگر شفا ہوگی
ہمارے درد کی ہے کیا دوا کہو تو سہی

مین ایسے ویسون کا عاشق نہین قسم لیلو
ہے تمسا اور کوئی دوسرا کہو تو سہی

تمہین جو چاہا خطاوار ہو گیا بیشک
مرے یہ جرم کی کیا ہے سزا کہو تو سہی

پلا کے مے مہ مینا نین یون وہ کہتے ہین
یہ روزہ کیون ہے قضا آپکا کہو تو سہی

جو دلمین دیتے ہو تم بد دعا نہین پروا
زبان سے میرے لئے کچھہ دعا کہو تو سہی

وہ مے کا جام دکھا کر مجھے یہ کہتے ہین
بنے ہو کب سے یہ تم پارسا کہو تو سہی

بیانِ عیش بھی ہان نصفِ عیش ہے عابد
شبِ وصال کا کچھہ ماجرا کہو تو سہی

غیر کرتے ہین ترے پاس شکایت میری
انکو یہ ڈر ہے کہ بڑھ جاے نہ عزت میری

آرزو دل کی یہی اور ہے حسرت میری
اُسکے کوچہ مین الٰہی بنے تربت میری

یہ حقیقت ہے حقیقت مین حقیقت میری
نہ یہ گھر میرا نہ زر میرا نہ صورت میری

خود نمائی مین ہے مشغول ہر اک فرد بشر
کون سُنتا ہے زمانہ مین نصیحت میری

اے طبیبو نہ کرو فکر دوا میرے لئے
اب سنبھلتی ہے کہین بگڑی طبیعت میری

اپنے مطلب کی کہا کرتا ہے ہر کوئی یہان
ذکر میرا نہین آتا کبھی قسمت میری

بتکدہ کو مین چلا چھوڑ کے راہِ کعبہ
اب خدا جانے یہ کیون بدلی ہے نیت میری

نام لیلےٰ کا کہان ہو گیا مجنون ماضی
ذکر ہر جا پہ ہے تیرا تو حکایت میری

کفر و اسلام بد و نیک شب و روز ہین ایک
ایسی دنیا مین نہین جیسی ہے غفلت میری

تو بڑی بات سمجھتا ہے اسے اے عابد
مختصر شہ کی توجہ پہ ہے نوبت میری

مجھسے وہ پوچھتے ہین آج یہ حالت کیسی
باتون باتون مین بگڑتی ہے طبیعت کیسی

بات بھی تو نہین کرتے وہ کدورت کیسی
نام اُلفت سے وہ ڈرتے ہین محبت کیسی

وصل سے شاد عدو ہم کو ہے دیدار حرام
ہم سے نفرت ہے تو غیرون سے محبت کیسی

ہمکو کیا حق ہے وہ بخشے کہ نہ بخشے ہمکو
ہم ہین مجبور وہ مختار ہے حسرت کیسی

آج کل دہر مین ہے اوج پہ حرمت کا عروج
جانتا ہی نہین کوئی کہ ہے علت کیسی

ترے مہجور ترے ہجر مین یہ کہتے ہین
یہ قیامت جو نہین اور قیامت کیسی

تم تو آتے ہی یہ کہتے ہو کہ ہم جاتے ہین
بیٹھ بھی جاؤ مری جان یہ عجلت کیسی

امتیاز اب مرا تیری محبت مین مجھے
نام عزت کا ہے کیا اور ہے ذلت کیسی

آج کچھہ نشہ کیا حضرت واعظ نے ضرور
ورنہ پہرا نکی زبان مین ہے یہ لکنت کیسی

غیر کیا کچھہ نہ کیا اُسکو بُرا کچھہ نہ کہا
مجھسے ہی کرتے ہو تم میری شکایت کیسی

آج میخانہ مین کیسے نکل آئے عابد
آپ اور آپکو میخوارون کی صحبت کیسی

اُن کو دل کی خبر نہ ہو جائے
کہین غصّہ اِدھر نہ ہو جائے

یہی ہوگا سکوت کا باعث
باتون باتون مین شر نہ ہو جائے

صرف ہوتا ہے وان سہاگ کا عطر
پیسے تولہ اگر نہ ہو جائے

گھورتے ہین وہ عاشقون کیطرف
تیر اُن کی نظر نہ ہو جائے

نہین دیتے وہ اِسلئے تصویر
عشق کا کچھہ اثر نہ ہو جائے

نقشہ بے مثل حسن ہے کیتا
حُور و ہ سیمبر نہ ہو جائے

رہنے دے مشتِ خاک عاشق کی
اے صبا در بدر نہ ہو جائے

گھر یہ اللہ کا ہے اے عابد
کہین مسجد ہی گھر نہ ہو جائے

آج مدتمین مرے یار مرے گھر آئے
یہ تو کہئے کہ کدھر راہ بھٹک کر آئے

یون تو دریا مری نگہو نسے بہا قرتمین
دیکھنے کب وہ کسی روز سمندر آئے

وائے قسمت جو لکھی مین نے ثنائے ابرو
ذبح کرنے وہ مجھے کھینچکے خنجر آئے

تھے سراپا وہ پریشان ہی کرنیوالے
جو تصور دلِ بیتاب کے اندر آئے

آج پہلو مین خلش ہے نہ تپش ہے یارب
ہم کہان چھوڑ کے اپنا دلِ مضطر آئے

مجھسے جب ملتے ہین تو میری تسلی کیلئے
کہتے ہین وہ بخدا یاد تم اکثر آئے

امتحان لیکے وفادار مجھے کہتے ہین
شکر کی جا ہے کہ مدتمین وہ رہ پر آئے

جذبۂ شوق مین جس شے پہ نظر میری پڑی
بخدا آپ نظر مجھکو برابر آئے

کہتے ہین حضرتِ ناصح نہ کرو عشقِ بتان
واہ میرے لئے کیا خوب یہ رہبر آئے

عابدِ عارفِ باللہ بصد صولت وجاہ
ہو کے دریائے حقیقت کے شناور آئے

حسرت نئی نئی ہے تو ارمان نئے نئے
کرتا ہون روز وصل کے سامان نئے نئے

جھوٹی قسم کو آپکی پہچانتا ہون مین
کس کام کے ہین وعدہ و پیمان نئے نئے

باتین نئی ہین آپ کی ہو گا یہی سبب
آتے ہین انجمن مین جو انسان نئے نئے

منظور تم کو ہے ہین نہ آؤن تمہارے پاس
اسواسطے بدلتے ہو دربان نئے نئے

ظاہر ہے پردہ اور ہے حیلون سے تاک جہانک
دیکھے تمہارے غمزے مے بجان نئے نئے

عارض کا بوسہ ایک دوا درد کا دوسرا
ہو جائین مجھپہ آپکے احسان نئے نئے

لیلے کی راہ پوچھہ لو مجنون سے عاشقو
دیکھے ہین اُسنے پھر کے بیابان نئے نئے

وہ پوچھتے ہین وصل کی شب مجھسے کیا کہون
کیا کیا گمان تھے شب ہجران نئے نئے

یہ باتین راز کی مرے سمجھینگے اہل دل
کیا جانتے ہین انکو سخندان نئے نئے

عابد یہ عشق یار مین کیا ہو گیا تجھے
کرتا ہے چاک روز گریبان نئے نئے

عشق مین بدلے ہین اطوار یہ دیوانے کے
دشمن اپنے کے تو ہم دوست ہین بیگانے کے

آنے جانے سے ترے کچھہ نہین قاصد مطلب
کاش سامان کرین خود وہ یہان آنیکے

دوستی مین نے جتائی تو کہا غصہ سے
تو خطا وار ہے قابل ہے سزا پانیکے

اتنا کیون بھولے ہو ہمین یہہ بھی ہماری قسمت
اے مسیب ہون سب ہم اُنہین یاد آنیکے

ایک بات ایسی کہی مینے وہ ہنسکر بولے
ڈھنگ اچھے ہین سمجھہ والونکے سمجھانیکے

کیا یہ جانینگی جوانی کی امنگین بیکار
نہ یہ دن ہین نہ یہ سن ہین ترے ترسانیکے

ذکر جبتک وہ مرا اُن میں اُنہیں چین نہیں
اُنکی محفل میں ہیں چرچے مرے افسانیکے

عابد و خلد مبارک ہو بسو چین سے تم
ہم تو ساکن ہیں ہمیشہ ہی سے ویرانے کے

ایک مدت سے ہیں مشتاق وہ گھر جانیکے
منتظر ہیں جو ترے ذکر میں مر جانیکے

وعدۂ وصل کا کس طرح یقین ہو ہم کو
تم تو عادی ہو ہمیشہ سے مکر جانیکے

دل مرا صاف حرم پاک ہے کاشی ہی قریب
صاف کہدیجے ارادے ہیں کدھر جانیکے

حالتِ خوف بھی ہے قاتلِ جانِ عاشق
دل و جان سے ہیں تصدق ترے ڈر جانیکے

زندگی اپنی اسی حال میں گذری عابد
زندہ جب تک رہے خوف میں مر جانیکے

گھڑی ساعت ہے اب میری شفا کی
مسیحا بن کے قاتل نے دوا کی

ادائیں طرز ہے پنہان قضا کی
عجب حالت ہے یا خوف و رجا کی

کہیں بت بنگئے بت گر کہیں ہو
خبر رکھتے ہیں ہم ہی جا بجا کی

پڑی جب آنکھ میری تو وہ بولے
یہ گستاخی تو دیکھو بے حیا کی

اُسی کے نور سے ہے ماہ روشن
ضیا چمکی ہے اسمیں مہ لقا کی

قیامت ہیں تری ترچھی نگاہیں
جدھر دیکھا ادھر شورش بپا کی

نہ تو زاہد نہ تو عالم ہے عامل
فقط باتین ہین سب تیری ریا کی

معانی حق کے حق کی حق کرے گا
ہو علت دور کیونکر ارتشا کی

سنون عابد کی بہی مین رند کی بہی
کہین سب اپنے اپنے مدعا کی

مجہے اُمید تہی جس سے وفا کی
اُسی ظالم نے پہر مجہسے دغا کی

مرے دل مین ہے قدرت کبریا کی
مرے دلمین ہے صورت مصطفےٰ کی

کوئی باعث بہی مجہسے روٹھنے کا
خطا کچہہ تو کہو مجہہ بے خطا کی

غضب مین جان آئی دل لگا کر
گہڑی کب آئیگی یارب قضا کی

مری اُن کی ہیں باتین دل ہی دل مین
خبر ہے آشنا کو آشنا کی

ہزارون مبتلا ہین شیفتہ ہین
عجب بانکی ادا ہے دلربا کی

تری فرقت مین ہے یہ مین عابد
قسم کہا کر وہ کہتا ہے خدا کی

جو بات ہے فضول ہے اس خرد فروش کی
واعظ سے کچہہ نہ پوچہیے جوش و خروش کی

آتا ہے کسکی بزم سے ظالم اٹہا ہوا
طرز روش ہے آج تری بادہ نوش کی

اے محتسب خطا نہین اسمین ذرا مری
اُسنے پلائی ہات سے تو مین نے نوش کی

بیہوشیوں سے کام ہے مستی سے ہے غرض
کیفیتیں ہین بادۂ وحدت کے جوش کی

مجکو نزولِ رحمتِ باری کی ہے اُمید
حاجت ہے میری قبر پہ کیا قبر پوش کی

لے نقدِ ہوش ہوش ربا دے مجھے شراب
منّت مین کر رہا ہون یہی سیفروش کی

عابد ہون یا کہ رند ہون راضی رضا پہ ہون
ناصح کو کیا خبر ہے مرے عیب پوش کی

خود مینے بوسے خنجرِ جلّاد کے لئے
اب منہ نہین رہا مرا فریاد کے لئے

قاصد سے ہمکو کام نہ خط و پیام سے
یہہ دم کا آنا جانا ہے بس یاد کے لئے

دل میرا خود بخود ہے گرفتارِ دامِ حسن
حاجت نہین ہے دام کی صیاد کیلئے

کچھہ ہست و نیست وصل کے وعدہ پہ کیجئے
مین منتظر ہون آپکے ارشاد کے لئے

زیور لباس زینت و آرایش اے صنم
ہے کیا ضرور حسن خداداد کے لئے

پوچھو نہ مجھسے کوئی مری بیخودی کا حال
دیتا ہون جان اک ستم ایجاد کے لئے

کی ہے دعا جو مینے اُسیکا ہے سب اثر
تجویز شاہ کی جو ہوئی شاد کے لئے

عابد سے مین نے سیکھے ہین اُلفت کے سب طریق
شاگرد بھی رشید ہوا اوستاد کے لئے

عاشقون کو عشق مین کیا چاہئے
رونا تڑپنا چاہئے

یار روٹھا ہے منانا چاہیئے
خانۂ دل مین بٹھانا چاہیئے

دل نہ دنیا سے لگانا چاہیئے
دہرِ فانی سے کنارا چاہیئے

غیر سے ملنا تم اپنا چھوڑ دو
جو کہون مین یار کہنا چاہیئے

اُنکے دل کو بھی کہین دھوکا نہ ہو
حضرتِ دل یون نہ رونا چاہیئے

ظاہر و باطن ہمارا ایک ہے
عشق مین دھوکا نہ دینا چاہیئے

لوحِ خاطر پر تسلی کے لئے
عکس اک اُس بت کا لینا چاہیئے

چاہیئے جنّت نہ فردوسِ برین
اُسکے کوچہ مین ٹھکانا چاہیئے

ہُوکا بندہ ہون خدا درکار ہے
قطرہ پانی کا ہون دریا چاہیئے

محفلِ رندان مین عابد چپ رہو
تم کو کچھہ منھہ سے نہ کہنا چاہیئے

لگا بیٹھا ہون لو اپنے صنم سے
مجھے کیا کام ہے دنیا کے غم سے

کسی دن بھی نہ پوچھا حال تو نے
محبت سے مروت سے کرم سے

ترا وصف کمر کرتا ہون دن رات
مجھے فرصت نہین ذکرِ عدم سے

خدا سے ڈر خدا کو مان اے شیخ
تجھے کیا فائدہ جھوٹی قسم سے

یہی تعظیم ہے عاشق کی افسوس
جو ٹھکراتے ہو سر میرا قدم سے

مین لکھنی چاہتا ہون بات کچھہ اور
ادا ہوتی ہے کچھہ میرے قلم سے

جو خوگر ہین ترے ظلم و ستم کے
نہ دیکھیگا کسی کو بڑھکے ہم سے

بہر صورت رہے مجھپر ترا لطف
نہین مطلب مجھے کچھہ بیش و کم سے

تہ و بالا زمانہ ہوگیا ہے
اُٹھا تو ہات اب ظلم و ستم سے

مین فدوی ہون شہ آصف کا بیشک
مجھے کیا کام ہے دارا و جم سے

جمالِ یار کی توصیف عابد
کرین ہم کیا نہ پوچھین آپ ہم سے

مرے دلمین ہے مین پوچھون انہین سے
ملوگے کب کہو تم اِس حزین سے

غرض ہے کس کو فردوسِ برین سے
اُمیدین خواہشین سب ہین تمہین سے

پسا جاتا ہے در پردہ مرا دل
لڑی ہے آنکھہ اک پردہ نشین سے

کھڑے ہین بام پر وہ بے تکلف
مین اُنکو دیکھتا ہون دور ہین سے

یہ کہنا اُس سے جو تجکو نہ جانے
یہ باتین ناصحِ نادان ہین سے

ترے انکار مین ہے طرزِ اقرار
نہین ہے مجکو اندیشہ نہین سے

خیالِ یار مین کیون بدگمان ہو
ملین جاکر کہین اہلِ یقین سے

محلے مین اُسی کے گھر بنا ئین
یہی بہتر ہے سب روئے زمین سے

بنایا خوبصورت زشت خو کو
گلا مجکو ہے صورت آفرین سے

حرم خالی ہے بالکل دیر ویران
نکالو ڈھونڈکر اُس کو کہین سے

بنا عابد سے عاشق اللہ اللہ
رہا اب کام کیا دنیا و دین سے

کہون کیا حال مین اُس بدگمانسے
ادا ہوتا نہین میری زبان سے

بگڑکر کیون چلے میرے مکانسے
قصور ایسا ہوا کیا میزبان سے

بیان کردون اگر دل کی زبانسے
ابھی واقف ہون سب راز نہان سے

بڑے بیرحم ہو سفاک ہو تم
ہوا معلوم مجکو امتحان سے

تری ہی ذات ہے دونون جہانمین
ہوا ثابت مجھے تیرے بیان سے

یکایک غیر کا آنا ترے ساتھہ
یہ کیا کچھہ کم ہے مرگ ناگہان سے

یہان آؤ تو مانونگا مین احسان
وہان کیون جاکے الجھون پاسبان سے

مجھے ہے تیری یکتائی کا دعویٰ
ترا ثانی کرون پیدا کہان سے

دعا دیجے ولی نعمت کو استاد
ملی ہے آپکو جاگیر یان سے

قرار اسکو ثبات اس کو نہین ہے
نہ دل عابد لگانا اِس جہان سے

تری رحمت کا جسدم ابر برسے
تو پھر کیونکر کوئی پانی کو ترسے

دُرِ نایاب تہا اِک ایک آنسو
گرے جب اشک میری چشم تر سے

وہ تو مژدہ سُنا قاصد مجھے آج
کہ ہو دل کو تسلی جس خبر سے

الٰہی خیر وہ کیون دیکھتے ہین
غضب ہے قہر سے ٹیڑھی نظر سے

ہے اصل و نقل کا تالست مثنّی
عبارت دوسری لاؤن کدھر سے

عجب کچھہ شوق ہے کوئے صنم کا
کہ مین رہتا ہون آگے راہبر سے

ملے ہین داغِ دل داغِ جگر دو
ثمر مجکو محبت کے شجر سے

ہوے یا تک ہم اُسکے عشقین گم
ہوے ہین بیخبر اپنی خبر سے

مقدر جب بگڑتا ہے تو منعم
نہ نکلے کام کچھہ بھی سیم و زر سے

شبِ فرقت لگی رہتی ہین آنکھین
کبھی چھت سے کبھی دیوار و در سے

لیا جب نقد دل جب وصل ٹھہرا
تجھے ہے شوق ظالم سیم و زر سے

ذرا دیکھو تو حالت عاشقون کی
ذرا نکلو تو باہر اپنے گھر سے

وہ خود آتے ہین میرے گھر مین ہر روز
نہین مطلب مجھے اب نامہ بر سے

نہ واعظ اب ڈرا مجکو مرا دل
مُبرّا ہو چکا خوف و خطر سے

اگر آجاے میخانہ مین واعظ
اُتارین رند عمامہ کو سر سے

اثر عابد اب اُسکے دلپہ ہوگا
لکھا ہے حالِ دل خونِ جگر سے

آنے لگے وہ گھر مین ہمارے کئی دنسے
کچھ اوج پہ ہین اپنے ستارے کئی دنسے

کس روز ٹھہرتی ہے ملاقات کی کہ مین
سوتے تو ہین اب اُٹھے شارے کئی دنسے

اسلام سے منہ پھیر کے ہم عشقِ بتان مین
کعبہ سے ہین کاشی کو سدھارے کئی دنسے

حالت یہ مری فرقتِ جانان مین ہوئی ہے
راتون کو گنا کرتا ہون تارے کئی دنسے

اب دشتِ جنون کا مین بنا وحشی کامل
مانوس جو ہین مجھسے چکارے کئی دنسے

پریان تو کدھر حور تو ہو جائے مقابل
رہتے ہین وہ اپنے کو سنوارے کئی دنسے

عشاق کے سر کاٹ کے میدان مین شب و روز
وہ کھیلتے ہین گیند ہزارے کئی دنسے

وان غیر کے سر مین وہ کیا کرتے ہین کنگھی
یان چلتے ہین سر پر مرے آرے کئی دنسے

اے دیدۂ گریان تو ہمین سیر دکھا دے
جاتے ہین وہ دریا کے کنارے کئی دنسے

عابد کو نہ اب حور کی خواہش نہ پری کی
دیکھے ہین جو انداز تمہارے کئی دنسے

لگایا جس سے دل ہمنے ہوا وہ بیوفا ہمسے
گیلے جاتے ہین ہم آٹھون پہر اربی غم سے

سکندر آئینہ گر تھا مرا دل خود ہے آئینہ
یہی آئینہ صورت آشنا ہے سارے عالم سے

یہہ ہٹ اچھی نہین ظالم نہ جا محفل سے تو اٹھکر
منوّر ہے یہہ سب کچھہ بزم عشرت اک ترے دم سے

اشارون سے ترے طے حرم حال نہو کیونکر
خم ابرو ترا ہم رتبہ ہے محراب کے خم سے

یہہ زخمی ہے کسی تیغ ادا کا تو نہین واقف
یہہ زخم دل نہ اچھا ہوگا اے جرّاح مرہم سے

غضب انگیز آنکھون سے نہ دیکھو تم مری جانب
نگاہ چشم چشم آلود ہرگز کم نہین سم سے

کسی کی یاد ہے رونا ہے عابد راتدن مجکو
دکھائی کچھہ نہین دیتا ہے اب تو چشم پُرنم سے

کیا مدہوش تجکو تو نے ساقی ایک ساغر سے
کرونگا کل مین کوثر پر تری تعریف داور سے

زمانیسے نہ شکوہ ہے نہ گردون سے شکایت ہے
اگر کچھہ ہے تو ہے مجکو گلا اپنے مقدر سے

رہونگا آپ مین مسکن بنا کر کوے جانان مین
نہ قاصد کی خوشامد ہے نہ مطلب ہے کبوتر سے

یہان ہم دیکھتے ہین اپنے دلمین جلوہ جانان
وہان بس باز آئے وعدہ دیدار محشر سے

یہہ گھر بیٹھے ہی جھگڑا عبد و رب کا کر رہا ہے کیون
نکلکر دیکھہ تو عابد کہین باہر ذرا گھر سے

مار ڈالو ابرو ے خمدار سے
کیون ڈراتے ہو ہمین تلوار سے

یاد ہے یہ کس مژہ کی راتدن
چبھہ رہے ہین میرے دلمین خار سے

جان نثارون کی نہین ہے قدر کچھہ
ہے محبت آپکو اغیار سے

چال تیری حشر سے کچھہ کم نہین
فتنے اُٹھتے ہین تری رفتار سے

اِک بُت کافر پہ ہین جب سے فدا
عشق ہم کو ہوگیا زنّار سے

عابد اب ایسا نہین محسن کوئی
مجکو ملوادے جو میرے یار سے

دلِ نادان پھر اُس پہ آیا ہے
بارہا جسکو آزمایا ہے

پھر غضب سے وہ مجکو دیکھتے ہین
وقت پھر امتحان کا آیا ہے

خون تُمکو اوگے ہزار و نسے
آج کیا تم نے پان کھایا ہے

کہے دیتی ہے نامہ بر کی خوشی
کچھہ وہان سے جواب لایا ہے

پاؤن پر اُنکے رکھدیا ہے سر
وصل مین اس طرح منایا ہے

کیون بگڑتے ہو بات بات پہ تم
غیر نے تم کو کیا سکھایا ہے

اپنے دشمن سے مین یہ کہتا ہون
تو یہہ قسمت کہان سے لایا ہے

تم کو دیکھا کرونگا آکے رہو
مرے دل کا یہی کرایا ہے

ہم مرین اُنپہ اور وہ غیرون پر
یہہ نیا ماجرا خدایا ہے

مجکو پروا نہین ہے کچھہ عابد
مرے سر پر خدا کا سایا ہے

حالِ دل اپنا کہون کیا مفتری کے سامنے
افترا کرتا ہے مجھپر ہر کسی کے سامنے

لے تو بیٹھا ہون سرِ بازار پر یہ فکر ہے
دل کی قیمت کیا کہون مین مشتری کے سامنے

باغ مین اُس غنچہ لب کی جب مجھے آئی ہے یاد
ہوگیا ہون دل گرفتہ ہر کلی کے سامنے

ہین حسینانِ جہان جو دلربا و دلستان
گرد ہو جاتے ہین تیری دلبری کے سامنے

دہیان بندی کا رہتا ہے رسوائی کا کچھہ
سوجھتی ہی کچھہ نہین ہے دل لگی کے سامنے

کیون مرا جاتا ہے عابد جاکے کر تو عرضِ حال
شاہِ آصف جاہ عثمان علی کے سامنے

فدا تم پہ ہین میری جان کیسے کیسے
حسین ماہرو دلستان کیسے کیسے

بھلا کیون نہ چاہین گے وہ دلسے ہم کو
دئے ہمنے بھی امتحان کیسے کیسے

وہی آج ویران مقتل پڑا ہے
تڑپتے تھے کل نیمجان کیسے کیسے

ترے زلف و گیسو کے دیوانہ بنکر
پڑے پھرتے ہین نوجوان کیسے کیسے

کبھی جان دینگے کبھی دل تجھے ہم
کہ تحفہ ہین یہ ارمغان کیسے کیسے

گذر کس طرح ہو مرا ہاے واں تک
ترے در پہ ہین پاسبان کیسے کیسے

کہون کس سے جوشِ جوانی مین عابد
ملین ہین مجھے دلستان کیسے کیسے

رسول اللہ کو ہم مظہرِ ذاتِ خدا سمجھے
بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے بجا سمجھے

نہ سمجھے جھوٹ اسکو حق مین کہتا ہون قسم کھاکر
وہی سمجھے خدا کو جو کہ رازِ مصطفےٰ سمجھے

ابھی تو ابتدا ہی ابتدا ہے اپنی اُلفت کی
بہت خوش تھے کہ ہم سرخی کو انتہا سمجھے

نہ کیونکر اُسکے سایہ مین بھلا ہم پرورش پاتین
کہ جب ہم شاہِ آصف جاہ کو ظلِّ خدا سمجھے

بجز حق کے نہ کر دنیا و دین کی جستجو ہرگز
وہی اچھے رہے عابد جو ان دونون کو لا سمجھے

کوئی مبتلائے ادا ہو رہا ہے
کوئی اُسپہ دلسے فدا ہو رہا ہے

چھپایا تھا جو مدتون رازِ اُلفت
وہی ذکر اب برملا ہو رہا ہے

خطا کیا ہے میری بتاؤ تو صاحب
یہہ ہیو جہہ کیون افترا ہو رہا ہے

کچھہ ایسا ہے کوچہ شہِ حسن تیرا
یہان بادشاہ گدا ہو رہا ہے

وہ ہون آج قسمت پہ مین اپنی نازان
وہ نا آشنا آشنا ہو رہا ہے

ہوا اسقدر بخشِ فیضِ معین اب
کہ در دل اپنا صفا ہو رہا ہے

جلا دل کو عابد کے صولت نے وہی ہے
کہ صیقل جو یہہ آئینہ ہو رہا ہے

کوئی آپ پر مبتلا ہو رہا ہے
ذرا دیکھیے تو یہہ کیا ہو رہا ہے

یہہ بنیادِ ہر دو جہان کا ہے مظہر
خدا خود یہان مصطفےٰ ہو رہا ہے

برہمن سے تو بہر بُت لڑ نہ زاہد
یہ سب کچھہ ظہورِ خدا ہو رہا ہے

قیامت مین بہی وہ اُٹہاتے ہین فتنے
یہ محشر مین محشر بپا ہو رہا ہے

مرے دلمین ہے جو تصوّر بتون کا
یہ کعبہ بہی اب تمکدا ہو رہا ہے

وہ ہنستے ہین غیرونسے میرے ہی آگے
ستم آنکہون دیکہے بپا ہو رہا ہے

نہ ناصح کا طالب نہ عابد کی خواہش
سخن پر ترے اکتفا ہو رہا ہے

یونہین کبتک تری فرقتمین پریشان رہے
اپنے عاشق پہ کچہہ الطاف مریجان رہے

تن مین جبتک کہ مریجان مریجان رہے
مجکو ہر وقت تری دید کا ارمان رہے

کیا رہے دہر مین گر صورتِ انسان رہے
پر حقیقت مین یہہ حیوان کے حیوان رہے

یون یکایک جو فدا ہے دلِ نادان اُسپر
کچہہ مراد یہان بہی تجہکو دلِ نادان رہے

یہہ نجانا کہ کوئی مجسے فدا ہے ہم پر
اپنے عاشق سے مریجان تم انجان رہے

اُسی انسان کی وقعت ہے جہانمین اکثر
جسکو عزت رہے اور آن رہے شان رہے

ہم کو اور آنکہہ اُٹہاکر کوئی دُشمن دیکہے
اُسکی محفل مین ہم عزت سے بصد شان رہے

مُصحفِ روئے نگارین کے تصوّر مین ترے
ہم بہی برسون ہی مگر حافظ قرآن رہے

نہی اور امر کو عابد نے نہ جانا صولت
ہم ازل سے بخدا تابعِ فرمان رہے

اِک بوسہ ہمین دیجئے رخسار کا اپنے
اِک پھول عطا کیجئے گلزار کا اپنے

مونس ہے مرا کوئی نہ غمخوار رہے کوئی
مین کس سے کہون حال دلِ زار کا اپنے

راحت اِسے گلشن مین نہ صحرا مین ہے اِسکو
ہے ڈھنگ نرالا دلِ بیمار کا اپنے

یار روز گذرتی ہے قیامت سے مرد پر
کیون وعدہ کیا حشر پہ دیدار کا اپنے

جس شئے پہ پڑی اپنی نظر دیکھ رہے ہین
جلوہ ہے ہر اک رنگ مین دلدار کا اپنے

جو شخص وہی عکس نمودار یہان ہے
ثانی تو نہین پائینگے ہم یار کا اپنے

عابد یہہ کسی شوخ ستمگر پہ فدا ہے
کیا حال کہون مین دلِ بیمار کا اپنے

غنچہ دل کہلا دیا کس نے
مجھکو خندان بنا دیا کس نے

جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے
مجھکو شیدا بنا دیا کس نے

منہہ دکھا کر چھپا لیا کس نے
مجھکو بیخود بنا دیا کس نے

اُسکی محفل سے یک بیک مجھکو
فکر یہہ ہے اُٹھا دیا کس نے

ظالم و بیوفا ستمگر شوخ
تجھکو ایسا بنا دیا کس نے

ہے تمہاری تو یاد شام و سحر — تم کو دل سے بھلا دیا کس نے
ٹھوکریں مار کر سرِ مرقد — مجھکو عیسےٰ جلا دیا کس نے
یون جو مخمور و مست ہون دنرات — مجھکو ایسا پلا دیا کس نے
مونہہ پہ آنے کو شرم کرتے تھے — مونہہ سے مونہہ اب ملا دیا کس نے
مر گئے لاکھون قتلِ عام ہوا — اپنا ابرو ہلا دیا کس نے
مجھکو دیوانہ کر دیا ہے ہے — ایسا جلوا دکھا دیا کس نے
مجھہ جفاکش کو اُس ستمگر سے — یہہ تعلّق لگا دیا کس نے
گر نہین ہے وہ آئینہ رخسار — میرے دل کو جلا دیا کس نے

یون تو عاشق بہت ہین عابد خام
تجھکو پختہ بنا دیا کس نے

رہے شب مین صاحب کہان آتے آتے — مرے گھر مین تم مہمان آتے آتے
نہ آہین نکلتی ہین دل سے نہ نالے — کہان ہو گئے یہ نہان آتے آتے
گئے جانب غیر کترا کے رستہ — یہ کیا انکو سوجھی یہان آتے آتے
بہلاتا تھا وہ جھپکر ہی آنا تمہارا — کیا تم نے رسوا عیان آتے آتے
خبر تھی مرے گھر مین آنکے اُنکے — گئے پھر کہان میہان آتے آتے

کہون کیا مین عابد کہ ہنگامِ وعدہ
رُکی اُن کے ہونٹو پہ ہان آتے آتے

پُر ہین شیشے شراب خانیکے
دن ہین یہ توبہ آزمانیکے

دَور مین میرے ذکرِ مجنون کیا
جھوٹے قصّے ہین اُس زمانیکے

طوفِ کعبہ کیا کرین زاہد
ہم ہین قربان اُس آستانیکے

مانگ کر بوسہ مین ہوا مجرم
آدمی آگئے ہین ٹھانیکے

تیر دل پر لگا کے اُسنے کہا
تم نہ تھے قائل اِس نشانیکے

چین ملتا ہے ہمکو اب دشوار
جو عادی ہوے ستانیکے

اُن کو ہم مانتے ہین اے عابد
آدمی جتنے ہین ٹھکانے کے

کیا اپنا سخن قطعۂ الماس نہین ہے
اے جوہری آنکھ اُسکی ترے پاس نہین ہے

یہ جان چکے ہین کہ شفا اُس کو نہ ہوگی
ہم کو مرضِ دل کی دوا راس نہین ہے

گُل سونگھے بہت ہم نے گلستانِ جہان کے
اُس غیرتِ گلزار کی بُو باس نہین ہے

مینے جو کیا منتخب اُس بُت کو جہان مین
ایمان کی یہ بات ہے وسواس نہین ہے

اے منعمِ زردار نکر چشمِ حقارت
دل سیر اغنی ہے اِسلے فلاس نہین ہے

دل نے میرے قندیل سے ہے روشنی دیکھی
جلتا ہے یہان خونِ جگر گیاس نہین ہے

سُنتا ہون کہ وہ آئینگے کل بہرِ عیادت
دم بھر بھی تو جینے کی مجھے آس نہین ہے

مرنیکی خوشی ہے مجھے اے رشکِ مسیحا
پھُولا ہے خوشی سے یہ دل آماس نہین ہے

یون لب جو مرے خشک ہین ہے عشق کی گرمی
پیاسا ہون ترا اور مجھے پیاس نہین ہے

عابد کو ہے اُمید ترے فضل و کرم کی
یہہ آس ہے بس اور کوئی آس نہین ہے

ہوے آشنا گنجِ اسرار کے
بنے یار ہر یار و اغیار کے

مزے ہین ہمین دشت و گلزار کے
کہین دوست گل کے کہین خار کے

مسلمان رخ زلف ہندو ہوئی
شب و روز ہین جلوے یہ یار کے

نہین خواہشِ خُلد کچھہ واعظو
کہ ساکن ہین ہم کوچۂ یار کے

کیا کرتے تھے جنسے ہم تاک جھانک
وہ روزن ہوے بند دیوار کے

کیا کس قدر تمنے افشاء راز
سزاوار عابد ہو تم دار کے

ہمین دیدار حاصل ہر گھڑی ہے
تری تصویر آنکھون مین کھڑی ہے

لڑی موتی کی نیلم مین جڑی ہے
تہِ دندان جو یہ لب پر دھڑی ہے

اگر دامِ شکارِ دل نہین ہے
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

دکھاتے ہین وہ برہم ہوکے آنکھین
اجل گویا مرے سر پر کھڑی ہے

مرے رونے پہ وہ کہتے ہین ہنسکر
برستی ایک ساون کی جھڑی ہے

مین بیزار اس جہانسے اسلئے ہون
یہ دنیا کا تماشا اک گھڑی ہے

مسخر کرلیا ہے جسکو دیکھا
ترا تعویذ جوگی کی جڑی ہے

دُرِ دندان کے عابد ہین جو اوصاف
ترا ہر شعر موتی کی لڑی ہے

مصروفِ غمزہ جونگہِ فتنہ گر ہوئی
آمادہ کس کے قتل پہ تیری نظر ہوئی

جب شب کو بام پر وہ پری جلوہ گر ہوئی
شرم و حیا سے دور ضیا قمر ہوئی

جبسے جدا ہوا ہون مین تجھسے ہر ایک شب
تیری ہی یاد مین مری اکثر سحر ہوئی

عاشق جگر برشتہ سہی خستہ دل سہی
کیون اُسکی نقل گھر مین ترے رات بھر ہوئی

اب فخر ہم کو ہو گا زمانے مین دیکھنا
اہلِ وفا کی قدر اُنہین بیشتر ہوئی

اچھی جگہ نکالی ہے پردے کی تاک کر
دل مین مرے وہ رشک پری جلوہ گر ہوئی

اب کون کون ہوتے ہین مقتول دیکھئے
تلوار میرے یار کی زیبِ کمر ہوئی

کسطرح تڑپتے ہین کیسے ہین داغ داغ
کچھ عاشقونکے دلکی بھی تجھکو خبر ہوئی

روتا ہون تیرے ہجر مین اے شوخ مین مدام
میرے لئے بہی تیری کبہی چشم تر ہوئی

دل کے ہے پارا اور کلیجا بہی چہد گیا
برچہی ہمارے حق مین تمہاری نظر ہوئی

ٹہوکر بہی تیری اُسکے نہین سر نوشت مین
میری جبین اگرچہ ترا سنگِ در ہوئی

مارا ہے سیکڑون کو تو بسمل کئے ہزار
تیری نگاہِ تیز ستمگر جدہر ہوئی

کسطرح وعدہ پر ہو ترے ہم کو اعتبار
اِک بات بہی کبہی نہ تری معتبر ہوئی

افسوس وان اثر نہ ہوا اُنکے دلمین کچہہ
یان رات میری آہ و فغان مین بسر ہوئی

عابد کو کہتے سُنتے زمانہ گذر گیا
تسکین قاصدو سے نہ اُسکو مگر ہوئی

ہر لب پہ ہے گفتگو تمہاری
ہر دل مین ہے آرزو تمہاری

دندان ہین گہر کشیدہ ابرو
دونونسے ہے آبرو تمہاری

گلزارِ جہان کے گل ہین جتنے
ہر اک مین بسی ہے بو تمہاری

جو ڈہونڈے تمہین وہ آپ گم ہو
کیا خوب ہے جستجو تمہاری

یہہ ہو گئی ہر کسی کو مرغوب
عابد جو ہے نیکخو تمہاری

سُنا کرتے ہین ہم کہانی تمہاری
یہی یاد رہتی ہے جانی تمہاری

بڑی جوش پر ہے جوانی تمہاری
جو ہو وصل ہو مہربانی تمہاری

اگر داد ملجائے مجکو وفا کی
مری آبرو قدردانی تمہاری

ہزارون حسینون کو دیکھا ہے ہمنے
الگ سب سے ہے طرز جانی تمہاری

مجھے اپنا عاشق بنا تو چکے ہو
یہ کس سے ہے پھر لنترانی تمہاری

نہ شیرین کا قصہ نہ لیلے کا ہے ذکر
یہان ہوتی ہے قصہ خوانی تمہاری

پتا ہی نہین ہے دہان و کمر کا
شبیہ آکے کیا کھینچے مانی تمہاری

کبھی آؤ گھر مین ہمارے بھی صاحب
کرین ہم بھی تو میہمانی تمہاری

تمہارا ہی دم بھر رہا ہون ہمیشہ
مری زیست ہے زندگانی تمہاری

یہی رتبہ اُن کا ہے آگے تمہارے
حورین کرین پاسبانی تمہاری

ہزار امتحان ہو چکے ہین ہمارے
یہہ جاتی نہین بدگمانی تمہاری

امیری فقیری مین گو صندہے عابد
یہی طرز ہے خاندانی تمہاری

وہ کافر مسلمان ہوا چاہتا ہے
جدا دین و ایمان ہوا چاہتا ہے

ترے پرتو رخ سے ہر ایک ذرہ
مگر مہر تابان ہوا چاہتا ہے

جو زیر و زبر پڑھ کے ناظر بنا ہے
رخ اپنا ہی قرآن ہوا چاہتا ہے

ہر اک جا رہا ہے جو خُلدِ برین کو
جہان سب یہ ویران ہوا چاہتا ہے

انا الحق کا دعوے جو بندے کو ہے اب
خدائی کا سامان ہوا چاہتا ہے

حقائق کے اشعار لکھتا ہے عابد
تصوّف کا دیوان ہوا چاہتا ہے

ذکر و تسبیح پر یہہ نخوت ہے
شیخ صاحب کی کیا عبادت ہے

نور اُسکا ہے تیری رگ رگ مین
دلکی بستی مین کیون یہ کثرت ہے

جسنے تجھکو بنایا اے زاہد
رند بہی تو اُسی کی صنعت ہے

بیخودِ شوق کو نہین ۔ ا
کون ذلّت ہے کون عزّت ہے

ذبح کر پوچھتا ہے کیا ۔ ل
کونسی تیرے دلمین حسرت ہے

اپنی تعریف غیر کی تا ہین
اچھے لوگون کی کب یہ خصلت ہے

کیون ج پہراتا ہے مغزائے ناصح
یونہین بک بک کی تجھکو عادت ہے

کلمہ گو ہو کے اور عشقِ صنم
تجھسے عابد یہ سخت حیرت ہے

وہی یار کا یا رجو ماہرو ہے
کہلی چاندنی اُسکی یہ کو بکو ہے

یہ نطق و سخن تیری ہی گفتگو ہے
نہین میری ہستی فقط تو ہی تو ہے

ہوئے ہین جو مدت سے کر نشین داخل
ہماری یہان اسلئے آبرو ہے

نہ رکھہ باز تو اُسکی نعمت سے ناصح
کہ فرمایا اُسنے کلوا اشربوا ہے

اشارے سے ابرو کے مارا ہے تونے
عجب خاصیت تیری اے جنگجو ہے

نہ طاعت سے خوش ہے نہ عصیان سے ناخوش
غنی ہے وہان بے نیازی کی خو ہے

یہ ناصر یہ صولت یہ عابد یہ حافظ
یہ سب تیرے بندے ہین اللہ تو ہے

جو شہرگ کے نزدیک اسرار ہوے
ملائکن اقرب سے میرا گلو ہے

جو نکلا ہین وحدت سے پہچانا تجھکو
مثنت سے اپنی مرے رو برو ہے

تو ہے شخص تو مین ترا عکس ہون خود
جو ذات ہے وہ سایہ ہو بہو ہے

تری ذات مین ہے جو میری صفت گم
مجھے اب کہان پھر تری جستجو ہے

یہی گوش زد ہوش کرتا ہے مجکو
کہ دیوانہ جسنے بنایا وہ تو ہے

غزل سُن کے عابد سے کہتے ہین زاہد
یہہ ساری حقایق کی خوش گفتگو ہے

غصہ مین تم جو میان سے تلوار نیچکے
ہم بھی جھکا کے سر کو وہین وار نیچکے

خواہش ہوئی کہ وصل بھی ہو جائے اک ذرا
جب خوب اُنکے بوسہ رخسار نیچکے

اب کیا ہے میرے پاس جو اللہ کے نام دون
اِک جان تھی کہ وہ بھی ستمگار لیچکے

اب بھی نہین بہروسہ ہمین تیرے قول کا
گو لاکھہ تجھے وصل کے اقرار لیچکے

عابد اب اور کرتے ہین کیا زندہ دیکھئے
عزت تو میری راہ مین میخوار لیچکے

دنیا سے ہم یہہ ایک دلِ زار لیچلے
اور دوسرا فقط غمِ دلدار لیچلے

ہے جلوہ گر جو بام پہ وہ غیرتِ مسیح
ہم بھی برائے نذر دلِ زار لیچلے

اپنی غرض جتاتے انہین سُنتے غیر کی
ہم دلکی بات دل ہی مین دلدار لیچلے

رنگت زبانکی ہے جدا ہے خصلت
گُل لیچلے کوئی تو کوئی خار لیچلے

منصور کا مقولہ تھا حق مفتیٔ
تقصیر کیا ہوئی جو سُوئے دار لیچلے

عابد
کوئی کوئی آزاد بن گیا
دنیا و دین کا لطف یہی یار لیچلے

پہچانو تم خدا کو تو تم کو خدا ملے
اسپر عمل ہو یار تو دیکھو مزا ملے

میر اسخن جو جھوٹ ہو مجکو سزا ملے
سچی اگر کہون تو پھر انعام کیا ملے

بوسہ ہو سیبِ رُخ کا کہ عناب لب کا ہو
بیمارِ عشق ہون مجھے کچھہ تو دوا ملے

دل لیکے اُسنے بوسہ رخ تو دیا مگر
دیکھون تو مجکو اسکے سوا اور کیا ملے

عابد مین کیا کہون مری قسمت کی بات ہے
جو آشنا ملے مجھے وہ بیوفا ملے

وہ سر راہ ہین ابرو کو ہلاتے جاتے
اِس اشارہ سے ہین عاشق کو بلاتے جاتے

آپ جسدنسے مرے دلمین ہین آتے جاتے
رفتہ رفتہ ہین محبت کو بڑہاتے جاتے

دیدۂ تر کا یہ رونا مجھے رہتا ہے مدام
عمر گذری ہے یونہین اشک بہاتے جاتے

دل دکھانیکی یہہ عادت نہین اچھی ناصح
دیکھہ پچتائیگا تو ہم ہین سُناتے جاتے

اِسطرح دونو طرف آگ لگاتے ہین رقیب
کبھڑکاتے ہین اور رہکو جلاتے جاتے

عابد اب ہم تو ہین بے۔ عبادت ہر وقت
حشر کا حال ہین کیون آپ ۔تے جاتے

اِک شکل مجسم نورانی
آ بسے ہو دل مین وہ جانی

تم عشقِ حقیقی کے بانی
پھر کون نظر مین ہو ثانی

اب کوئی نہین تیرا ثانی
تو غیرتِ یوسف ہے جانی

ہو جاتے ہین عفو قصور تمام
اب ہو گیا فضلِ رحمانی

مین ایک خدا کا بندہ ہون
سب میری نظر مین اِک آنی

دیکھا جو تمہین مجنون وہ ہوا
کیا بات تمہاری ہے جانی

اِک خلق خدا ہے تجھپہ فدا
عابد ہی نہین کچھہ قربانی

دیکھہ لو نام و نشان یار و یہ سب ہے لاشئے
یہ حویلی یہ مکان یار و یہ سب ہے لاشئے

تم نے پہلائی دکان یار و یہ سب ہے لاشئے
سودا ارزان کہ گران یار و یہ سب ہے لاشئے

اُسکی قدرت کے سوا اور نہ دیکھا نہ سُنا
ماسوا اُسکے یہان یار و یہ سب ہے لاشئے

نظر آتے تو کچھہ اوصاف بھی اُنکے لکھتے
نہ دہن ہے نہ میان یار و یہ سب ہے لاشئے

ایک وہ چار طرف اُسکا ہی جلوہ ہے عیان
اور باقی ہے گمان یار و یہ سب ہے لاشئے

مسند و خاک برابر ہین ہمارے نزدیک
کچھہ یہان ہے نہ وہان یار و یہ سب ہے لاشئے

بادشاہی بھی فقیری بھی ہین دونو اک
ہے ثبات اِسکو کہان یار و یہ سب ہے لاشئے

کوئی عابد سے ذرا پوچھے حقیقت اِنکی
کیا زمین اور زمان یار و یہ سب ہے لاشئے

مُلکِ دل آباد کیون کیسی کہی
شاد ہو اے شاد کیون کیسی کہی

دوست تیرے شاد کیون کیسی کہی
ہون عدو برباد کیون کیسی کہی

عدل و انصافِ شہِ عثمان سے
ہے دکن آباد کیون کیسی کہی

مر گئے اعدا سبھی تم خوش رہو
لو مبارکباد کیون کیسی کہی

وہ کہان لطف و کرم ہین آپکے — کیجئے ارشاد کیون کیسی کہی
تم بہت دنسے اِدہر آتے نہین — کرتے ہین ہم یاد کیون کیسی کہی
قدردانی آپ پر ہی ختم ہے — سچ کہو استاد کیون کیسی کہی
آرزوئے سیرِ گلگشتِ ارم — لیگیا شداد کیون کیسی کہی
نرگسِ شہلا ہے پیشِ چشمِ یار — کورِ مادرزاد کیون کیسی کہی
کم نہین قامت قیامت سے ترا — غیرتِ شمشاد کیون کیسی کہی
داغ آئے بنگیا یہ شہر بہی — اب جہان آباد کیون کیسی کہی
غیر سے خوش ہم سے ناخوش صبح دم — [illegible] سرباد کیون کیسی کہی
شکل کوئی اور بہی ہے یار سی — [illegible] بہزاد کیون کیسی کہی
اِک نگہ کر بہر قتلِ عاشقان — [illegible] ایجاد کیون کیسی کہی
جانِ شیرین عشقِ شیرین مین نہ کہو — سُن کے فرہاد کیون کیسی کہی

حضرتِ آصف سے عابد آپ کو
روز ہو امداد کیون کیسی کہی

حیران ہون یارب آج مجھے یہ صبح سے کیسی وحشت ہے
بیچینی سی بیچینی ہے کچھہ اور ہی دل کی حالت ہے

یہہ نحن اقرب کا تو بیان قرآن ہے سارا دیکھو عیان

بندے ہوئے تو بہی دور نہین اللہ سے محال قربت ہے

معشوقِ مجازی ہو کے کہین عشاق مین عاشق بنکے بسے

دیکہا ہے جدہر پایا ہے اُدہر ہر جا پہ تمہاری علامت ہے

تو اصل تو مین ہون نقل اُسکی تو مغز تو اُسکا پوست ہو نہین

جز اُسکے کہان ہے مجہکو نظر ہان یہہ بہی تیری کرامت ہے

مین ڈہونڈ رہا تہا تیرا پتا اپنی بہی خبر [illegible] رہتا تہا

پایا ہو [illegible] مجہکو بخدا تو آپ ہون گم یہہ حیرت ہے

الفاظ تو ظاہر جا [illegible] نی کی نہین کچہہ تم کو خبر

تم کیسے عارف [illegible] بد یہہ کیسی تمہاری عبادت ہے

نہ حورون کی تمنا ہے نہ شوقِ قصر ہے مدینہ بس ہے اے رضوان مدینہ ہی مین راحت ہے

شہنشاہِ رُسل مین اور آدم مین ہے یہ نسبت وہان تہی ابتدا اُسکی یہان ختم نبوت ہے

مدینہ جا کے آئے دوست میرے مین نہ کہون ہون عجب برگشتگی بخت ہے خوبی قسمت ہے

نہ بہولے تہے نہ بہولے ہین نہ بہولینگے قیامت مین لب معجز نما پر ہر گہڑی اُمت ہی اُمت ہے

ترے بیمار پر قربان ہوتی ہے اجل آکر فرشتے کہتے ہین باہم یہ کیسی اچہی صورت ہے

شریکِ اُمتِ مرحوم عاصی بھی ہیں | رسول اللہ کی شفقت خدا کی عنایت ہے

مدینہ ہو مرا مسکن مدینہ مین رہون عابد
یہی اِک آرزو دل مین یہی اِک دلمین حسرت ہے

ایسی خلص ہے خدا سے آشنائی آپ کی | یا رسول اللہ ہے ساری خدائی آپکی
آئینگے جبوقت میری قبر مین منکر نکیر | نام لونگا آپکا دونگا دہائی آپ کی
آئینہ خانے مین اپنے حاجتِ تصویر کیا | لوحِ دل پر ہمنے اب صورت جمائی آپکی
کیون نہ چھوڑین سلطنت کو بادشاہانِ جہان | شاہی سے ہے بڑھکر گدائی آپکی
کفر کی ظلمت ہوئی کافور دنیا سے تمام | راہ پر کس کسکو لائی رہنمائی آپکی
ہوگیا حاصل فلک کو فخرِ نعلینِ شریف | شرف پر جبہ سا ہوئی حضرت رسائی آپکی
ذاتِ اقدس آپکی ہے رحمۃ للعالمین | شرمِ عصیانِ اُمت ہے کمائی آپکی
ہوگیا کوئی مسلمان کوئی مومن ہوگیا | بخشدیا جس نے کی ہے آشنائی آپکی
عاصیون کو بخش دے کر آپ سے پوچھے خدا | آرزو اے شافعِ محشر برآئی آپکی
حاکمِ دارین اور مالکِ کونین ہین | میری کیا طاقت کہ لکھون بھلائی آپکی

جلوہ فرما آنکھ مین عابد کی رکھ دل لیا
واہ اچھا رنگ لائی رونمائی آپ کی

دین کے سردار عثمانِ غنی رضؓ
سب کے ہین سالار عثمانِ غنی رضؓ

جامع القرآن کہتے ہین تمہین
سب عدو اور یار عثمانِ غنی رضؓ

ایک مین بہی اُن کا ہون ادنیٰ غلام
ہین مرے سرکار عثمانِ غنی رضؓ

آپ ہی مشہور ذی النورین ہین
آپ ہی سرکار عثمانِ غنی رضؓ

ہے یہ عابد کا وظیفہ رات دن
لب پہ ہے ہر بار عثمانِ غنی رضؓ

نرم جب آنکا مجھپر حضور ہوتا
مجھے تمام جہان کا شعور ہوتا ہے

استہا[illegible]ہ سے دل کو[illegible]ہے
نظر مین نورِ خدا کا ظہور ہوتا ہے

تم اپنے حسن کی کیا پوچھتے
جہانمین نمسا کوئی رشکِ حور ہوتا ہے

ہوا ہے فیض سے فیاض
خیالِ فیض کہین دل سے دور ہوتا ہے

یہ چار دن کی فقط چاند[illegible]
عبث شباب پہ تم کو غرور ہوتا ہے

ہمارا شیشۂ دل تیرے گ[illegible]ے ہائے
شکستہ تہا مگر اب چور چور ہوتا ہے

مرے جو مرنیکے آگ[illegible]ن ہو حال
اِنہین کے واسطے کشفِ قبور ہوتا ہے

وصال مین تری[illegible]ن کو سکوت
فراق مین ترے جہگڑا ضرور ہوتا ہے

کھلا یہ احمدِ[illegible]ی سے
خدا کا نور محمد کا نور ہوتا ہے



الٰہی تو دور رہی کوئی نہیں چلا عابد
الٰہی سے آپکو کیونکر سرور ہوتا ہے

مجھپہ در پردہ جو ہوتی ہے عنایت تیری — سب سے پوشیدہ میں کہتا ہوں محبت تیری
دلمیں پوشیدہ جو رہتی ہے محبت تیری — اپنی صورتمیں نظر آتی ہے صورت تیری
تیرا تابع جو ہوا ہو گیا مطیع جہان — رام کرتی ہے زمانے کو اطاعت تیری
کونسا سر ہے کہ جسمیں نہیں سودا تیرا — کونسا دل ہے کہ جسمیں نہیں الفت تیری
عشق صبر کہاں تاب کہاں ضبط کہاں — ہی بیچین بنا دیتی ہے الفت تیری
جب سے بچھڑا ہوں رقیبوں سے ہوں محروم وصال — راتے ہیں میں کیا کروں قسمت تیری
اسقدر اے دل بیتاب پریشان نہ ہو — بلے کسی کوچہ میں تربت تیری
جمع ہوتے ہیں ترے عرس میں شاعر سارے — میں نہیں اے فیض عقیدت تیری
کوچہ یار میں دن رات پڑا پھرتا ہے — پیدا کہیں آئی نہ شامت تیری
ہچکیاں کہتی ہیں کرتا ہے کوئی یاد مجھے — نار — کہ ایسی نہیں قسمت تیری

دیکھہ کر تجھکو وہ سب حال بیار — من
اُنسے کہتی نہ ہو عابد کہیں صہ

ایک مدت ہوگئی صورت نہ دیکھی یار کی — راہ اے — ے کوچہ دلدار کی

پیروی کرنی ہے مجھکو اب کسی سرشار کی
گفتگو تونے جو سب کی ناصحا بیکار کی

مین مریضِ عشق ہون سُن لے تو مجھسے چارہ گر
فکر کچھہ میرے لئے کر شربتِ دیدار کی

جانسے جاتا ہے کوئی اے مسیحا جلد آ
نبض اب چلتی نہین ہے عاشقِ بیمار کی

کیون بھٹکتے ہو نہ بھٹکو۔ دوستو میری سُنو
دائرے سے ہو نہ باہر چال ہے پرکار کی

باغبان سے ہے محبّت باغ کی پروا نہین
اپنے گھر مین سیر حاصل ہے مجھے گلزار کی

دیکھنا کس دن برآمد ہوتے ہین کوٹھہ پہ وہ
منگئی ہے آجکل تو رسم و رہ دربار کی

ٹھہرو ٹھہرو۔ اے فرشتو استقدہ [illegible] بیا
دیکھلون صورت ذرا مین بھی مرے غفّار کی

ہے اسیکا نام اُلفت؟ کیا محبّ [illegible]
قدر تم کرتے نہین ہو کچھہ بھی میرے پیار کی

مالک و مملوک مین ہے فرق [illegible]
ہر گھڑی میری خطا۔ ہر دم عطا سرکار کی

دیکھہ [illegible] بس عبادتمین کراہت ہے ضرور
ر [illegible] ری ہے تری تسبیح سے زنّار کی

دل ہمارا لیکے تم [illegible] چلے
اب ہمارا کام پھر کیونکر چلے

کسطرح طے ہوگا [illegible] راہِ عشق
راہرو کے پیچھے جب [illegible] چلے

ہم نہین [illegible] تم کہو
کیا کہا تھا اور پھر کیا کر چلے

ہم تمہین دیر [illegible] ہم کو دو
لُطف تو جب [illegible] یون ساغر چلے

بیٹھے ہو چپ چاپ عابد کس لئے
موت کے پہلے ہی تم تو مر چلے

نہ لو نام صفات اب سے نہ لو جی — فقط اِک ذات کو دیکھا کرو جی
مرین پہلے ہی مرنے سے تو اچھا — نہ ہرگز بعد مر نیکے مرو جی
جہان ہے آلۂ عشقِ حقیقی — کرو جسطرح ویسا ہی بہرو جی
ہین عاشق ہون تمہارا تم ہو معشوق — کبھی خاطر مری کچھہ تو کرو جی
جو تم آتے نہین مجھکو بلاؤ — ذرا — ہر کے میرا تم ملو جی
سبھی مرتے ہین بعدِ مرگ لیکن — تمہ — ا کسی کو کر چلو جی
دلِ ناوان مرا وحشی ہوا ہے — سینہ پر دہر و جی
حسن کو حسن ہی مین ہے ڈالا — نرا — ہاری ہے سنو جی
زبان گونگی ہو میری کان بہرے — کوئی — یسی تو کرو جی
زبانین ہین تمہاری لاتعین — مرا مد — ے ہی کہو جی
فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ — کلام ا — ن سنو جی

خلا کہتے ہین جسکو وہ ملا
ہے ہین اُس سے تم عابد ملا

دوئی کی پردہ داری عشقبین بیکار ہوتی ہے
کہ مڈبھیڑ اُس سے ہم سے ہر جگہ ہر بار ہوتی ہے

اگر برگشتہ بختی برسرِ پیکار ہوتی ہے
تو بندہ کیلئے تدبیر بھی دشوار ہوتی ہے

ہوے تو بیشکن ہم دلشکن تم بس چلو واعظ
دکھا دینگے وہان کسپر خدا کی مار ہوتی ہے

اگر غارتگرِ ایمان نہین حُسنِ بُتان پھر کیون
زبانپر توبہ تو بہ دل مین استغفار ہوتی ہے

بدلکر بھیس شبکو میکدے مین آتے ہین واعظ
پہ جبہہ ساتھ ہوتا ہے نہ یہ دستار ہوتی ہے

نہین آئینکے ہم اے زالِ دنیا تیرے پھندے مین
تجھے ہم جانتے ہین کسکی تو مکار ہوتی ہے

میری صورتسے وہ مطلب ہمہ ریتے ہین
زبانِ حال بھی گویا دمِ اظہار ہوتی ہے

جلا کر طورِ موسیٰ کو بجا ے ہوا ظاہر
کہ ایسا نور ہوتا ہے تو ایسی نار ہوتی ہے

نہین کیا نام کو بھی ون ابر باقی
کمی کیون آجکل اے چشمِ دریا بار ہوتی ہے

وہ کیون پردے مین چھ اپنا چہرا رکھتے
کہ قدرِ حُسن بھی ایدل سرِ بازار ہوتی ہے

نہ چھینگے تری م اے بلبلِ نالان
رگِ گُل سے بھی نازک خاطرِ دلدار ہوتی ہے

رون مین اگر تم بھی مل جاؤ سنو عابد
پلے پر انہین کے رحمتِ غفار ہوتی ہے

محرم ترا مدار کو ترسے
برسات ہے موتی کی مرے دیدۂ تر سے

گہرا نکا دوا نہین چین تو لیلین
آئے ہین مرے گہر مین وہ اب تہ کے سفر سے

وعدہ جو کیا تھا تو اک احسان تھا مجھپر
وعدے پہ نہ آئے تو ملا بوجھ یہ سر سے

پوچھا تو رہِ عشق سے آگاہ نہین تھے
کل راہ مین مڈبھیڑ ہوئی اپنی خضر سے

صورت کو دکھا کر وہ چھپا لیتے ہین جو قت
بے ساختہ اِک آہ نکلتی ہے جگر سے

عشاق تری بزم مین پروانہ صفت ہین
حاشا نہین کچھہ کام انہین نفع و ضرر سے

لولاک کی آیت سے تری شان ہے ظاہر
ممکن ہی نہین وصف و ثنا نطقِ بشر سے

بیمارِ محبت ہون یہ ہے اُسکی صداقت
کب داغ گیا ہو امیرے جگر سے

بیخود جو کیا مجکو یہ احسان ہے اُسکا
اب کام مجھکو رہا خوف و خطر سے

معبود کو کیا دیکھو گے عابد کو تو
آتی ہے صدا کان مین میرے یہ کدھر

آغاز تیری شرم کا گویا ابھی سے ہے
ایمان و دین پورا ابھی سے ہے

سنِ طفولیت ہی سے رنگِ شباب ہے
کچھہ کچھہ علامہ بدا ابھی سے ہے

اِس کمسنی مین ناز ہے انداز ہے ادا
ہمکو قضا کا سا ابھی سے ہے

حسرت تو دل کی ایک بھی نکلی نہین ہنوز
قاتل اُٹھا تا قتل سے ہے

فرقت کے صدمے سہہ نہین سکتا دلِ حزین
تنگ آگیا ہے مو سے ہے

پہنچا یگا مراد کو انجامِ جذبۂ عشق
کیون بیقرار ے ہے

آغازِ عشق ہی مین گئے عقل و ہوش سب
چرچا مرے جنون کا ہر اک جا ابھی سے ہے

ٹھوکر سے زندہ مُردونکو کرنے لگے ہو تم
محشر تمہاری چال سے برپا ابھی سے ہے

قاصد سے پوچھکر ترے حُسن و جمال کو
نادیدہ دل ہے میرا کشیدا ابھی سے ہے

وہ مجھسے دُور ہین تو مین اُنسے قریب ہون
قسمت ہے آگے اپنی یہ رشتہ ابھی سے ہے

تو ہے جو میرے پاس تو حاصل ہے مجھکو وصل
لیکن خیالِ ہجر سے دھڑکا ابھی سے ہے

عابد ہین فکر شعر مین شاعر تمام غرق
عرسِ جنابِ فیض کا چرچا ابھی سے ہے

انکہونمین اُسکی شکل ہے دلمین خیال ہے
ہمکو فراق مین بھی تو حاصل وصال ہے

اب خضرِ راہِ عشق سے ہمکو ڈرا مین کیا
چلتے ہین اُنسے پہلے ہمارا یہ حال ہے

ہوگا جو چاند عید کا دیکھونگا اُسکو مین
ابرو کیا رہی مرے حق مین ہلال ہے

بڑھتے ہین بیچ والے نصیحہ جھگڑے اِدھر اُدھر
ہم تم جو روبرو ہون تو پھر انفصال ہے

ہم آپکے پسند نہین ہے تو پھیر دین
ہم بیچ لینگے اور کہین اپنا مال ہے

ہن وہ نہین کہ منہ سے کہا اور کیا نہو
میرا وہی ہے حال جو کچھ میرا قال ہے

زاہد کو مفت نسے تو ملتی ہے مجھکو مفت
اُسکو ہے مے حرام تو مجھکو حلال ہے

پی خودی مٹائین تو بیشک خدا نہین
ہو جائے اتنی بات تو عابد کمال ہے

ہم سے ہی بخشین ہین ہمین سے ملال ہے
ہم تم پہ مر رہے ہین تمہارا یہ حال ہے

مین دوست آپکا نہین اچھا یونہی سہی
گھل مل کے دشمنونسے تو رہنا کمال ہے

ہم کیا کہین تمون کی محبت نے کیا کیا
اللہ جانتا ہے جو اس دل کا حال ہے

پیکر ذرا سی آج بتاؤ تو ہم کہین
زاہد تمہین خیال حرا و بلال ہے

شاہ و گدا کے دلمین سر مو نہین ہے فرق
کنبل کا اسکو شوق پسند شکوشال ہے

خالی نہین ہے در کی طرف انکا دیکھنا
معلوم ہوگیا ہمین جو کچھہ خیال ہے

تیرے کرم کی مجھکو ہے امید یا غفور
میرے ستم سے تو مرا بچنا محال ہے

پھر کیون نہ تیرے حکم سے آسان ہون مشکلین
جب سہل ہے وہ کام جو بالکل محال ہے

کیا خاک اسکو لطف ملے باغ خلد مین
عابد کو تیرے کوچہ کا ہر دم خیال ہے

شکر خالق ہر جگہ شور مبارکباد ہے
آصف سادس کی صحت سے زمانہ شاد ہے

روح تنمین آگئی سارے نکمے اورنکی پھر
دل ہر اک فرد بشر کا آج بالکل شاد ہے

دم قدم سے تیرے ہے سب رونق ملک و کن
تجھسے ہی اے شاہ ہر اک شخص کی امداد ہے

کالعدم تیرے زمانمین ہو ظلم و ستم
کوئی کیا جانیگا کیا شئے جور و بیداد ہے

ہے ترے دست کرم سے ایک عالم فیضیاب
تیری ہی بخشش سے اب سارا دکن آباد ہے

ہر ہلالِ چرخ دولت خواہ کو ہے ماہِ عید
تیرے بدخواہو نکے حق مین خنجرِ فولاد ہے

یاد رہتی ہی نہین تجھکو کسی کی کچھہ خطا
کرکے احسان بھولجانا تجھکو اچھا یاد ہے

روز افزون ہو مرے آقا کا اقبال اور عمر
پنجوقتہ یہ بھی میرے داخلِ اوراد ہے

اے شہِ والا ذرا عابد پہ ہو لطف و کرم
وہ بھی ہے تیرا دعاگو وہ بھی خانہ زاد ہے

عدم آباد مین مخلوق کیون جاجاکے بستی ہے
کوئی دلچسپ بستی ہے کوئی آباد بستی ہے

گذاری میکدہ مین رات دنکو آکے مسجد مین
وہ وقت مے پرستی تھا یہ وقتِ حق پرستی ہے

کوئی حسرت مرے دلسے نکلکر جا نہین سکتی
خدا رکھے خدا رکھے عجب آباد بستی ہے

تمہارے عشق سے دلکو ملی دلسے مجھے عزت
نہ اسکی کچھہ حقیقت تھی نہ میری کوئی ہستی ہے

ہوا خواہونکی جھرمٹ سے تمہین کیون عار آتی ہے
اکیلے ہی کہین نکلو تو اک ہمراہ بستی ہے

کسی رشکِ پری کے وصل کا سامان کرتا ہون
مرے گھر خلد سے آکر پلنگ اک حور کستی ہے

مری تنہائی پر روتے ہین کیون احباب میت پر
یہانسے دو قدم چلکر تو اک آباد بستی ہے

مری تربت دکھا کر کوئی اُنسے کاش یہ کہدے
یہ کس کی قبر ہے دیکھو تو کیا حسرت برستی ہے

گھرا ہے ابر میخانہ پہ دوڑو میکشو دوڑو
در و دیوار سے دیکھو تو کیا آ

تمہارا پاس ہے ہر وقت جو ہم ٹالدیتے ہین
ہمارے سامنے تو

اگر ہر شخص کو دعویٰ ہو استادی کا اے عابد
تو پھر کیا ہے زمانے بھر مین استاد ونکی بستی ہے

تری صورت جو اے ساقی مری آنکھونمین بستی ہے
عجب ہے اُسکی کیفیت نرالی اُسکی مستی ہے

نہ کر تو منع مجھکو میکشی سے محتسب ہرگز
ترا کہنا اگر مانون تو یہ ہمت کی پستی ہے

یہ رنگِ عاشقانہ ہے ادب سے بیٹھکر دیکھو
مزارِ فیض پر اللہ کی رحمت برستی ہے

تری مخمور آنکھون نے کیا بدمست عالم کو
کوئی ہشیار ہوتا ہی نہین کیسی مستی ہے

کسی بتکو اگر پوجا تو میری کیا خطا اِسمین
کلامِ فیض سے ثابت ہے یہ ہی حق پرستی ہے

غنی کا کوئی رتبہ ہے نہ کچھ تحقیر مفلس کی
برابر اپنی نظر مین ہے بلندی اور پستی ہے

نظر جب خود پہ ڈالی ہمنے دل یہ چیخ اٹھا عابد
کہ تو عابد نہ زاہد ہے جو کچھ ہے اسکی ہستی ہے

کوچۂ یار تک رسائی ہے
میرے حصّے یہ دولت آئی ہے

مُفت مین لیکے دل چلے ہو مگر
یاد رکھنا یہ شئے پرائی ہے

سمجھتے ہین باوفا ہون مین
تری مشہور بیوفائی ہے

اُنکے پاس جاتا ہون
تو وہ کہتے ہین موت آئی ہے

ا لیکے چلے
عمر بھر کی یہی کمائی ہے

وہ اٹھا ابر وہ گھٹا چھائی
میکشو نیک ساعت آئی ہے

کب لکھی دل کی سچی کیفیت
کچھہ گھٹائی ہے کچھہ بڑھائی ہے

مر مٹے نام حور سن سن کر
زاہدون کی یہ پارسائی ہے

یہ بھی دنیا کا کھیل ہے ناصح
عشقبازی مین کیا بُرائی ہے

ترے دربار مین جو پہنچا ہون
ہر جگہ اب مری رسائی ہے

اُسکے در کا فقیر ہون عابد
بادشاہی مری گدائی ہے

بات قسمت سے یہ بن آئی ہے
تری محفل مین مجھے لائی ہے

ہر جگہ ہے ترا جلوہ لیکن
کوئی کہتا نہین ہرجائی ہے

زیست کو جان غنیمت نادان
عمر کس شخص کی پہر آئی ہے

بیچ والون نے کہی کچھہ مجھسے
اُن کو کچھہ اور ہی سمجھائی ہے

بام پر اسکے نہ جاتی کیون آہ
عرش تک بھی تو یہ ہو آئی ہے

بندے اللہ کے بنے ہین پھر کیون
بُت کی چوکھٹ پہ جبین سائی ہے

ساتھہ غیرون کا ہے تیرے گھر مین
اُٹھکے چلدین بھی تو رسوائی ہے

ہمنے کس وقت مین کی ہے توبہ
فصلِ گُل آئی گھٹا چھائی ہے

باوفا ہون یہ وفا ہے میری — تیرے کوچہ مین جو لاش آئی ہے
تیری محفل مین پہنچکر خوش تہا — یہ نہ جانا تہا قضا لائی ہے

دوراے یار نہ کر عابد کو
تیری صورت کا تماشائی ہے

سُنا کرتے تہے اک مدت سے ہم جن کی خوش اخلاقی
ہوئی افسوس وہ ہی دن مین اُنسے ہم سے ناچاقی
لیا دل بن کے دلبر جان لی جان ستان ہو کر
وہ کیون آتے مری تربت پہ اب کیا رہگیا باقی
دیارِ حُسن سے دل کو بچاکر کوئی کیا نکلے
لوٹیرون کی یہ بستی ہے یہان ہوتی ہے قزاقی
انہین کا دہیان رہتا ہے انہین کی دُہن مین رہتے ہین
جتا دینا ذرا قاصد ہمارے دل کی مُشتاقی
ہماری خاک اُس نے شیشۂ ساعت مین رکہی ہے
رقیبون کی نمایش کو بنائی ہے گہڑی طاقی
مقرر جتنی روزی ہے وہ گہر بیٹے پہنچتی ہے — وَمَامِنْ دَآبَّۃٍ سے ہے عیان یہ شانِ رزاقی

نشہ مے کا جو اُترا تیری اُلفت ہوگئی دونی
نہین معلوم تو نے کیا پلادی مجھکو اے ساقی

بجھادی آگ پانی نے ہوا مین اُڑ گئی مٹی
بھلا اب کیا بتائین ہم کہ ہم مین کیا رہا باقی

ملا کرتے ہین عابد دوستون کی طرح دشمن سے
مروت اسکو کہتے ہین یہ ہوتی ہے خوش اخلاقی

کیون نہ ظاہر وہ مرا یوسفِ ثانی ہوجائے
جب فنا دل سے مرے کثرتِ فانی ہوجائے

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
اِسکا نکتہ جو کہون مرثیہ خوانی ہوجائے

تیری تصویر یہی تیرا مرقع ہے یہی
کھینچے تصویر جو تیری وہی مانی ہوجائے

قیس و فرہاد کو جاگیر مین دیدونگا اگر
عشق کا ملک مرے پاس اِلہانی ہوجائے

بات پردے کی ہے کہنا نہین لازم اِسکا
طبعِ نازک پہ تمہارے نہ گرانی ہوجائے

جان نثارانِ محمدؐ سے ہون تیرا عاشق
ایخدا دل پہ مرے کوئی نشانی ہوجائے

محوِ دیدار ہون اُلفت کا ہے نشہ باقی
مے ترے ہاتھ سے پیجاؤن تو پانی ہوجائے

تیرا بندہ ہون تجھے لاج ہے اسکی رزّاق
بے توسّط مری ارزاق رسانی ہوجائے

تقویٰ عابد کا رہے طاقِ حرم مین اوبت
ابتدا جبکہ ترا عہدِ جوانی ہوجائے

وصل کا ذکر اگر مری زبانی ہوجائے
فاش وہ آپکا سب رازِ نہانی ہوجائے

پاس بدخواہ رہین اور بہی خواہ ہون دور
اِسکی تفصیل جو ہو رام کہانی ہوجائے

اسم اعظم کا اثر ہو گا مری باتون مین
نام تیرا جو مرا وردِ زبانی ہوجائے

کشتۂ ناز ترا کشتۂ انداز ترا
کوئی دنیا مین جو ہو تو مرثانی ہوجائے

تپِ فرقت وہ بلا ہے کہ الٰہی توبہ
کوہ پر سایہ پڑے اسکا تو پانی ہوجائے

صورتِ یار کو کس حُسن سے دیجے نسبت
اِسکا سایہ جو گرے یوسفِ ثانی ہوجائے

وصفِ دلدار مین لکھے ہین مضامین تازہ
جدتِ طبعِ طبیعت کی روانی ہوجائے

داستان ہین ترے بچپن کی ادائین ساری
جانستان کیون نہ پھر ناز جوانی ہوجائے

جب مجازی سے ملے راہِ حقیقی عابد
عازمِ ملکِ بقا عاشقِ فانی ہوجائے

وہ کیون سُنتے انہین فرصت کہان ہے
ہمارے عشق کی اک داستان ہے

تمہاری یاد مین ہین راتدن ہم
تمہارا نام ہی وردِ زبان ہے

چمن مین محوِ سیرِ گُل ہے بلبل
نسیمِ صبح گاہی باغبان ہے

تمہاری قدردانی گریہی ہے
متاعِ دل بہی جنسِ ارزان ہے

اٹھا سکتے نہین کیون بوجھ عاشق
محبت کیا کوئی بارِ گران ہے

شبِ دیجور تم کہتے ہو جس کو
جگر سوز آہ کا میری دہوان ہے

گذاری میکدہ مین رات ساری
عبادت آپ کی عابد کہان ہے

اعلیحضرت حضور میرے
مقصد ہینگے ضرور میرے

جب ہوگی نظر کرم کی مجھپر
چمکین گے ستارے دور میرے

مرجائینگے حاسدانِ بلدہ
کیا دیکھینگے وہ غرور میرے

تیری قدرت سے کب ہے باہر
یہ دن بہی دکہا غفور میرے

عابد کی زبان پہ ہے یہہ ہر دم
پیر و مرشد حضور میرے

مدح سلطانِ دکن خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

نائبِ خیر الورا ہین میر عثمانِ علی
سایۂ لطفِ خدا ہین میر عثمانِ علی

آصفِ سابع نظام الملک سلطانِ دکن
معدنِ لطف وسخا ہین میر عثمانِ علی

ناصرِ ملت یہی ہین افضل و محبوبِ خلق
اپنے جو فرمانروا ہین میر عثمانِ علی

بندہ پرور عدل گستر انسے بڑہکر کون ہے
خلق کے حاجت روا ہین میر عثمانِ علی

کیون نہ سمجہین ہم انہین روحِ سلاطینِ دکن
سب سے اچہے ہین سوا ہین میر عثمانِ علی

پیر ہین تدبیر مین اور بخت و دولت مین جوان
بحرِ علم ابرِ سخا ہین میر عثمانِ علی

شرک و بدعت سنگئے عابد انہین کے دور مین
گمرہون کے رہنما ہین میر عثمانِ علی

جانان برخت نقاب تا کے
از عاشقِ خود حجاب تا کے

رحمے بنما و لطف فرما
بر بندۂ خود عتاب تا کے

از شربِ شرابِ شوق مستم
این بنتِ عنب خراب تا کے

پیریست کنون و شد جوانی
لہو و لعبِ شباب تا کے

از وسوسہا بُرون شوائے دل
این دغدغۂ عذاب تا کے

بویاست مشام جان ببویش
عطرِ اگر و گلاب تا کے

بحرِ کرم است در طلاطم
عصیانِ مرا حساب تا کے

بریان جگرے بدست دارم
شوقِ گزک و کباب تا کے

از علمِ یقین شدہ کشودم
بحر است بپا حباب تا کے

دریائے محیط ہست ہر جا
این جعل تو اے سراب تا کے

عابد تو باو سپار خود را
جنگی ملکی خطاب تا کے

رباعی

طاعت کو خدا کی جب وظیفہ سمجھے
اسکو تقلید بو حنیفہ سمجھے
جب ہمنے پڑھا اِنّا جَعَلْنَا عابد
اللہ کا آدمؑ کو خلیفہ سمجھے

رباعی

اب جان لیا ہے خوب تجھکو جانی
ہر شئے مین نئے رنگ سے آیا پانی
دنیا کے ہین جھوٹے سارے جھگڑے عابد
اللہ باقی ہے اور تو ہے فانی

رباعی

دنیائے دنی کو جبکہ جیفہ سمجھے
اسرارِ خدائی کا لطیفہ سمجھے
عابد یہ تمام علم ناقص ٹھہرے
قرآن کا جبکہ ہم صحیفہ سمجھے

رباعی

اُلفت سے جو کوئی روئے جانان دیکھے
مڑکر نہ تجھے زلفِ پریشان دیکھے
عاشق بنکر بلا سے ڈرنا کیسا
کچھہ فائدہ دیکھے نہ وہ نقصان دیکھے

قطعہ

مین ناخوش کسی سے نہ خوش ہون کسی سے
کہ ہے ناخوشی اور خوشی اپنے جی سے
کیا بیخبر مجھکو اپنی خبر نے
عجب بیخودی آگئی آگہی سے

قطعہ

کیا ہے اب اور کیا سے کیا ہو جائیگی
غور سے آئینۂ دل دیکھ لے
ٹک جو تیری آنکھ وا ہو جائیگی
کوئی صورت رونما ہو جائیگی

قطعہ

ہو ایک اگر بتاؤں عابد
ہم بیخبرون کی مت خبر پوچھ
برداشتہ دل ہونین سبھی سے
آگاہ نہین ہین آگہی سے

قطعہ

خندۂ گل کیطرح ہے عیش یان پادر رکاب
یار تو جاتا رہا داغ جدائی دلپہ ہے
دم غنیمت ہے سمجھ جو دم کہ دم باقی ہے
جسطرح اُٹھتے قدم نقش قدم باقی ہے

قطعہ

ہم کو عابد جو اتنی راحت ہے
مطلب عاشقان سمجھنے کو
اپنے محبوب کی بدولت ہے
ایک معشوق کی ضرورت ہے

قطعہ

کیا عرض کرون؟ شاہ وکن! میری زبانسے
خوش ہوتے ہین احباب تو جلجاتے ہین دشمن
ہوتا نہین کچھ شکر عنایات کا تیری
آتا ہے جو مذکور عنایات کا تیری

قطعہ برائے جناب مولوی ابو سعید صاحب خلف مولوی اکبر رضا صاحب مغفور متولی نبی خانہ

سچ سچ جتائین تو برا مان نہ جانا
عادت کے سوا ہنسے کیا ہے کرینگے

جس ماہ مین ہوتا ہے وہان عرسِ مبارک
ہم نذر بنی خانہ نبی خانہ مین دینگے

قطعہ

ہم یہ کہتے ہین ہمنشینون سے
آج کل سے نہین مہینون سے

لٹ ہی جاؤگے دیکھنا عابد
سابقہ کم رکھو حسینون سے

قطعہ

ہنر کو بے ہنر کیا خاک جانے
نشان کو بے نشان کی قدر کیا ہے

کلامِ صوفیان اور زاہدِ خشک
کسی کو زعفران کی قدر کیا ہے

نام تاریخی

مرزا دبیر

تیری چاہت ہے مجھے چاہتا ہون دل سے تجھے
تو بھی اب چاہ مجھے

نظر آتا نہین جز تیرے کوئی چاہون کسے
جو کہ آجی مین بسے

ہے تماشا یہ نیا ہو کہ نہین بندے کا
یہان آکر جو مٹا

لامین ہو کر جو فنا فی اللہ مین باقی ہم سے
جلد خود آکے ملے

ہم سے کہنے لگے وہ چہتے ہو کیا ہم سے صلہ
مین تو ہون تجھسے ملا

جو کہ تو مانگتا ہر وقت وہی تجھکو ملے
تیرا دشمن بھی جلے

مئے وحدت پئین اب ساقیٔ مہوش سے جو ہم
بیٹھین غنقا سے بہی گم

ہم کو خواہش ہی نہین بنتِ عنب گر نہ ملے
دل کو حسرت نہ رہے

عابد اب شعر ترے بہرِ خدا ہم کو دے
کہتے شوقی ہین تجھے

ایک سے ایک ہے بڑہکر سبہی سانچے مین ڈہلے
جو پسند آئین ترے

خمسہ غزل حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نام تاریخی داغ جگر سوز ۱۳۰۱ھ

ترا تم در کوچۂ دلدار بودے کاشکے
بلبلم ہم جائے در گلزار بودے کاشکے

الحق ار منصور و شمس حق مدار بودے کاشکے
اینکہ سر بر تن بود بردار بودے کاشکے

دین بدن خاشاکِ راہِ یار بودے کاشکے

چونکہ لطفش یافتہ دانستہ ام خوی حبیب
راہِ جنت ترک کردہ میروم سوی حبیب

شوقِ دل گویم ہمہ چون بنگرم روی حبیب
تا صبا خاکم نبردی از سرِ کوی حبیب

خاکِ من خشتے از آن دیوار بودے کاشکے

در جحیمِ غم بداری نفسِ کافر کیش را
ہر زمان بینی و میدانی کمی و بیش را

دور از خود کے گزاری عاشقِ درویش را
چون تو گاہے میکنی پرسش مریضِ خویش را

دایما چون دل تنم بیمار بودے کاشکے

سوی کعبہ میروند از بسکہ خوشخوید خلق
روی خود از آبِ زمزم در حرم شویند خلق

حق تعالیٰ را نه دانسته چه میجوئید خلق
بسکه بیدادِ تو افزون میشود گویند خلق
جورِ امثالِ تو همچون یار بودے کاشکے

سر کشد آه و فغانم از زمین تا آسمان
دارم امیدِ وفای از تو اے جانِ جهان
میکند معشوق گر هر جا ستم بر عاشقان
با وجود از جورِ بسیارِ تو گویم هر زمان
اینکه باشد اندکے بسیار بودے کاشکے

مینماید ناله در فصلِ خزان بلبل هزار
در شبِ هجران چرا عابد نباشد زار زار
جان و دل پیوسته مثلِ برق باشد بیقرار
چون تو نتوانی که همچون گل جدا کردی چو خار
محے انکارِ تو آنِ خار بودے کاشکے

خمسۂ غزل حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ العزیز

همسرِ عشق درین کون و مکان نیست کسے
غیر او بین که درین دهر عیان نیست کسے
چشتم بکشا که بجز جلوۂ آن نیست کسے
بخدا غیرِ خدا در دو جهان نیست کسے
صد دلیل ست ولے واقف ازان نیست کسے

دیده را کن طلب اے یار ز دیدار نخست
چون ترا دیده نباشد بطلب باکے ست
دلِ خود دار تو در الفتِ محبوب درست
نکتهٔ سرِ محبت چو نهان از من و تست
لاجرم در صددِ شرح و بیان نیست کسے

دلِ معشوق درین دہر ز الفت خالیست
بلکہ بر بریۂ کدورت ز محبت خالیست

سینۂ بوالہوس از رازِ حقیقت خالیست
مسندِ عزت و خلوتگہِ وحدت خالیست

از ازل تا بہ ابد در خورِ آن نیست کسے

نغمۂ سرِ اناالحق چو ز دل می جوشید
صفوتِ ظاہر او معنیِ باطن گردید

صورتِ خویش چو در آئینۂ دل میدید
لاجرم عاشق و معشوق ز خود ساخت پدید

تا کہ بروے بجز از وے نگران نیست کسے

اے دل زار شدی از مددِ عشق قوی
ہمرہِ باد صبا در چمنے گر بروی

نغمہ زن گشتہ چو بلبل بنوا محو شوی
اینہمہ زمزمہ از سینۂ خود مے شنوی

تو چہ گوئی کہ درین خانہ نہان نیست کسے

رازِ مخفی چو بگردید عیان روزِ ازل
عشق شد در دلِ عشاق نہان روزِ ازل

تا ابد ماند بشد ہر چہ نشان روزِ ازل
زندہ دل را چہ غم از رفتنِ جان روزِ ازل

زانکہ دل زندہ باین روح روان نیست کسے

قصۂ کوہکن و قیس اگر مے داند
یا بخود جلوۂ معشوقِ حقیقی خواہد

بے جنون گم شدۂ عشق بمنزل نرسد
دعوی عشق درین معرکہ ہرگز نہ کند

اگر از جان و دلِ خویش بجان نیست کسے

یادِ اجمیر بہ عابد مع یاران بہ کشد
از پئے فاتحہ تربتِ ذیشان بکشد
چون مجنون کہ جنون سوئے بیابان بہ کشد
بارِ عشقِ تو معینی بدل و جان بکشد

ہمہ بر غزل
کہ ہوادارِ تو تنہا بزبان نیست کسے
نہ ہست عیب

الکسٹ ربکم کو ہم سدا تیری صدا سمجھے
جواب اُسکا نہین دیگر بجز قالو بلا سمجھے
کسی خورشید رو کی گر ضیا دیکھی تو کیا سمجھے
رخِ روشن کو ہم اُسکے تجلّی خدا سمجھے
بجا سمجھے حقیقت مین جو رازِ انبیا سمجھے

محمدؐ کو خدا بیشک بقولِ رہنما سمجھے
جو نعتِ احمدِ مرسل کو حمدِ کبریا سمجھے
تبو ہم ہین پرستار آپکے تم ہم کو کیا سمجھے
تمہارے آئنہ رُخ کو وہ ہم عکسِ نما سمجھے
جمالِ نورِ احمد کو رخِ نورِ خدا سمجھے

ہمیشہ عشق کی آتش مین اپنے دل کو تپاتا ہے
زبانسے نام اپنے بُت کا ہر ہر آن جپاتا ہے
تماشا دیکھ اس دُنیا کا ظاہر کیونکہ سپنا ہے
سمجھ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے
کوئی اُس بُت کو کچھ سمجھے ہم اُس بتکو خدا سمجھے

وصالِ مہوشان سے دلِ پُر درد ہے خورسند
بقولِ ناصحِ نادان نصایح سنتے ہین اور ہنس
بحمداللہ سدا عشقِ حقیقی کے رہے پابند
خدا ہے جدا کب ہے حُباب و بحر کے مانند
یہ ہے ایک موجزن دریا ہم اور وہ آشنا سمجھے

جنابِ عشق نے صبح و مسا دلمین کیا گھر ہے
صفائی سے کیا آئینہ دلکو جون سکندر ہے

وہی ارشاد اپنے پیشوا کا گوہرِ تر ہے
حصولِ معرفت ذاتی خدا کی عاشقونپر ہے

فنا کو جو بقا سمجھے بقا کو جو فنا سمجھے

چھپانا اُنسے کیا صورت کہ جو محرم ہین صورت کے
تصدق شکلِ مجنون ہر گھڑی ہر دم ہین صورت کے

جو کرنیوالے اب معلوم سب عالم ہین صورت کے
بہر صورت وہ ہے ظاہر مقید ہم ہین صورت کے

خطا اپنی سمجھہ کی ہے جو ہم سمجھے خطا سمجھے

دلِ پُر درد کی عادت بیان تابش ہو جانان سے
بجز خورسندیٔ دل کب بیان بخشش ہو جانان سے

ستم ظلم و جفا کا سہنا یک کاہش ہو جانان سے
رضامندی ہے جان و دینا نہ کچھہ غم و آش ہو جانان سے

غزل — شہادت کا مزا ضامن شہیدِ کربلا سمجھے

ترے عشق نے یون پھرایا مجھے
نظر آیا تیرا نہ سایا مجھے

بتایا عجب اِک تماشا مجھے
منہ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے

وہین پھر جو ڈھونڈا نہ پایا مجھے

ترا چہرہ مانندِ شمس و قمر
سمایا ہے نظر وینمین شام و سحر

جو مین دیکھتا ہون اِدھر اور اُدھر
بسا میری آنکھون مین تو اس قدر

کہ تجھہ بن نظر کچھہ نہ آیا مجھے

ہے بالاتر افلاک سے شانِ عشق
ہمیشہ ہے عاشق ثناخوانِ عشق
نظر آئی سیرِ گلستانِ عشق
کہانتک کہون لطف و احسانِ عشق
کہ جون جون گھٹامین بڑہایا مجھے

بڑہی عشق کے ہاتھون اِسطرح سوج
ہوئی محو یک آن مین اپنی بوج
فلک کے ہوئے پست بار اوج
یہان تک دیا مجھکو حُسنِ عروج
کہ بندے سے مولا بنایا مجھے

کہان تیری اُلفتمین دل کو قرار
پیئے وصل ہے چشمِ دل زار زار
کبھی مجھ ندائی سے ہو چار دوچار
مین قربان ہون تیری نظرونکے یار
ملاتے ہی آنکھین لگایا مجھے

رہے یادگر بیخودی کا مقام
ہے وہ سربسر بیخودی کا مقام
کیا یادگر بیخودی کا مقام
کہان مین کدہر بیخودی کا مقام
وہانسے یہان تو ہی لایا مجھے

مددگار عابد کا ہے روز و شب
بلا عین جو اصل مین ہے عرب
کرین التجا ہر گھڑی باادب
فیاذ اب یہی ہے دعا و طلب
رکہہ اپنا ہی بندہ خدایا مجھے

تمت بالخیر

فدوی بدل و جان تو ہین سردار تمہارے
جام مے الفت سے ہین سرشار تمہارے

عاشق ہی ہوے ہین تو ہین دلدار تمہارے
ہم گرچہ نہین لایق دربار تمہارے

مشہور تو ہین بندۂ سرکار تمہارے

تیری ہی حکومت ہے فقط دیکھون جدہر کو
بن تیرے نہین جانتے ہین کوئی بشر کو

روکش ہون اگر تجھسے کدہر پھیرون نظر کو
اچھے رہین نزدیک برے جائین کدہر کو

گل ہین تو تمہارے ہین و گر خار تمہارے

فرہاد ہوا عشق کا شیرینی چشندہ
اور شمع پہ قربان ہوا پروانہ پرندہ

کیون تم پہ فدا ہوگا نہ آئندہ روندہ
زندہ کو تو مردہ کرین اور مردہ کو زندہ

ہین دونون صفت آنکھونسے اظہار تمہارے

ہر وقت میری آنکھونمین ہے آپکی تصویر
مقدور کہان اتنا جو ہو آپسے تقریر

کشتہ ہے ازل ہی سے مقرر میری تقدیر
مقتل مین جو آؤ تو نہ لو ہاتھ مین شمشیر

بس کرتے ہین دو ابروے خمدار تمہارے

مسجد مین رہون یا کہ چلا جاؤن کلیسا
پہچان لیا آپکا ہے رمز و سلیقا

کس پیچ مین ڈالیگی ہمین زلف چلیپا
یوسفؑ کی تو عاشق تہی فقط ایک زلیخا

یوسفؑ سے ہزارون ہین خریدار تمہارے

مین مانون گا ہرگز نہ کبھی زاہد وہمی
بمعنی ہین الفاظ ترے عقلی و فہمی

مجروح ہین یان جتنے کہ ہین قابلِ رحمی
ہم ایک نہین تیرِ نگہ کے ترے زخمی

بہتیرے ہین ان چشمون کے بیمار تمہارے

عابد کی عبادت پہ تمہاری جو نہین غمی
کیون کرتے ہوائے نامحرم ستم وجور

ہر رنگ مین ملجائیگا ہو جائیگا ہم دور
خاموش نہین قابلِ محفل ہے کسی طور

رہنے دو اسے بس پسِ دیوار تمہارے

دل کا طواف کرکے جو حاجی کہائینگے
جو ہین مکین کعبہ اُسے یان ہی پائینگے

ناصح نہ دیجو پند کہین منہ کی کہائینگے
ایسے صنم کو چھوڑ کے کیا کعبہ جائینگے

وان بھی وہی صنم ہے تو کیا منہ دکہائین گے

شیرینی ہم تمہارے سخن کی جو پائینگے
یک جوئے شیر آنکھون سے اپنی بہائینگے

پھر ضربِ تیشہ صورتِ فرہاد کہائینگے
جوشِ جنون مین اپنے کبھی ہم جو آئینگے

مجنون بنینگے ہم تمہین لیلے بنائینگے

رتبہ طرف حجاز کے آنے سے کچھ نہین
روے حرم حطیم کے پانے سے کچھ نہین

عرفات کا پہاڑ دکہانے سے کچھ نہین
عاشق کو سو کعبہ کے جانے سے کچھ نہین

ہم اپنے کوے یار کو کعبہ بنائین گے

آمد تمہاری اپنی طرف جو سُنینگے ہم
آنکھون کو اپنی فرش زمین کا کرینگے ہم

فرقت کی شب فلک کے ستارے گنینگے ہم
معشوق تم بنینگے تو عاشق بنینگے ہم

تم بھی ہماری طرح سے صدمے اٹھائین گے

ہین جو کہ پہرنے والے عراق و حجاز کے
شایق مدام رہتے ہین ارباب راز کے

بیشک نہ چہنے والے ہین انداز و ناز کے
ہم کشتۂ نیاز ہین اُس بے نیاز کے

ہرگز نہ بارِ منّت و احسان اٹھائین گے

موسیٰ نے کہدیا ارنی کیا قصور ہے
بانارِلن ترانی جلا کوہِ طور ہے

جو مرگ و زندگی کا جہان مین ظہور ہے
فکرِ کفن ہمارے لئے کیا ضرور ہے

عُریان جہان سے آئے ہین عریان ہی جائینگے

عابد خبر ہے تجھکو مگر دل کی لاگ سے
رہتی ہے محویت بخدا تجھکو راگ سے

ڈر بکریون کو رہتا ہے صحرا مین باگ سے
حافظ کو خوف کیا ہے دوزخ کی آگ سے

فخر رازل پلّے پہ ہو کے شافعِ محشر بچائین گے

گیسو رخسار پہ چبو قت پریشان ہونگے
دلِ عشاق بصد سلسلہ جنبان ہونگے

جمع اطراف جو دیدار کے خواہان ہونگے
ناوک انداز جدہر دیدۂ جانان ہونگے

نیم بسمل کئی ہونگے کئی بیجان ہونگے

اُسکے رخسار کو کیا مہر درخشان کہون
اِسکی تنویر تو ہے اُسکی ضیا سے افزون

دیکھنے کی نہین طاقت بدرون و بیرون
تاب نظّارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون

اور بنجائین گے تصویر جو حیران ہونگے

راتدن دیر مین رہتے ہین پرستارِ صنم
شاہدِ عیش کے بس وصل سے شاد و خرم

عشقبازی سے جو تو منع ہے کرتا اسدم
ناصحا دلمین تو اتنا ہی سمجھہ اپنے کہ ہم

لاک نادان ہوئے کیا تجھسے بہی نادان ہونگے

چشمِ سفاک کی بیماری جو پائین گے کبہی
مثلِ نرگس نہ وہ بیماری دکہائینگے کبہی

تنگ بے یار جو اِس جینے سے آئینگے کبہی
منّتِ حضرتِ عیسیٰؑ نہ اُٹہائینگے کبہی

زندگی کے لئے شرمندۂ احسان ہونگے

حاجی بن رہتے خدا کے ہین مکانمین مومن
صرف عابد سے ہین اسرار نہانمین مومن

کافرِ عشق ہین کہلاتے جہانمین مومن
عمر ساری تو کٹی عشقِ بتان مین مومن

آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گذرے آدم سے بایندم کئی دنیا مین نبی
آپ سا دوسرا کوئی نہین محبوبِ ربی

یک اشارہ سے ہے دو ٹکڑے ہوا ماہِ شبی
مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تم ہی بیشک ہو خدا کے بخدا محرمِ راز
طے کئے آئینِ افلاک کی ہو راہِ دراز
شبِ معراج مین بس حق سے رہے اونیاز
تو ہمانی کہ ترا عرش شدہ پا انداز
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

اُمتِ خاص کو عصیان کا ہے کیا خوف و خطر
نزدِ حق آپ ہین واللہ شفیعِ محشر
رحمتِ عالمیان آپ ہین یا پیغمبرؐ
چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

حاملِ وحی تو جبریلؑ ہے عالی درجات
آپ حق بھیجتا ہے تم پہ درود و صلوات
فیض سے آپکے یا شاہ ہماری ہے نجات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

کیا لکھون آپ کی توصیف مین یا شاہِ اُمم
ہو گیا کُند زبان ہاتھ مین اپنا ہے قلم
بخدا عفو کا خواہان ہون خدا کی ہے قسم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

آپ کی یاد تو میرے ہے دل و جان مین مدام
آلِ اطہار پہ پیوستہ درود اور سلام
نعتِ والا سے تو رہتا ہون سدا شیریں کام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق ز شیرین رطبی

کمترین بندہ گنہ گار ہے یہہ عابد علی
آرزو رکھتا زیارت کی ہے یا ختم نبی

ب دیجئے اُسے کھینچ ہے مراد اُسکی دلی
سیدی انت حبیبی وطبیب قلبی

تحریر اول
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درمان طلبی

مقبل جلّ وعلا مخدوم صابر کلیری
رازدار مصطفیٰ مخدوم صابر کلیری

پیشوا و رہنما مخدوم صابر کلیری
مظہر نور خدا مخدوم صابر کلیری

معدن فیض وعطا مخدوم صابر کلیری

ربّ ارنی بولے موسیٰ پہنچے جسدم کوہ طور
لن ترانی سن لیا غش آگیا دیکھا جو نور

آپکا ہی فیض پہنچا دہر مین نزدیک و دور
قبۂ انور مین تیرے ذات حق کا ہے ظہور

جلوہ گاہ کبریا مخدوم صابر کلیری

کامل و اکمل ہو بیشک واقف راز خدا
تم سا دنیا مین نظر آیا نہ کوئی دوسرا

کاشف سر لدنی افتخار اولیا
کج کلاہی زیب دیتی ہے تمہین کو سیدا

تاجدار چشتیا مخدوم صابر کلیری

معتقد عالیجناب پاک کے ہین الن و جن
وصف جو آپکے ہین کیا کوئی دے گا گن

مین نہین کہتا کسی کا آسرا ہون آپ بن
ہے تمنا مجھکو اے شاہ دو عالم رات دن

ہو میسر خاک پا مخدوم صابر کلیری

رازِ صابر فیض سے ناصر کے عابد کو ملا
صابر یہ خانوادیکا ہے دلسے مبتلا

ہو یقین حاجت روائے خلق اور مشکلکشا
در تمہارا چھوڑکر اصغر کہان جاوے بھلا

خمسہ بر غزل

دل مرا تم پر فدا مخدوم صابر کل یری

ہین پیشی مین تمہاری عبد و رب اے یار دو بیٹھے
دوئی سے گذرے کر ناز کیخیالی آپ جو بیٹھے

جو اپنی خلوتِ دل ہی مین دیکھا یار کو بیٹھے
ہوا جو کچھہ کہ ہونا تھا کہین کیا جی کو رو بیٹھے

بس اب یک ساتھہ ہم دونو جہانسے ہاتھہ دھو بیٹھے

گذارے ہمنے کیا کیا وصل کی دن ہجر کی راتین
عجائب وصل کی خوشحالدتین فرقت کی آفاتین

ہوا مجنون ہے خود لیلے یہ دیکھو عشق کی گھاتین
نہ پوچھو کچھہ ہماری ہجر کی اور وصل کی باتین

چلے تھے ڈھونڈنے جسکو سو وہ ہی آپ ہو بیٹھے

کئی اشیا ہین یارو ڈھونڈنیسے ہر کہین ملتے
عرب سے تا عجم اور ہند سے تا ملک چین ملتے

کہان مانند اپنے کوئی بر روے زمین ملتے
بساط اپنی مین ہم تھے آپ سو انتو نہین ملتے

نہ تھا کچھہ اور اپنے پاس جسکو کہئے کھو بیٹھے

بشہر حسن ہے شاہی جو تجھپر ہو گئی قایم
کہ تیرے حسن کے آگے مہ خورشید ہے ہادم

جفا و جور ہی عشاق پر کرتے رہے دایم
وفا کی چھینٹ بھی تجھپر پڑی ہرگز نہ اے ظالم

لگا تھا خون دامن سے سو وہ بھی آپ دھو بیٹھے

بفیضِ شاہ اے عابد نہین تجھکو ضرر ہرگز
ترے منصب کو تو بیشک نہین ہے کچھہ خطر ہرگز
نہین منظور ہے گر آپکو کچھہ زور زر ہرگز
نہ اُٹھو در پہ اپنے بستر بیسے طمع کر ہرگز

تمہارا جو کچھہ یون غیب سے آوے سو تم البتہ لو بیٹھے

وہی ہرجائی ہو تو پھر کسی کو یاد کیون کیجے
یہ اپنا نقدِ دل بیجا کہین امداد کیون کیجے
دل اپنا ہے خیال غیر کی بنیاد کیون کیجے
بہار چند روزہ سے دل اپنا شاد کیون کیجے

ہوائے حسن پر دلکو عبث برباد کیون کیجے

نہ دے سنگین دلون کے ہاتھہ اپنے دلکا شیشہ
حقیقت کے چمن مین رہ نہ لاکچھہ دلمین اندیشہ
یہان ٹھہرا ہوا ہے اب عبودیت کا یک پیشہ
لگا کر دیدہ و دانستہ اپنے پاؤن پر تیشہ

بکوہِ عشق اپنا قتل جون فرہاد کیون کیجے

نگہ سے بیوفاؤنکی بچا رکھہ ہر زمان دلکو
بدامِ کاکلِ خوبان پھنسا مت ناگہان دلکو
مثالِ طائرِ عنقا ہمیشہ کر نہان دلکو
نہ دیجے خال و خط کے دام و دانے پر میان دلکو

اگر دیجے تو پیچھے نالہ و فریاد کیون کیجے

بجان اُسکا سدا محکوم ہونمین اور وہ خاکم
سمجھتا ہون اُسے مخدوم اور اپنے کو بنی آدم
جگر اور دل یہ دونو نذر اب گذرانکر سالم
جو مانگون ہونمین آزادی کہے ہے ہنسکے وہ ظالم

جسے لیجے غلامی مین اُسے آزاد کیون کیجے

نہ کر آباد خون عابد کبھی ویرانۂ غم کو
چراغِ داغ سے روشن نہ کرنا خانۂ غم کو

خوشی کی پی کے مے اب پھوڑ دے پیمانۂ غم کو
بیا ذاب چپ رہو کوتہ کرو افسانۂ غم کو

جہان سے اٹھ گئی ہے داد بس فریاد کیون کیجے

بہ بزم میکدہ ساقی ہے مے ہے جام مینا ہے
خمار ایک ایک ساغر سے ہوا آنکھون مین پیدا ہے

کہے کیا وقتِ فرقت محو خود مانند عنقا ہے
مقام وصل مین سوچو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے

فقط یک نام کی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے

بہار آئی ہے گلشن قابلِ گلگشت نیا ہے
بہر سو ہم صفیران چمن کا شور و غوغا ہے

جنابِ عشق کا اب راز تو سینہ مین ہر پا ہے
بیان تم سے کرون کیا مین کہ میرے دل مین کیا کیا ہے

نئی باتین نئی گھاتین نیا ہر دم تماشا ہے

فقیر سمجھتا کچھ ہر گز نہین ہون بیش اور کم مین
عدم سے آگیا ہستی کی جانب پڑ گیا غم مین

جو ہمدم اپنے دم سے صبحدم رہتا ہون ہر دم مین
غنیمت دم کی اُلفت کو نکیرین سمجھون دو عالم مین

کہ ہر عالم مین مجھکو یک نیا عالم دکھاتا ہے

قدم سے وادیٔ وحشت مین ہین خارِ جنون آگے
ہوئے مجذوب بس دیوانہ پن سے بخیمین جا گے

بھلا اے زاہد و کیون اُسقدر تم پھر تے ہو بھاگے
مرے دلمین ہے پوچھون رکھکے قرآن شیخ آگے

زبان مطلق نہین حقکو تو پھر یہ کون گویا ہے

سرود وین کا ہے ہو گیا سرمست ہر پردہ
سُنا جب حضرتِ خسرو کے مونہہ سے راگ سپردہ
دلا کیون اتنا تو پوشیدہ ہے ہرگز نہ کر پردہ
کسی پردہ نشین سے ہمکلامی ہے یہ در پردہ
سخن باریک ہے اِسجاے مجھکو مجھسے پردا ہے

نہ دلکو تازگی امرت سے نے کچھہ خوف ہے سم سے
نہ خوش رہ شادمانی سے نہ کچھہ آزردہ ہو غم سے
رہے نامحرمونسے دوری اور قربت ہو محرم سے
جہان چاہے وہان مل لے خلیلِ جانِ عالم سے
دلِ صافی مکان دیدہ ترا دیوانخانہ ہے

امیر اس دہر مین عابد ہے جنگ و ملک او دلو
مگر مت ہو لجا ہرگز سخن شاعر کا ہے اوے
زمانہ ڈھونڈہ کر دیکھا تو ہر ہر شخص تنہا ہو لا
وطن مردون کی محفل مین نہین یک طالب ہوے
کسی کو حُبِ دنیا ہے کسی کو فکرِ عقبے ہے

ذی رُتبہ سے ہمسری نہین ہے
وہ عاشقی عاشقی نہین ہے
فرہاد کی کیا سنی نہین ہے
عاشق ہونا ہنسی نہین ہے
کچھہ دل لگی دل لگی نہین ہے

واعظ کا سخن جو دل مین بہرتا
باز بد و ورع گنہ سے ڈرتا
گلگشت جنان کو یاد کرتا
حورون کے نام پر ہے مرتا
انسان کچھہ آدمی نہین ہے

آتے ہی شبِ فراق جانی
بیخوابی سے دل پہ ہو گرانی
ہوتی رہے لاکہہ قصہ خوانی
جس سے نیند آئے وہ کہانی
مینے تو کبھی سنی نہین ہے

یہہ عشقِ بتان زمین مین گڑجاے
اور شکل فراق کی بگڑجاے
ہے خوف نہ اُسکا شعلہ بڑجاے
آہِ سوزان پہ خاک پڑجاے
یہہ آگ کبھی دبی نہین ہے

رخ تیرا ہے مہر سا درخشان
ہے جبیتی جس سے چشمِ انسان
مانی ہے شبیہ لکھکے حیران
خالق نے کمر تجھے مری جان
ایسی دی ہے کہ دی نہین ہے

دیکھے کئی خوش نکات مین نے
اور دلسے ہی کی صفات مین نے
سوتے نہ گذاری رات مینے
اُڑتی سی سُنی ہے بات مین نے
تم سے اچھی پری نہین ہے

عابد نے سنی جو صوت اے وجد
لی عمر جہان سے چوت اے وجد
خوش ہوتے ہین روزِ فوت اے وجد
ہے سب کو عزیز موت اے وجد
کس نے جان اسپہ دی نہین ہے

جو عشق کے ہین براہ گذر گذر مین رہے
سدا بحالِ پریشان نگر نگر مین رہے

وطن مین اپنے ہمیشہ سفر سفر مین رہے
کہو وہ شیوہ نہ مدّنظر نظر مین رہے

کہ جس سے رازِ محبّت بشر بشر مین رہے

فدائی صورتِ شیرین کا کوہکن تہا جون
مین اُسکے حسن پہ شیدا ہون کچھ نہ پوچھو یون

کبھی بشہرِ بتان ہم پہنچگئے جون توں
ہم اُنکی بزم مین بیٹھے رہے ولیکن یون

کہ جیسے رہرو راہِ خطر خطر مین رہے

نہین ہے کھیل سمجھنا عشقبازی ہے مشکل
نہ بہول قیس سا لیلےٰ کا ناقہ و محمل

رکھے جو دل کو کسی کی طرف کوئی مائل
کھینچے جو سینہ سے نالہ تو چاہیے ایدل

مثالِ معنی لفظ اثر اثر مین رہے

چمن ہو ابر بہاری گلون کا موسم ہو
سما یا راگ کا در پردہ ایک عالم ہو

شراب و ساقی مینو ش اپنا باہم ہو
شبِ وصال کی یارب نہ روشنی کم ہو

وہ نورِ عارض رشکِ قمر قمر مین رہے

فراقِ یار کا درد و الم تہا صبح و مسا
لکھون مین کیا کہ نہین یکقلم لکھا جاتا

بکنجِ رنج تہا عابد بہی مبتلا حاشا
تمیز غم کو دیا تہا فلک نے عیش اپنا

کہ جیسا جلوۂ رنگِ شرر شرر مین رہے

بہوا جستجو مین تیرے یہ نسیم دربدری رہی
کہ ہے داغ سینہ مین مثلِ گل بسبی ہی خوشی بہری رہی

رہا محوِ بیخودی اسطرح نہین عقل سر مین فری رہی
خبر تحیرِ عشق سُن نہ جنون رہا نہ پری رہی

نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

ہون رہینِ عالمِ محویت نہین کچھ ہراس ننگ
بخدا ہے جوشِ جنون سے بس یہ مدام پاس ننگ
بنے مجھسا کوئی جنون مین کیون ہے سدا اساس ننگ
شہِ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس ننگ

نہ خرد کی بقیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

چمنِ وصال مین صبحدم کوئی پھولا اور کوئی پھلگیا
تو خزانِ ہجر سے کیا عجب کہ تمام رنگ نکلگیا
گئی بھاگ بلبلِ نغمہ خوان دلِ زار جس سے دہلگیا
چلی سمتِ غیب سے اک ہوا کہ چمن سرد کا جلگیا۔

مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہین سو ہری رہی

دمِ صبح دیدۂ زار سے جو مرے سرشک رواں ہوا
کہ جو داغ مثلِ چراغ تہا سو وہ دل کا دلمین نہاں ہوا
ہوا بند دیدۂ ظاہری تو اجب جھمکڑا عیان ہوا
ترا جوشِ حیرتِ حُسن کا اثر اسقدر یہان ہوا

نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

تپِ عشق بسکہ ہے پُرخطر پہلا کیسے ٹوٹے ہوند علاج کو
کہ طبیب کوئی نہ پاسکے ترے عاشقون کے مزاج کو
دیا عابد اپنا ہے نقد دل سبھی ملکِ لگے خراج کو
کیا خاک آتشِ عشق نے دلِ بیوا سے سراج کو

نہ خطر رہا نہ حضر رہا جو رہی سو بیخطری رہی

تمت بالخیر

عامل نہین ہین وہ تو خدا کے کلام کے
پیرو نہ ہون جو سنّتِ خیر الانام کے
محکوم و اعظون کے تابع امام کے
کلمہ پڑہا تو کیا جو مسلمان ہین نام کے
ہندو ہین خوب اُنسے کہ تابع ہین رام کے

گلزارِ عشق کی جو کرے سیر ہے سدا
جانے ہمارے دلکو نہ ہرگز پُر از ریا
مین نے شرابِ شوق کو ہے پے بہ پے پیا
میخانہ بنگیا ہے یہہ دل اپنا ساقیا
محتاج ہم نہین ہین ترے یک دو جام کے

دل محفلِ وصال سے خورسند ہے وہی
ہر داغِ عشق شمع کے مانند ہے وہی
دلدار کو سمجھتا ہے دلبند ہے وہی
بندہ جو بنگیا ہے خداوند ہے وہی
صاحب چھپا ہے چہرہ مین دیکھو غلام کے

جو جو کہ علمِ عشق کے عالم ہین منتہی
اقلیمِ عشق کی وہ سبھی پاتے ہین شہی
مجنون کی جو زبان ہے انا لیلےٰ کہہ رہی
عاشق جو ہے جہان مین معشوق ہے وہی
سامان کب یہان ہین سلام و پیام کے

عابد کو کب ہے غیرِ ثنا خوانی اکرام
ہے خواجگانِ چشت کا مدّاح صبح و شام
ہندالولی عطائے نبیؐ ہین وہ ذیمقام
خواجہ معین الدین کے جو عاشق ہین خاص و عام
کیونکر نہ ہون فریفتہ اپنے کلام کے

تمت

ہم اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے
منہ دیر و حرم کی طرف اپنا نہین کرتے
اپنے کو جو ہم پاتے ہین کیا کیا نہین کرتے
ہم اپنے سوا غیر کو سجدہ نہین کرتے
کچھ اپنے بغیر اور کو پایا نہین کرتے

وہ شوخ ستمگر ہو تو دلدار ہو کسکا
وہ مہر ستمگار جفا کار ہو کسکا
کہیے بخدا آپ کہ وہ یار ہو کسکا
ہم آپ ہون جب ایک تو دیدار ہو کسکا
کیون اپنے کو پھر آپ ہی دیکھا نہین کرتے

ہان تیری طبیعت مین بہت کچھ ہے بہر شر
یون رو برو لوگون کے مذمت نکیا کر
منہ کہون اسطرح خدا سے تو ذرا ڈر
تکفیر مین زاہد نہ ہماری ہو تو کافر
آپ اپنے سوا غیر کو پوجا نہین کرتے

بیمار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
سرشار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
میخوار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
بدکار ہمین کہتی ہے مخلوق تو کہہ لے
جو کچھ کہ ہم اب کرتے ہین بیجا نہین کرتے

صولت جو وہان آتے ہین ایخواجہ چشتی
دل عشقین بہلاتے ہین ایخواجہ چشتی
عابد ترے گنجاتے ہین ایخواجہ چشتی
عاشق ترے کہلاتے ہین ایخواجہ چشتی
جو کچھ ہے تو ہے اور کی پروا نہین کرتے

محمد بہادر

جو شراب معرفت پیکر چکے
خوب ہی عرفان کی لذت چکے

اب ہوا معلوم جب چکر تھکے
صد ہزاران آئینہ شاہد یکے

نیست کس را اندرین معنی شکے

قطرہ و بحر و حباب و موج ما
دیدۂ ظاہر بین ہے ہر اک جدا

کھولکر چشم بصیرت کو ذرا
گر یکے دانی یکے بینی ہمہ

زانکہ اندر یک نباشد جز یکے

معرفت کی گفتگو ہے بے شمار
جسکو سنکر ہو وے ہر اک بیقرار

دل تو میرا ہے اسی پر استوار
وحدت اندر کثرت آمد آشکار

برکشا از راہ بینش چشمکے

آئینہ سا ہو کوئی گر باصفا
اُسکے ہی آئینہ مین اُسکو دکھا

دوست اپنا کون ہے اپنے سوا
گر ہمی خواہی کہ بینی دوست را

بر جمال خود نظر کن اندکے

پی لیا ہے جو مئے اُلفت کا جام
پا گیا عابد عبادت سے ہے نام

اپنا ایسا ہے تصور صبح و شام
گشت تمّ الفقر احمد را تمام

فخر دارد از پلاس و چرمکے

فخر اول

بخت کی ہوتی نہین تحریر اپنے ہاتسے
اوپر اس آئینکی ہی تسطیر اپنے ہاتسے

بے رضا بڑتی نہین تو قیر اپنے ہاتسے
تو نہ کر اپنے لئے تدبیر اپنے ہاتسے

کام کرتی ہے تری تقدیر اپنے ہاتسے

ہین حروف حرص خالی دیکھ اے مرد ذکی
صرف طمع کیمیا ہین کھو نہ اپنی زندگی

ہان گداز عشق ہین ہو کر کثافت سے بری
قلب اپنا صاف کر لے سونا روپا ہے وہی

پھینکدے پارس بہی اور اکسیر اپنے ہاتسے

ہے محمد کی حقیقت سے ظہور خاص و عام
برزخ کبرے ہین ہین دیندار اور ہندو تمام

کر کے حاصل صلح کل ہر ایک سے تو صبح و شام
گبر سے کر رام رام اور شیخ صاحب کو سلام

حق نے کہنچی ہے یہی تصویر اپنے ہاتسے

یار کے ملنے کا حاصل ہے جواب علم الیقین
جانتے ہین بیدا اپنا پاکباز اور اہل دین

راز معشوقین کا ہر اک پہ وا ہوتا نہین
عاشقون کے رمز گر چاہین کرا کا تبین

کیا ہے طاقت جو کرے تحریر اپنے ہاتسے

خیر و شر منسوب جس سے ہے وہ خود اپنا گواہ
جابر و مجبور جو ہے اسپہ ہے اپنی نگاہ

عبدیت مین چاہئے خط مراتب کی نباہ
ہے ادب منظور تجھکو تو سمجھہ اپنا گناہ

گو نہین کرتا ہے تو تقصیر اپنے ہاتسے

عاشقان جرم وخطا سے اپنے خود ڈرتے ہین کب
واسطے بخشش کے ہین سب شہنشاہ عرب

عابد کمتر بھی ہمراہی مین با عجز و ادب
دامن آلودہ اگر خاموش ہو تو کیا عجب

عمر بھر اُن
پاک کر دین حضرت شبیر اپنے ہاتھ سے

تم مربیان ہو ایمان بھی ہو اور نبی
نہ ہوا ہے کوئی تمسا نہین ہوگا کوئی

ذات اقدس کو تو مین جانتا ہون عین ربی
مظہر ذات الٰہی ہین رسول عربی

مرکز دائرہ علم ہین اُمی لقبی

حشر مین اُمت عاصی کے سوا اور بھی
آپ سے ہونگے شفاعت کے طلبگار نبی

مرے مولا مرے آقا شہ عالی نسبی
سیدی آپ پہ قربان ہون اُمتی وابی

بھولجانا نہ مجھے وقت شفاعت طلبی

شوق صحرائے مدینہ مین بسر عمر ہوئی
پر اثر کچھہ دل مضطر نے دکھایا نہ ابھی

بحر رحمت سے نہین دور جو ہو یاد مری
ہچکیان آتی ہین بے ساختہ ہے تشنہ لبی

کیا قلندر کی حضوری مین ہوئی ہے طلبی

علم سینہ بھی پڑھا پڑھ لیا قرآن بھی سب
اب تجھی سے ہے غرض اور تجھی سے مطلب

بخشش امت عاصی کا ہے جب تو ہی سبب
عفو تقصیر مری کر دے تو اے ماہ عرب

وجد مین مجھہ سے نہ نکلے سخن بے ادبی

حق کی جانب سے عطا مجھکو ہوئی عیسیٰ ہی
اِسلئے رہ یہ نظر آتی ہے بالکل سیدھی
تجھکو اللہ نے شہا دولتِ لولاک بھی دی
شبِ معراج تو بے پردہ جمالش دیدی

آن جمالیکہ تو دیدی نہ کسے دید نبی

مبدعِ کل ہے تو اور مظہرِ کامل تو ہے
افضلِ خلق ہے تو اصلِ فضائل تو ہے
آپ اپنی ہے نظیر اپنا مقابل تو ہے
نورِ آنکھوں کا تو ہے روشنیِ دل تو ہے

ہے تو ہی جانِ دو عالم بجذا بو العجبی

دور ہے صبحِ وطن شام ہے غربت کی دراز
مجھکو تقوے کا بھروسہ ہے نہ پشتی نماز
اب دکھا دے مرے آقا مجھے اپنا اعجاز
بخشدے اپنے گنہگار کو اے بندہ نواز

حاضرم بر درِ رحمت پے غفران طلبی

آپ ہین باعثِ تکوینِ دو عالم سرور
آپکے وصف مین عاجز ہین ملک جن و بشر
شان مین آپکی لولاک لما ہے اظہر
نخلبندِ چمن خلد نسیم کوثر

مہر مکی مدنی ہاشمی و مطلبی

ہوگیا ماہ فلک پر ترے اعجاز سے شق
طے کیے آن مین افلاک کے جتنے ہے طبق
مبدع جملہ علوم اور نہ پڑھا ایک ورق
لین فصیحان عجم تیری بلاغت سے سبق

ادب آموز فصاحت بلغائے عربی

کوہ کا کام تو ہوتا نہین شناسا خس سے
پھر ہو اُمید ہی کیا خیر کی اِس ناکس سے
دلِ مُضطر تو ہوا جاتا ہے باہر بس سے
جان جبتک ہے نہ پٹونگا درِ اقدس سے
کس کی دہلیز پہ جاؤن پئے درمان طلبی

ایک مدت سے غلامی کا ہے سر مین سودا
دل تڑپتا ہے کہ ہون روضہ انور پہ فدا
مرضِ عشق ہے کیونکر ہو مداوا اسکا
زور رہا تو نہین نہ پاؤنگا ہے طاقت اصلا
کس طرح روضہ پہ آؤن پئے درمان طلبی

یہ غزل سنتے ہی حاضرین نے کہا صلِّ علےٰ
نعتِ احمدؐ مین قلندر نے بہت حق لکھا
اُسکا مقصود بر آئے بطفیلِ مولا
سُن کے یہ نظم لب گور سے قدسی نے کہا
ہے قلندر یہ ترا رنگِ سخن بوالعجبی

مثلث

دیوانہ کیا اپنی محبت مین نبیؐ نے
دل چھین لیا ایک جوانِ عربی نے
مکی مدنی ہاشمی و مطلبی نے
بیمار رہی کر ڈالا تہا فکرِ ذہبی نے
کہو یا ہی تہا مجھکو مری دنیا طلبی نے
کیا خوب سنبہالا ہے رسولِ عربیؐ نے

ہان ختم رسل کی وہ ہدایت بہی ہوتی
اُس مہرِ نبوت کی زیارت بہی نہ ہوتی

کیا کام نکالا ہے مری بے ادبی نے

ارشاد خدا کا ہے جو تیرا ہے تکلم — طٰہٰ کے کرشمے ہین تو یٰسین کا تبسم

قرآن کو سجایا ہے تری خوش لقبی نے

عابد نہ کرے سجدہ اے معبود ملائک — آدمؑ کو کیا عرش پہ مسجود ملائک

کیا کام بنایا تری عالی نسبی نے

ٹھمری

اللہ کو پکارون آپ مین یہہ بات تمہاری ہے نیاری

ہو شکل مین بندے کے مولا یہہ گہات تمہاری ہے پیاری

ڈہونڈون مین جہان دیکہون مین جدہر ہر جاے تمہین ہو پیش نظر

قیدی نہین جو ایک جا پہ رہین یہ سات تمہاری ہے ساری

شطرنج ہے عرفان کی تازی تم کہیل رہے ہو جو بازی

گر جیت لئے باطن تازی یہ مات تمہاری ہے بہاری

دیوانہ ہے یہ دل صبح و مسا معشوق کے جا زلفون مین پہنسا

اور ہو کے مخاطب کہنے لگا یہہ رات تمہاری ہے تاری

عابد بہی عبادت کرتا ہے راہب بہی تمہی پہ مرتا ہے

کیا خوب صفت ہے یہ تم مین یہ بات تمہاری ہے جامی

ٹھمری

اے میرے جانی اے میرے جانی تجھسے کہون کیا اپنی کہانی

تجھہ پاس اپنی ہے قدر دانی کاہیکو برپا پہر قصہ خوانی

سب کی سُنونگا اپنی کرونگا یہ ہی طریقہ اپنا رکھون گا

اسمین نہ ہرگز کچھہ فرقِ معنی ہاتون مین تیرے ہے میری ہانی

مین تو ہوا ہون وحشی وحیران چاہت کا تیری اب ہون نین خواہان

ایسا نہو تو پہر کون جانی مجھہ پہ کریگا آ مہربانی

تجھکو نین دیکھا تو اُسکو دیکھا گر تجھکو پایا تو اسکو پایا

کہتے اِسی کو ہین خوش بیانی مضمونِ ایمان ہے من آنی

اللہ باقی من کلِّ فانٍ قرآنمین دیکھو خوب اِسکو سمجھو

عابد ہو معبود باقی ہے فانی کچھہ نا رہیگا وہ یا جانی

ٹھمری

میرے والی خواجہ چشتی — اُنپہ قربان حورِ بہشتی

میرا بیڑا پار اُتارو — کہین ڈوب نہ جائے کشتی

ٹھمری

گھنی گھنی بوندن برسے پانی
ایسے سمے مین آمل جانی
دادر مور پپیہ بولے
ساون دی مہانی

ٹھمری

یک تیہ نجارا مارا رے
پیا سگر چتر ہمارا رے
جب نکلے باگ تماشے کو
جیا عابد پردے وارا رے

ٹھمری

بے دردان تان پیت ناکرنا رے
بگین مین پگ دھرنا رے
عشقو ندا داگ سلگت من مین
تینو ندا اُپلی جھرنا رے

ٹھمری

تونے عاشق جو مجھکو بنایا رے
سنگے معشوق کیا ہی ستایا رے
فانی دنیا کو دل سے بہلایا رے
رہنے والے سے من کو ملایا رے
روٹھے دل کو جو ہم نے منایا رے
گویا کعبہ نیا یہ بسایا رے
نقشِ ایمان یہ دل مین جمایا رے
تجھکو دیکھا خدا کو ہے پایا رے
مے نصرت کا رنگ دکھایا رے
ہو کے عابد جو معبود آیا رے

رقعۂ دعوت

ساقیا! جلد دے شراب مجھے
دیر کی اب نہین ہے تاب مجھے

بادۂ عیش و بادۂ اُلفت
جس سے حاصل ہو دلکو اِک فرحت

فکر سب دل سے دور ہو جائے
مجھکو حاصل سرور ہو جائے

ابر اُٹھّا بہار آئی ہے
رحمتِ کردگار آئی ہے

فرطِ شادی سے خندہ زن ہین گل
نغمہ سنجی مین محو ہے بُلبل

دل کے مطلوب ہمنے پائے ہین
یہ دن اللہ نے دکھائے ہین

جی مین ہے۔ دوست آئین جلسہ ہو
اور سامان سب مہیّا ہو

اے مرے دوستو۔ مرے احباب
اِک مری عرض ہے سنو تشتاب

آکے اِک دن غریب خانہ پر
کیجئے مجھپہ اِک کرم کی نظر

ہے نبیرہ مرا جو ناصر علی
اِسکے حامی رہین علیؓ و نبیؐ

اُسکی شادی ہے شادیٔ ختنہ
یہ مبارک مہینہ ہے اچھّا

پندرہ تاریخ روزِ یکشنبہ
کیجیے اس ماہ مین قدم رنجہ

وقتِ مغرب ضرور آئیگا
رسمِ شب گشت مین ہی جائیگا

ہم طعامی سے کیجئے ممنون
مین ہون سنّت کا آپ کی مرہون

OSMANIA LIB HYDER

ہر جگہ ہے مرا نیا اِک رنگ
کہین عابد کہین ہون صولت جنگ

تمت

تواریخ طبع کلیات

اختر - عالیجناب منشی لطیف احمد صاحب ضامد گار دہوم سکریٹری حضرت امیر مینائی مرحوم

عابد کا سخن جانِ سخندان نکلا — دردِ دلِ عشاق کا درمان نکلا
اختر نے لکھی طبع کی تاریخ لطیف — واللہ یہ نیا دفترِ عرفان نکلا

۱ ۳ ۳ ۴

ترکی - عالیجناب مولانا ترک علیشاہ صاحب قلندر شاعر پایہ تخت دکن المخاطب امیر الشعرا

نقش معنی حضرتِ عابد چو بست — بیت بیتش در دل وجانم نشست
گفت ترکی جستش چون سالِ طبع — مجلس آرا کلیاتِ عابد است

۳ ۳ ۴ ۱

جلیل عالیجناب حافظ جلیل حسن صاحب لکھنوی شاعر خاص سلطان دکن خلد اللہ ملکہ

یہ سخن اُسکا ہے جو ہے شاعرِ شیرین مقال — بلبلِ گلزارِ معنی یوسفِ مصرِ کمال
نقدِ جان قیمت اگر ٹھہرے تو سمجھو مفت ہے — یہ سخن اُسکا ہے جسکے قال میں ہے رنگِ حال
مطلع روشن پہ قربان آفتاب وماہتاب — مصرعِ رنگین پہ صدقے شاہدانِ خوشجمال

بندشِ اشعار کہتی ہے کہ مین ہون لاجواب
شوخیٔ گفتار گویا ہے کہ مین ہون بیمثال

سال چھپنے کا کوئی پوچھے تو یہ کہدو جلیل
کلیاتِ عابدِ جادو بیان نازکخیال

۱۳ ۳ ۴

غبار - جناب حکیم محمد عابد علی صاحب تلمیذ حضرت ناظم مدظلہ العالی

طبع گردید کلیات عجیب
از نوابم بعظمت وتمکین

سال تاریخش آن نوشت غبار
چشمۂ نور گلشن رنگین

۱۳ ۳ ۴

قادر - جناب سید قادر حسین صاحب داروغہ فراش خانہ مبارک

ہین مرے نواب صولت جنگ ذیشان وکرم
صورت وسیرت مین یکتا ایک جنکا حال قال

طبع دیوان کی سن ہجری مین ہے تاریخ عرض
کلیات عابد جادو بیان نازکخیال

۱۳ ۳ ۴

کیفی - عالیجناب مولوی سید رضی الدین حسن صاحب حیدرآبادی

واہ وا نواب صولت جنگ عابد واہ وا
آپ کا کیا پوچھنا کیا پوچھنا دیوان کا

مجھسے پوچھا حضرت کیفی نے اسکا سالِ طبع
کلیات عابد روشن گہر ہے، کہدیا

۱۳ ۳ ۴

عالیجناب مولوی محمد مظہر علی صاحب الماس رقم استاد خوشنویسی مصنف مدظلہ العالی

چون جملہ تصانیف ولینعمتم اکنون
یکجا شدہ مطبوع پسندید دل وجان

القابدم گشت کہ برجستہ نوشتم
گلدستۂ توحید بشد طبع سن آن

۱ ۳ ۴

مجید - جناب محمد جہانگیر صاحب آغائی شاگرد رشید حضرت ناظم مدظلہ العالی

کم نہین لطفِ کلامِ عابدِ عالی دماغ		ہم نے مانا ہوتے ہین اہلِ زبان نازکخیال
طبع کی تاریخ بہی کیا خوب ہاتھ آئی مجید		کلیاتِ عابد جادو بیان نازک خیال
		۱۳۴۳

ناظم - عالیجناب نواب میر محمد علیخان بہادر شمشیرزادہ مصنف دام اقبالہ

گشت چون کلیاتِ عابد طبع		زد بہر صفحہ بوسہ اش ارژنگ
سالِ طبعش دم بناظم گفت		رگِ جان کلیاتِ صولت جنگ
		۱۳۴۳

ولا - عالیجناب خان بہادر شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر دام اقبالہ

شاع الکتاب بفضلہ		ما بین ذی حضر و باد
فیہ القصیدۃ و الغزل		فیہ الخمس مستزاد
قد زُیّنت صفحاتہ		من کل فنّ مستجاد
لِمَلا و ناظم عِقدہ		رب الفصاحۃ و الجواد
قال الولاء مورخًا		لبرو زہ بین العباد
طُبع الکلام لعابد	۱۳۲۴	بشری لارباب المراد

ولہ

شہ قلم و نظم فصیح - صولت جنگ		کہ صولتش بسخن فاتحِ خراسان است
بہ رزم - تیغِ لسانش - زبانِ فردوسی		بہ بزم - شمعِ زبانش فروغِ سلمان است

سخنوری که بفکرِ بلند او عالی — کمینه زلّه رُبائی ز نعمت خوان است

عدیلِ انوری و فرّخی و بهرامی — مثیلِ باقرِ کاشی سلیمِ همدان است

قصیده‌اش سخن آموزِ عرفی و اسدی — تغزّلش سبقِ طوطیِ صفاهان است

بمجلسِ فصحا همزبانِ امرءِ قیس — بمحفلِ بُلغا جانشینِ سحبان است

معاصرینِ زمن را بذاتِ او نازی — وجودِ مغتنمش مفخرِ نیاکان است

مدارجش همه بالاتر از بلندیِ نطق — مراتبش همه بیرون ز حدِّ امکان است

بهر چه وصفِ توان گفت بهتر است ازو — از آنچه مدحتِ او رفت برتر از ان است

ببین بهر ورق کلیاتِ منظومش — قصائدش چو رباعی ردیف دلیف ان است

خوشا کلامِ سخن پرورِ شگرف خیال — که واصف است علی طالبش ثناخوان است

اگر بهیئتِ فکرِ بلند عابد نیک — پسند خاطرِ مطبوعِ اهلِ عرفان است

خهی خجسته رقم طبعِ زاد والایش — که قالبِ سخنے را مطالبش جان است

برند دست بدستش سخنورانِ جهان — متاعِ خوش نگران ماگیش ازسان است

ولاست کاشفِ اسرارِ حسنِ تاریخش — کلامِ عابد روشندلِ زبان دان است

ولہ

مژده اے نواب صولت جنگِ عالی اقتدار — در سخندانان کلامِ محترم مطبوع شد

مصرعِ تاریخِ طبع او فلک گوید ولا		کلّیاتِ عابد گردون ہم مطبوع شد ۱۳۰۴
	ولہ	
فضل حق مطبوع خاص و عام شد		نظمِ صولت جنگِ عابد در دکن
مصرعِ تاریخ او گفتم ولا		کلّیاتِ عابد نیکو سخن ۱۳۰۴
	ولہ	
کلام اچھا چھپا نواب صولت جنگ عابد کا		انہین اوراق مین سب کائناتِ نظم عابد ہے
مطالب کی لطافت چستی بندش کا کیا کہنا		عبادت کی ہدایت حسن ذاتِ نظم عابد ہے
مفیدِ مختصر تعریف ہے شیرازہ کل کی		مطالب کا اثر وجہ صفاتِ نظم عابد ہے
فصاحت نقش ہے آئینہ الفاظِ روشن پر		بلاغت سر بسر محوِ نکاتِ نظم عابد ہے
رہیگا فیض جاری تا ابد اس خضرِ سیرت کا		ہر اک مضمون تر آبِ حیاتِ نظم عابد ہے
مصنّف کی رہیگی نیک نامی روزِ محشر تک		یہ نسخہ باقیات الصالحاتِ نظم عابد ہے

ولا نے خوب لکھی عیسوی تاریخ نورانی
کلام انوری ہے کلّیاتِ نظم عابد ہے
۱۹۱۶ء